عہد ساز تحقیقی و تجزیاتی مطالعات پر مشتمل

اٹھائیس (۲۸)

متروکات کی لغت

(جلد سوم)

متروکات کی تحریکیں: ایک نیا زاویہ

کل متروک الفاظ چھ سو سے زیادہ نہیں

ناسخ ایک مظلوم مصلح

شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ

جامعہ کراچی

''قاموس الہند'' اردو لغت

راجہ راجیشور راؤ اصغر

۵۵ جلدوں پر مشتمل اردو لغت کی اشاعت کا عظیم الشان منصوبہ

سوا تین لاکھ الفاظ کا ذخیرہ

زیر نگرانی

ڈاکٹر جمیل جالبی

مجلس ادارت

سید خالد جامعی، عمر حمید ہاشمی، سمیہ ایوبی

اس لغت میں دکنی اردو کے وہ تمام الفاظ شامل ہیں جو دوسری لغات میں دستیاب نہیں، اس لغت کا دنیا میں واحد قلمی مسودہ جامعہ کراچی کے مرکزی کتب خانے ڈاکٹر محمود حسین لائبریری میں محفوظ ہے۔

شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ کراچی
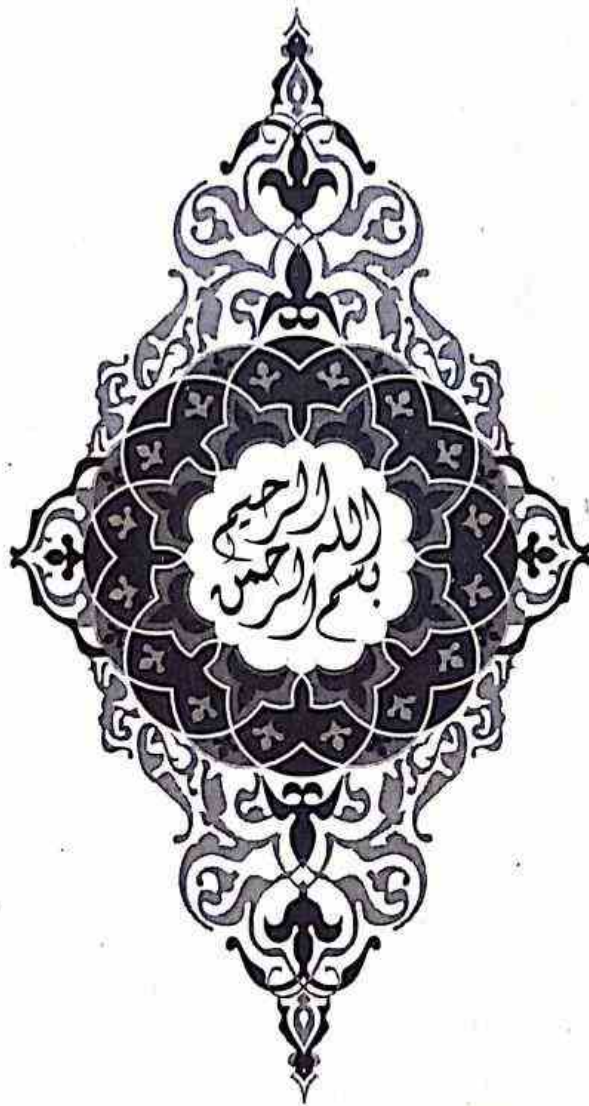
بسم الله الرحمن الرحيم

عہد ساز تحقیقی و تجزیاتی مطالعات پر مشتمل

اٹھائیس (۲۸)

متروکات کی لغت، متروکات کی تحریکیں: نیا زاویہ

مرتبہ

سیّد خالد جامعی
ناظم

عمر حمید ہاشمی
نائب ناظم

شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ
جامعہ کراچی

Jareeda. 28

Special issue on "Dictonary of Obscure Words of Urdu Language Vol. III"

Research journal of Bureau of Composition, Compilation & Translation,

Compiled by Syed Khalid Jamaee, Director

&

Umar Hameed Hashmi, Deputy Director

Bureau of Composition , Compilation and Translation

University of Karachi

E-mail: frenspa03@yahoo.com

شمارہ اٹھائیس (۲۸)

اشاعت ________ سنہ ۲۰۰۴ء

قیمت ۔/۱۰۰ روپے

شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ کراچی

فیکس نمبر: ۹۲۴۳۱۸۶ فون نمبر: ۴۹۶۹۲۳۷، ۹۲۴۳۱۳۱-۷ توسیع: ۲۳۴۳، ۲۳۰۱-۲۲۳۱

Hasnain Sialvi

مندرجات

معروضات

سید خالد جامعی
ناظم

''متروکات کی لغات'' کا آخری حصہ جلد سوم حاضر ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ لغت اختتام پذیر ہوئی۔ جلد دوم کے حوالے سے ممتاز محقق اور ہمارے مشفق جناب ڈاکٹر شمس الرحمٰن فاروقی مدیر ''شب خون'' نے مکتوب کے ذریعے بعض مباحث پر عالمانہ نقد فرمایا ہے اور تحقیق و استدلال کی بعض کمزوریوں کی نشان دہی کی ہے۔ فاروقی صاحب کے خیال میں اردو کی قدیم ترین تحریروں کے الفاظ شاعری کے نمونے آج کوئی عامی نہ پڑھ سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے۔ انھوں نے ''مثنوی کدم راؤ پدم راؤ'' کی مثال پیش فرمائی ہے۔ فاروقی صاحب نے متروکات کے ذیل میں تحریر کیا ہے:

''متروکات کی لغت جلد دوم جو اس شمارے میں شائع ہوئی ہے بہت دلچسپ معلوم ہوئی۔ لیکن میں اس بات کو بالکل نہ سمجھ سکا کہ انھوں نے کسی لفظ یا لغت کو متروک کس بنا پر قرار دیا ہے؟ ان کے بعض اندراجات کے بارے میں یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ لفظ اردو میں کبھی مستعمل تھے بھی کہ نہیں اور بعض کے بارے میں یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ متروک ہیں۔ ادبی زبان میں بہت سے مصطلحات ہیں جو روزمرہ استعمال میں پرانے زمانے میں بھی نہ تھے اور اب تو ہرگز نہیں ہیں۔ ایسے الفاظ کو متروک کہنے سے گمان گزرتا ہے کہ انھیں کسی استاد یا صاحب لغت نے متروک قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ ادبی زبان کے الفاظ کو

متروک قرار دینا زبان کے ساتھ زیادتی ہے۔

بعض جگہ معلومات مکمل نہیں ہیں یا معتبر نہیں ہیں۔ مثلاً بزرگ عورتیں اور خاص کر دیہاتوں میں عورتیں مہینوں کے وہی نام استعمال کرتی ہیں جنھیں فاضل مرتب نے ''عورتوں کے مہینے'' کے تحت درج کیا ہے۔ یہ ابھی متروک نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ہر جگہ ان مہینوں کے وہی نام نہیں ہیں جو فاضل مرتب نے درج فرمائے ہیں۔ کئی نام اور بھی ہیں جنھیں درج کرنا چاہیے تھا۔ اسی طرح میں نہیں سمجھتا کہ لفظ ''فوارہ'' کو کس بنا پر متروک قرار دیا جائے۔ صفحہ ۲۳۱ پر ہاتھی کی آواز کو فیق بہ فتح اول لکھا ہے، حالانکہ یہ لفظ ہائے معروف کے ساتھ اور ق سے ہے نہ کہ ف سے، یعنی قیق بروزن عقیق۔

بہر حال یہ بے حد دلچسپ لغت ہے اور اسے مکمل ہونا چاہیے۔ لیکن اس کا نام متروکات کی جگہ ''نادر الفاظ کی لغت'' ہونا چاہیے اور ہر لفظ کے لیے نثر یا نظم کی سند بھی ضروری ہے اور جو الفاظ اب بھی رائج ہیں انھیں خارج کر دینا چاہیے''۔

شمس الرحمان فاروقی صاحب کا یہ سوال بہت اہم ہے کہ کسی لفظ کو متروک کس بناء پر قرار دیا گیا ہے۔ ان کا یہ مشورہ بھی اہمیت کا حامل ہے کہ ''اس لغت کا نام متروکات کی جگہ نادر الفاظ کی لغت'' ہونا چاہیے اور جو الفاظ اب بھی رائج ہیں انھیں خارج کر دینا چاہیے۔ متروکات کی لغت [تین جلدیں، جلد اول جریدہ شمارہ ۲۵، جلد دوئم جریدہ شمارہ ۲۶، جلد سوم زیر نظر شمارہ جریدہ شمارہ ۲۸] کا مسودہ شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ کے سابق ناظم ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب نے راقم الحروف کے سپرد کیا تھا اور اس کی فوری اشاعت و طباعت کی خواہش بھی ظاہر کی تھی، ان دنوں خالد حسن قادری صاحب سخت علیل تھے اور ان کی آخری خواہش یہ تھی کہ یہ لغت کتابی صورت میں ان کی زندگی میں شائع ہو جائے، اس سلسلے میں سابق شیخ الجامعہ ڈاکٹر ظفر سعید سیفی صاحب کی بھی خواہش تھی کہ یہ لغت فوری شائع ہو جائے لیکن اس کی اشاعت میں تاخیر کا سبب راقم الحروف کا یہی تردد تھا کہ اس لغت کا نام مناسب

نہیں ہے لیکن محترم شیخ الجامعہ اور ڈاکٹر معین الدین عقیل کا اصرار تھا کہ یہ نام مرتب کا تجویز کردہ ہے اور وہ اسی نام سے اس لغت کی طباعت پر اصرار کر رہے ہیں۔ راقم الحروف کا موقف یہی تھا کہ چار ہزار الفاظ کی اس لغت میں ایک ہزار سے زیادہ الفاظ ایسے ہیں جو آج بھی مستعمل ہیں۔ اس صورت میں اسے ''لغت متروکات'' قرار دینا مناسب نہیں ہے۔ راقم کی رائے تھی کہ ۲۵ فی صد الفاظ خارج کر دیئے جائیں۔

خالد حسن قادری صاحب نے اس لغت کو زر کثیر خرچ کر کے جامعہ کراچی کے حوالے کیا تھا اور وہ کسی معاوضے کے طلب گار نہ تھے۔ ان کی خواہش صرف یہ تھی کہ لغت جس قدر جلد ہو شائع ہو جائے۔ افسوس کی بات یہ تھی کہ لغت کے ساتھ نہ پیش لفظ تھا نہ دیباچہ اور اس وقت ان کی طبیعت بھی ایسی نہ تھی کہ اس طرح کے مطالبات ان سے کیے جا سکتے لہٰذا اسے کتابی صورت میں شائع کرنے کے بجائے ''جریدہ'' میں شائع کر دیا گیا تا کہ اس پر نظر ثانی کا کام بھی ہو جائے۔ اس عرصے میں ڈاکٹر خالد حسن قادری صاحب کی طبیعت بھی سنبھل جائے تو وہ مقدمہ تحریر فرما دیں اور نظر ثانی کے بعد اسے کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے۔ الحمد للہ کہ خالد حسن قادری صاحب صحت یاب ہو گئے ہیں امید ہے کہ وہ شمس الرحمان فاروقی صاحب کے استفسارات کا جواب لغت کے دیباچے میں سمو دیں گے اور نادر الفاظ کی یہ لغت اردو ادب کے محققین کے لیے بنیادی حوالے کا کام دے گی۔ اردو زبان میں متروکات کے موضوع پر ابھی تک مبسوط تحقیقی کام نہیں ہوا لہٰذا خالد حسن قادری صاحب کی لغت اپنی نوعیت کا پہلا کام ہے جس پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔

لغت کی آخری جلد میں ہم نے متروکات اردو کے ضمن میں بعض نئے پہلوؤں سے اس موضوع پر غور و فکر کے نتائج پیش کرنے کی جسارت کی ہے۔ یہ جسارت گہرے تحقیقی، تجزیاتی مطالعات کے بعد کی گئی ہے۔ سینکڑوں کتابوں سے عرق ریزی کرنے کے بعد متروکات کی تاریخ اور اس تاریخ سے متعلق ممکنہ دستیاب کتابوں سے استفادہ کی بھرپور کوشش

کی گئی۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ حقیر کوشش اردو زبان کے محققین کے لیے تحقیق کے نئے در یچے کھولنے میں معاون ثابت ہوگی۔ گزشتہ تین صدی کے علمی ذخیرے کو کھنگالنا ہمارے لیے ناممکن تھا۔ اگر محبِّ گرامی جناب مشفق خواجہ، ڈاکٹر تحسین فراقی، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر جمیل جالبی، ڈاکٹر اسلم فرخی، ڈاکٹر معین الدین عقیل، ڈاکٹر رؤف پاریکھ، جناب رفیق نقش، جناب مبین مرزا کی محبت، سرپرستی اور رہنمائی حاصل نہ ہوتی تو کتابوں کی فراہمی، موضوعات کے سلسلے میں رہنمائی اور مسلسل ہمت و حوصلہ افزائی کے بغیر یہ کام ہمارے لیے محال تھا۔

اس موقع پر ڈاکٹر رؤف پاریکھ اور جناب رفیق نقش صاحب کے احسانات کا خصوصی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ یہ دونوں محترم شخصیات میرے لیے فرشتہ رحمت اور سایہ رحمت بن گئیں، ان کے کتب خانوں تک ہماری رسائی اپنے کتب خانوں سے زیادہ آسان تھی۔ اس تحقیق کے دوران راقم اور نائب ناظم شب و روز ان دونوں حضرات کے سامنے مطالبات کی فہرستیں فون پر پیش کرتے رہے اور دونوں فرشتے ہمارے مطالبات سے کبیدہ، رنجیدہ اور آزردہ ہونے کے بجائے نہایت خندہ پیشانی سے ہمارے لیے قدیم کتابیں ڈھونڈتے رہے نہ صرف اپنے کتب خانے سے بلکہ شہر کے تمام اہم کتب خانوں سے اور ان کی نقل کسی معاوضے کے بغیر ہمیں بھجواتے رہے۔

رات گئے اچانک کوئی خیال آتا یا کسی کتاب کا سراغ ملتا تو ان حضرات سے بلا تکلف تبادلہ خیال کرتا اور کبھی ان کے لہجے میں ناگواری کا تاثر محسوس نہیں ہوا۔ رفیق نقش صاحب کی درویشی تو اس انتہا پر ہے کہ بعض مطالبات کے جواب میں وہ کتابیں لے کر راقم کے دفتر تشریف لے آئے اور مجھے اتنا شرمندہ کیا کہ ان کا شکریہ ادا کرنے کے لیے الفاظ نہ مل سکے۔ درویشوں کے قصے اور محققین کے علمی شغف کا ذکر کتابوں میں پڑھا تھا لیکن اب یہ ذکر میرا ذاتی تجربہ بھی ہے۔ میں نے دو درویشوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ان کی درویشی سے فیض یاب بھی ہوا۔ ان دو درویشوں کے احسانات کا بار، بارگراں ہے جسے سنبھالنا بہت

مشکل ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ نے نوادر الالفاظ کو مرتب کرنا شروع کیا تو ڈاکٹر عبدالستار صدیقی صاحب سے رہنمائی کی درخواست کی۔ ڈاکٹر عبداللہ نے اردو نامے میں لکھا ہے کہ ''مرحوم اس دور افتادہ شاگرد کی خاطر بار بار لکھنو، رام پور اور دہلی تشریف لے گئے اور تفحص و تحقیق میں اس حد تک منہمک اور سرگرداں ہوئے کہ نوادر الالفاظ میں درج شدہ اوزاروں سے متعلق الفاظ کے رائج الوقت استعمال کے لیے نان بائیوں، موچیوں اور لوہاروں تک سے ملے اور چھان بین کی، کم وبیش یہی رویہ ان دونوں درویشوں کا رہا جس کے لیے میں ان کا خصوصی شکر گزار ہوں۔ اس محبت اور محنت کا حاصل وہ مقالہ ہے جو اس لغت کا حصہ ہے۔

اس مقالے کی تیاری کے دوران میرے رفقاء کار رات بارہ ایک بجے تک نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ مصروف کار رہے، جناب عمر حمید ہاشمی، جناب محمد فیصل شبیر، جناب سلمان احمد کا شکریہ واجب ہے جن کی استعانت کے بغیر یہ کام اس قدر جلد تکمیل پذیر نہ ہوتا، میں ان سب رفقاء کا شکر گزار ہوں۔

متروکاتِ اُردو کی تاریخ: ایک نیا زاویہ

عروج و زوال کے فلسفۂ نو کا جائزہ

سید خالد جامعی / عمر حمید ہاشمی ☆

''اردو واحد زبان ہے جس کے علماء اور شعراء نے زبان میں اضافہ کرنے پر نہیں بلکہ اچھے بھلے الفاظ کو متروک قرار دینے پر فخر کیا ہے'' [۱] غالباً اسی موقف کی تائید و توثیق میں بہت پہلے یہ کہا گیا تھا کہ اخذ و ترک میں کون سی چیز بہتر ہے۔ اخذ میں فائدہ ترک میں نقصان ہے ہمارے لیے ''ترکِ ترک'' ہی بہتر ہے۔ [۲] بہ ظاہر یہ دونوں موقف بڑے خوبصورت اور مدلل معلوم ہوتے ہیں لیکن تاریخ متروکات اور تحاریک اصلاح کے بارے میں کچھ اور بھی بتاتی ہے۔

کل متروکات ناسخ ۲۶۱ ہیں:

مثلاً مظلوم مصلح ناسخ کے بارے میں بار بار لکھا گیا کہ ناسخ نے ہندی کی چندی کر دی۔ انھوں نے ہندی کے ہزاروں الفاظ زبان سے خارج کیے مگر کوئی نیا لفظ زبان میں داخل نہ کر سکے۔ [۳] لیکن تذکرہ جلوہ خضر کے مطابق ناسخ کے متروکات کی کل تعداد صرف ۲۶۱ ہے اس میں صرف ۱۴۰ لفظ ہندی ہیں جبکہ ۱۲۱ الفاظ عربی اور فارسی کے ہیں۔ حاتم کے یہاں متروک لفظوں کی تعداد بہت کم ہے اور بے چارے میر و مرزا کے متروکات کی تعداد

☆ ناظم، نائب ناظم، شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ کراچی

صرف نوے ہے۔[۴] لہٰذا متروکات کے متعلق تمام مباحث کا از سرنو باریک بینی کے ساتھ جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ اصل حقیقت تک پہنچا جاسکے اور متروکات کی جامع فہرست بھی سامنے آجائے۔ ایک تحقیق کے مطابق متروکات کے موضوع پر شائع شدہ تمام کتابوں میں درج متروک الفاظ کی تعداد چھ سو سے بھی کم ہے۔[۵] اس تحقیق سے اختلاف ممکن ہے لیکن اس سوال پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اگر ناسخ نے ہزاروں ہندی الفاظ کو متروک کر دیا تھا اور عربی فارسی الفاظ کثرت سے رائج کر دیئے تھے تو سید احمد کی فرہنگ آصفیہ میں عربی الفاظ صرف ۷۵۸۴ فارسی الفاظ صرف ۶۰۴۱ اور دیسی الفاظ کی تعداد چالیس ہزار کیوں رہ گئی؟[۶]

ترک واخذ الفاظ کی بحث بہت قدیم ہے۔ اس کا تعلق صرف اردو زبان سے نہیں دنیا کی ہر زبان سے ہے۔ انگریزی شاعر چاسر کی سات سو سالہ قدیم شاعری آج کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ شیکسپیئر کے عہد کی زبان بالکل بدل گئی ہے۔ اس معاملے میں واحد استثناء قرآن کریم ہے۔ چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود اس کی زبان آج کا عربی داں بھی اس طرح سمجھ لیتا ہے جس طرح چودہ سو برس کا پہلے انسان اسے سمجھ سکتا تھا۔ اس موقف کی تفصیلی وضاحت ''جریدہ'' کے شمارہ ۲۵ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ ۱۶۱۱ء میں انجیل کا موجودہ انگریزی ترجمہ شائع ہوا۔ ۱۸۶۶ء میں پادری جے بوکر نے ۳۸۸ الفاظ پر مشتمل ایک فرہنگ شائع کی جس میں ۱۶۱۱ء کی انجیل کے ۳۸۸ متروک الفاظ کے معانی دیے گئے تھے۔ ڈھائی سو سال کے اندر ایک ضخیم کتاب کے الفاظ کا پانچواں حصہ استعمال سے خارج ہوگیا۔[۷]

معیاری زبان کا تصور کیا ہے؟

زندہ زبانیں بدلتی رہتی ہیں۔ الفاظ و استعمالات کے رد و قبول کا مسلسل عمل اس تبدیلی اور اس کے باعث زبان کی زندگی کا ضامن ہے۔ لیکن کسی وقت کسی زبان میں کیا ہو رہا ہے، جو تبدیلیاں آرہی ہیں وہ کس نوعیت کی ہیں، وہ صحت مند رجحانات کی آوردہ ہیں یا سہل

انگاری اور لاعلمی کا نتیجہ ہیں؟ ان سوالوں پر غور کرنا اور نئے پرانے الفاظ و استعمالات کو چھان بین کے عمل سے گزارنا بھی زبان کے سنجیدہ طالب علم کے اہم ترین فرائض میں ہے۔ تبدیلی کو آنکھ بند کر کے قبول کرنا یا نئے پرانے لفظوں کو کسی مصنوعی تصور اصلاح یا تصور ارتقا کے دباؤ میں آ کر مسترد کرنا، یہ دونوں رجحانات ترقی پذیر اور ترقی یافتہ زبانوں کے بولنے والوں کا شیوہ نہیں۔ یہ بات درست ہے کہ کوئی زبان کبھی ''بالکل خالص حالت'' میں نہیں ہوتی، لیکن ''معیاری زبان'' کا ایک خیالی تصور ہر ترقی یافتہ زبان میں ہوتا ہے۔ اردو میں بھی یہ تصور موجود ہے۔ زبان کو برتنے والے وقتاً فوقتاً اسی خیالی تصور زبان سے استفادہ کرتے ہیں اور ہر ترقی یافتہ زبان اسی تصور کے مطابق ارتقاء کرتی ہے۔ [ہندی میں سب سے بڑی کمی یہی ہے کہ وہاں ابھی تک ایسا کوئی تصور پیدا نہیں ہوا۔] زبان ایک ایسی شے ہے جو بیک وقت ماضی اور حال میں موجود رہتی ہے اور اپنی دونوں حیثیتوں میں ہم پر اثر انداز ہوتی ہے۔ [۸]

لیکن سوال یہ ہے کہ معیاری زبان کا وہ خیالی تصور جو ہر لحظہ نگاہوں کے سامنے رہے کن مصنفین، محققین اور شعراء کے رشحات قلم سے لیا جائے۔ عموماً کہہ دیا جاتا ہے کہ اہل زبان اور اساتذہ معیاری زبان کے سلسلے میں سند کا درجہ رکھتے ہیں لیکن ان اساتذہ کے درمیان جو اختلافات ہیں اس کا کیا کیا جائے۔ اس کا ایک آسان حل یہ ہے کہ اہل زبان کی اہمیت سے انکار کر دیا جائے، اس موقف کی ایک جھلک لغات روزمرہ کے مولف کی وضاحت میں ملتی ہے۔

زبان اہل زبان کی لونڈی نہیں:

''ہمارے یہاں یہ غلط تصور رائج ہو گیا ہے کہ ''زبان تو اہل زبان/اساتذہ کے گھر کی لونڈی ہے''۔ اس بات سے قطع نظر کہ یہ بات انتہائی توہین آمیز ہے، اس کا نقصان یہ بھی ہوا کہ ہر خود ساختہ استاد نے زبان میں من مانی تبدیلیاں اور پابندیاں عائد کرنی شروع کر دیں۔ جس نے جو لفظ چاہا متروک قرار دے دیا۔ کیا یہ بات عبرت خیز نہیں کہ اردو کے

سب سے معتبر لغت ''نور اللغات'' (مولف نیر کاکوروی) میں شروع کے پورے بارہ صفحات ''متروکات'' کی فہرستوں پر مشتمل ہیں؟ علاوہ ازیں، اردو کی اکثر کتابیں جو لسان روزمرہ کے موضوع پر ہیں، مثلاً معیار الاملا'' از دیبی پرشاد سحر بدایونی؛ ''اصلاح مع ایضاح'' از شوق نیموی، ''افادات'' از خورشید لکھنوی، ''اصلاح سخن'' اور ''متروکات سخن'' از حسرت موہانی، ''غلط العوام'' اور متروک الکلام'' از منیر لکھنوی، ''اقبال کی خامیاں'' از جوش ملسیانی، ''دستور الفصحا'' از حکیم مہدی کمال، ''اصلاح زبان اردو'' اور ''زبان دانی'' از عشرت لکھنوی، ''صحت الفاظ'' از بدر الحسن، ''قاموس الاغلاط'' از سید مختار ہاشمی اور مولانا ذہین وغیرہ ان سب کا زور ''متروکات'' پر ہے اور پھر اس بات پر کہ عربی فارسی الفاظ کو ''صحت'' کے ساتھ استعمال کیا جائے۔ شیام لال کالڑا عابد پیشاوری نے ''قاموس الاغلاط'' کا رد لکھا، ان کے زیادہ تر فیصلے ذاتی رائے اور استعمال عام کی روشنی میں تھے۔ عابد پیشاوری سے پہلے رشید حسن خاں نے ''قاموس الاغلاط'' پر بہت عالمانہ کلام کیا تھا۔ انھوں نے صحیح لکھا ہے کہ ''قاموس'' کے اس قدر بااثر ہونے کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ [۹]

اگر اساتذہ کے بارے میں اس استدلال کو مان لیا جائے تب بھی اصل سوال اپنی جگہ قائم رہے گا کہ معیاری و مثالی زبان کا نمونہ کیا ہے اور اس نمونے کے حاملین کون کون ہیں نواب عزیز یار جنگ نے ''معیار فصاحت'' میں معیاری اور مثالی زبان کی وضاحت میں لکھا ہے۔

معیار فصاحت کیا ہے؟

''ہماری رائے میں فصاحت کا معیار فصحا کا کلام ہے۔ اور ہم متقدمین اور متاخرین اور متوسطین کو فصیح مانتے ہیں اور معاصرین سے صرف ان استادوں کو جو اردو کے سوا عربی و فارسی زبان سے بھی واقف اور استادان سلف کے پیرو ہوں استادان معاصر جب تک بالاتفاق کسی لفظ کو ترک نہ کریں ہم اس ترک کو ترک نہیں خیال کرتے۔ اور جس لفظ کو اتفاق نے متروک قرار دیا

ہو۔اگراس کااستعمال استادان سلف کے کلام میں ہے تو ہم اس کو غیر صحیح اور غیر فصیح نہیں کہتے۔ بلکہ اس کے ترک کو معاصرین کا خاص ذوق خیال کرتے ہیں۔شعرائے معاصر کو کامل اختیار ہے کہ ترک الفاظ کے متعلق اپنے ذوق سلیم پر عمل کریں۔اور شعرائے سلف سے جس کا طرز ان کو پسند ہو اس کو اختیار کریں۔یہی رنگ ہے استادان معاصر فارسی وعربی کا۔لیکن اردو کی بدقسمتی سے بعض معاصرین اہلِ زبان نے بعض الفاظ مستعملۂ استادان سلف پر غیر فصاحت کا جو دھبہ لگایا ہے جس کے ذریعہ سے حلقۂ زبان کو تنگ کرنا چاہا ہے ان کا یہ طرز ہمارے ناپسند ہے۔[۱۰]

ناسخ نے معیاری زبان کی تعریف کرتے ہوئے کہا ''جس طرح خواص شعراء اور فصحائے اہل شہر کی زبانوں پر جاری ہو ویسا ہی بولنا چاہیے۔[۱۱]

اردو کے کل متروکات کتنے ہیں؟

اردو زبان میں متروکات کی بحث کا سبب فصیح اور غیر فصیح کلام بنا جو لفظ یا اصطلاح غیر فصیح سمجھی گئی اسے کلام سے خارج کیا گیا تا کہ فصاحت متاثر نہ ہو۔رفتہ رفتہ یہ لفظ اس خاص حلقے کے متروکات میں داخل ہوگیا۔ ہر شاعر اور محقق نے اپنے اپنے ذوق وجدان، بصیرت اور علم اور مکتب فکر کے مطابق لفظوں کو فصیح وغیر فصیح قرار دینے کے پیمانے مقرر کیے جس کے باعث الفاظ متروکات میں شامل ہوتے چلے گئے اور اردو زبان بعض قیمتی الفاظ سے محروم ہو گئی۔لیکن اردو زبان پر محرومی کا یہ الزام بھی محض الزام ہے کیونکہ حاتم، آزاد، صفیر بلگرامی، حسرت نیر کاکوروی وغیرہ نے متروکات کی جو فہرستیں مرتب کی ہیں ان کے کل الفاظ کی تعداد بہت زیادہ نہیں ہے، اس الزام میں یقیناً مبالغہ ہے کہ ناسخ کی تحریک کے باعث اردو ہزاروں الفاظ سے محروم ہوگئی۔اس کے متشدد رویے کے باعث قدیم پیغمبران سخن کی شریعتیں منسوخ ہوگئیں اور اردو زبان سنگلاخ اور اوق الفاظ کی اسیر ہوگئی۔

فصاحت کی جامع تعریف:

اردو میں متروکات کی ابتدائی بحثیں عموماً ''فصاحت'' کے گرد گھومتی ہیں

''فصاحت کلام کا وہ وصف ہے جو قاری یا سامع کے ذہن کو منشی یا متکلم کے ذہن کے قریب ترین کر دیتا ہے''۔[۱۲]

اس کی مزید وضاحت متنبّی کے ایک شعر سے ہوتی ہے اس نے ایک شاعر کا کلام سن کر کہا:

والسمع من الفاظه اللعت للتی
یلذ بها سمعی دلو ضمنت سمتی

اس کی زبان سے میرے کان لذت پاتے ہیں اگر چہ ان میں گالیاں بھری ہوں اور وہ مجھی پر پڑ رہی ہوں۔ بالفاظ دیگر ''گالیاں کھا کے بے مزہ نہ ہو''۔[۱۳]

علم بیان اور فصاحت سے متعلق تحقیقی وتنقیدی کتب میں متروکات کے مباحث تفصیل سے ملتے ہیں جہاں لفظ کے خصائص اور معنی بیان کرنے میں زور قلم صرف کیا گیا ہے۔ حدائق البلاغت، عطیہ کبریٰ، موہبت عظمیٰ، نکات الشعراء، تسہیل البلاغت، دستور الفصاحت، دستور الفصحاء، بحر الفصاحت، چار شربت، نہر الفصاحت، قول فیصل وغیرہ میں فصاحت سے متعلق مباحث کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ اس تمام ذخیرے کا مطالعہ کرنے کے بعد ''فصاحت جمالیاتی حس کی مانند ذوقی اور وجدانی وصف نظر آتا ہے اسی لیے اساسی طور پر باطنی فصاحت کے معیار کی برقراری کے لیے ہی درحقیقت متروکات کے عمل کا آغاز ہوا جو اپنی اساس میں منفی سہی مگر اساتذہ شعرا کے لیے اس بناء پر ضروری تھا کہ فصاحت کے تقاضے ہر صورت میں پورے ہونے چاہئیں اور اس میں متروکات کا جواز مضمر ہے لیکن صرف اس حد تک کہ متروکات تخلیقی مقاصد کے تابع ہوں''۔[۱۴] سب سے دلچسپ اور حیران کن بات یہ ہے کہ فصاحت کا مسئلہ صرف شاعری میں اٹھایا گیا اور متروکات کی تمام بحثیں شعراء کے کلام سے تعلق رکھتی ہے۔ نثر نگاری میں فصاحت اور متروکات کے مسائل و معاملات پر کوئی جامع بحث نظر نہیں آتی۔

سات VII

قدماء کے مقررہ معیار فصاحت کے باعث شعراء میں ایک عجیب وغریب رویہ پیدا ہوا۔ صاحب کمال اور قادر الکلام شاعر اسے سمجھا گیا جو زیادہ سے زیادہ تعداد میں نئے الفاظ تراکیب باندھنے کے بجائے فلاں فلاں لفظ کو استعمال کرنے سے گریز کرتا تھا اور جس کے پاس متروکات کی طویل فہرست موجود تھی۔ اسی لیے اردو شاعری میں انشاء، نظیر، انیس، غالب، اقبال، فیض، اور فراق جیسے شعراء کی تعداد بہت کم ہے جنھوں نے شاعری کی قدیم روایات کو برقرار رکھتے ہوئے نئے الفاظ تراکیب، نئے اسالیب، نئی اصطلاحات تشبیہات تراکیب، تلازمات سے زبان کے دامن کو مالا مال کیا اور اور معیار فصاحت کو بھی بھرپور طریقے سے نبھایا۔ ''باکمال اور وقادر الکلام شاعر تو وہ ہے جو غیر شاعرانہ غیر فصیح غریب یا شعری لغت سے خارج الفاظ کو بھی خوبصورتی سے استعمال کرے۔'' ایسے شعراء کو صاحب کمال کے زمرے میں جگہ نہ دی گئی۔ اس رویے کا ذمہ دار محققین نے عموماً حاتم اور ناسخ کی تحریکات اصلاح کو ٹھہرایا ہے۔ جنھوں نے اردو کو مقامی لفظوں سے محروم کر کے، عربی و عجمی اسلوب کا اسیر بنا دیا۔[۱۶،۱۵]

مقامیت سے گریز کی روایت:

ہمارے خیال میں اردو شعراء اور خصوصاً حاتم و ناسخ پر یہ الزام کہ انھوں نے ہندی دشمنی کے ذریعے اردو کو معرب ومفرس بنانے کا اجتہاد و جہاد کیا۔ تاریخ سے دانستہ سہو نظر کا شاخسانہ ہے۔ لیکن یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان شعراء کے یہاں ہندوستانی مناظر، ہندوستانی ثقافت، ماحول، اطراف و جوانب، تہذیب و تمدن، آوازوں، مقامی حسیاتی و جذباتی تجربات، علامات واستعارات، ہندی شاعرانہ روایات تراکیب زبان اور طرز ادا سے پہلو تہی یا مختصر ترین لفظوں میں ''مقامیت سے گریز'' کی توانا روایت دانستہ یا نادانستہ طور پر نظر آتی ہے۔ ''عزیز احمد کے الفاظ میں'' انیسویں صدی تک اردو شاعری میں صرف محمد قلی قطب شاہ اور نظیر اکبر آبادی دو عظیم شاعر ہیں جو روش عام سے ہٹ کر چلے اور ہندوستانی زندگی اور

مناظر کو موضوع شاعری بنایا''۔[۱۷] لیکن سوال یہ ہے کہ مقامیت سے گریز کی اس روایت کا سبب ہندوزبان تہذیب، مذہب اور ثقافت سے دشمنی تھا یا یہ کہ عرب کا جوش جنوں اور عجم کا سوز دروں اور دونوں کے آمیختے سے برآمد ہونے والی تہذیب اور تمدن اور ادب کیا اس قدر طاقت ور تھا کہ مقامیت ان طاقتور اثرات پر غالب نہ آسکی اور اردو و فارسی شعراء جذبات و احساسات کا نگار خانہ سجانے اور زبان و بیان کا جادو جگانے کے لیے بیرون ہند ہی دیکھتے رہے۔ کیا عربی، فارسی، سنسکرت اور ہندی ادبیات کا گہری نظر سے ناقدانہ موازانہ کیا گیا ہے؟ عرب و عجم کا ادب اور تہذیب کیا سنسکرت اور ہندی ادب و تہذیب سے کمتر تھی؟

متروکات کا اصل سبب:

اردو زبان میں متروکات کی تحریکیں اصلاح زبان کے باعث پیدا ہوئیں اس عہد کے شعراء کے سامنے بحیثیت مجموعی چار اسالیب تھے۔ غزل کا دکنی اسلوب، سبک ہندی اور نستعلیق فارسی کا انداز اور جامع مسجد دہلی کی سیڑھیوں پر بولی جانے والی زبان کا لب ولہجہ۔ ان چار دھاروں کے درمیان توازن پیدا کرنا بہت مشکل تھا اور کسی ایک دھارے کے ساتھ چلنے کا لازمی نتیجہ متروکات کی فصل بہار کا لہلہانا تھا۔

اہل زبان کا ناز:

اہل زبان کو اپنی زبان پہ کتنا ناز تھا اس کا اندازہ میر کی اس گفتگو سے ہوتا ہے جو ترک وطن کے سفر میں ہم سفر سے ہوئی۔ ''لکھنؤ سے چلے تو ساری گاڑی کا کرایہ بھی پاس نہ تھا ناچار ایک شخص کے ساتھ شریک ہو گئے، دوران سفر اس شخص نے کچھ بات کی تو منہ پھیر کر ہو بیٹھے، کچھ دیر کے بعد اس نے پھر بات کی تو چیں بچیں ہو کر بولے قبلہ آپ نے کرایہ دیا ہے بے شک گاڑی میں بیٹھئے مگر باتوں سے کیا تعلق اس نے کہا حضرت کیا مضائقہ ہے راہ کا شغل ہے باتوں میں ذرا جی بہلتا ہے بگڑ کر بولے خیر آپ کا شغل ہے میری زبان خراب ہوتی ہے۔[۱۸]

زبان دانی کا زعم:

اہل زبان کو زبان دانی کا زعم تھا اور کچھ غلط نہ تھا۔ تاریخ نے اس دعوے کی بار بار تصدیق کی ہے لیکن یہ زعم بسا اوقات دوسروں کے لیے حقارت انگیز رویے میں تبدیل ہو جاتا تھا۔ میر قمرالدین منت اصلاح کے لیے اردو کی غزل میر کے پاس لے گئے۔ میر صاحب نے وطن پوچھا انھوں نے سونی پت علاقہ پانی پت بتلایا۔ آپ نے فرمایا کہ سید صاحب اردوئے معلیٰ خاص دلی کی زبان ہے آپ اس میں تکلف نہ کیجیے اپنی فارسی دارسی کہہ لیا کیجیے۔[۱۹] لکھنؤ کے چند عمائدین جمع ہو کر ایک دن آئے کہ میر صاحب سے ملاقات کریں اور اشعار سنیں...... میر صاحب تشریف لائے، مزاج پرسی وغیرہ کے بعد انھوں نے فرمائش اشعار کی۔ میر صاحب نے اولاً کچھ ٹالا پھر صاف جواب دیا کہ صاحب قبلہ میرے اشعار آپ کی سمجھ میں نہیں آنے کے............ آخر ان لوگوں نے گراں خاطر ہو کر کہا کہ حضرت انوری و خاقانی کا کلام سمجھتے ہیں آپ کا ارشاد کیوں نہ سمجھیں گے۔ میر صاحب نے کہا کہ یہ درست ہے مگر ان کی شرحیں مصطلحات اور فرہنگیں موجود ہیں اور میرے کلام کے لیے فقط محاورہ اہل اردو ہے یا جامع مسجد کی سیڑھیاں اور اس سے آپ محروم یہ کہہ کر ایک شعر پڑھا:

عشق برے ہی خیال پڑا ہے چین گیا آرام گیا
دل کا جانا ٹھہر گیا ہے صبح گیا یا شام گیا

اور کہا آپ بموجب اپنی کتابوں کے کہیں گے کہ ''ی'' تقطیع میں گرتی ہے مگر یہاں اس کے سوا جواب نہیں کہ محاورہ یہی ہے۔[۲۰] انشاء اللہ خان انشاء دلی کی علاقائی بولیوں کو'' آدھا کتا آدھا ہرن'' کہتے ہیں۔ خان آرزو نے غرائب اللغات پر یہی اعتراض کیا ہے کہ وہ علاقائی خصوصیات کے تابع ہے اس لحاظ سے جو زبان پیش کی گئی ہے ''وہ زبان جہال'' ہے۔[۲۱] میرا من مقدمہ باغ و بہار میں لکھتے ہیں ''جو شخص سب آفتیں سہہ کر دلی کا روڑ............ کر رہا اور دس پانچ پشتیں اسی شہر میں گزاریں اور اس نے دربار امراء کے اور میلے ٹھیلے، عرس چھڑیاں، سیر تماشہ

اور کوچہ گردی اس شہر کی مدت تک کی ہوگی اور وہاں سے نکلنے کے بعد اپنی زبان کو لحاظ میں رکھا ہوگا اس کا بولنا البتہ ٹھیک ہے۔[۲۲] داغ دہلوی کو زبان پر ناز تھا۔فرماتے ہیں:

بعضوں کو گماں یہ ہے کہ ہم اہل زباں ہیں
دلی نہیں دیکھی تو زبان داں یہ کہاں ہیں

لسانیاتی مسائل کے سلسلے میں اساتذہ اور اہل زبان کی اہمیت اور ان کے زعم کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ میر انیس تک بعض الفاظ اور محاورات کے لیے یہ کہنے پر مجبور ہوئے تھے کہ صاحبو یہ میرے گھر کی زبان ہے اور ان کی عظمت اور عزت کے پیش نظر لوگ خاموش رہ جاتے تھے۔[۲۳]

مرزا داغ دہلوی سے فرہنگِ آصفیہ کے مولف سید احمد دہلوی کا ذکر کیا گیا تو انھوں نے کہا ہاں وہ عرب سرائے کے رہنے والے تھے نکتہ اس میں یہ کہ دہلی کے قدیمی باشندے عرب سرائے کو شہر سے باہر کا علاقہ سمجھتے تھے اور داغ کی مراد یہ تھی کہ چوں کہ اصل دہلی کے باشندے نہ تھے اس لیے کہ ان کی زبان دانی کا اعتبار نہیں۔[۲۴]

''توتی کو اہل دلی مذکر بولتے ہیں گو بقاعدہ اردو تانیث ہے، فارسی والے طوطی کہتے ہیں۔ اس لفظ کی تذکیر و تانیث پر جو لطیفہ استاد ذوق اور ایک لکھنوی شاعر سے ہوا فرہنگ آصفیہ کے حوالے سے درج کیا جاتا ہے:

استاذ ذوقؔ کے پاس ایک مرتبہ ان کے ایک لکھنوی دوست، شیخ ناسخؔ کی ایک تازہ غزل سنانے آئے۔ جس کے تین اشعار یہ ہیں۔

کوئی غنچہ ہے گوئی گل ہے کوئی پژمردہ ہے
دیکھتے ہیں ہم تماشا گلشنِ ایجاد کا

عاشقِ جاں باز کا ضائع نہیں جاتا ہے خوں
خسرو و شیریں سے پوچھو ماجرا فرہاد کا

گیارہ XI

باغ سے وحشت ہوئی یادِ قد دلدار میں
دیو کا سایہ ہوا سایہ مجھے شمشاد کا

مگر اساتذ کے پاس یہ غزل پہلے ہی پہنچ چکی تھی اور وہ اس پر غزل بھی لکھ چکے تھے۔ چنانچہ جھٹ اٹھ کر اندر گئے اور وہ غزل لا کر سنانے بیٹھ گئے جس کے تین شعر یہ ہیں:

سرد عاشق ہوگیا اس غیرتِ شمشاد کا
غل مچایا قمریوں نے ہے مبارک باد کا

ہے قفس سے شور اک گلشن تلک فریاد کا
خوب طوطی بولتا ہے ان دنوں صیاد کا

کچھ گداز عشق میں ہوتا اثر تو دیکھتے
کوہ کے چشموں سے ہوتا خوں رواں فرہاد کا

دوسرا شعر سنتے ہی چونکے اور فرمایا کہ نہیں! آپ نے طوطی کو مذکر باندھ دیا۔ حالانکہ اس میں یائے معروف علامت تانیث موجود ہے۔کل کو آپ جوتی کو بھی احاطۂ تذکیر میں لے آئیں گے۔ استاد ذوق نے فرمایا کہ حضرت محاورے پر کسی کے باپ کا اجارہ نہیں ہے۔آج آپ میرے ساتھ چوک پر چلیے اور اکبرآباد کی یہ ضرب المثل کہ ''چڑی مار ٹولہ بھانت کا جانور بولا'' آزمایئے۔ دیکھیے کہاں کہاں کے پکھیر و جمع ہوتے اور کیا کیا ہانک لگاتے ہیں۔ وہ اس بات پر راضی ہو گئے۔ جب شام کا وقت ہوا۔ دونوں صاحب جامع مسجد کی سیڑھیوں پر جہاں گزری لگتی ہے پہنچے۔ دیکھا کوئی قسم قسم کے کبوتروں کا پنجرا بھرے بیٹھا ہے۔کسی کے پنجر میں لال ہیں، کسی کے پیے ،کوئی اصیل مرغ کی گردن پر ہاتھ پھیر پھیر کر دکھا رہا ہے،کوئی مینا،کوئی اگن،کوئی بٹیر،کوئی تیتر لیے ہوئے ٹہل رہا ہے۔ایک شہدے صاحب بھی ہاتھ میں طوطی کا پنجرہ اٹھائے ڈنڑ خم دکھاتے چلے آتے ہیں۔ استاد ذوق نے اشارہ کیا

ذرا ان سے بھی دریافت کر لیجیے۔ آپ نے بے تکلف پوچھا کہ بھیا تمہاری طوطی کیسی بولتی ہے۔ بھلا شہدے سے ایسے موقع پر کب رہا جاتا ہے۔ جواب دیا کہ میاں بولتی تمہاری ہوگی۔ یاروں کا طوطی تو خوب بولتا ہے۔ یہ غریب بہت خفیف ہوئے اور اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ استاد ذوق نے کہا کہ حضرت اس بات پر نجائیے کہ شہدوں کی زبان ہے۔ یہی دہلی کے خاص و خواص کی منطق ہے۔ جس موقع پر یہ محاورہ بولا جاتا ہے اس کے لیے مذکر بولنا اور بھی باعث لطف ہوگیا۔ [۲۵]

اساتذہ کی اصلاح:

اس صورت حال میں فصاحت الفاظ اور متروک الفاظ کی بحث کا تمام تر انحصار اہل زبان کی سند اور ''اصلاح اشعار'' پر تھا۔ استاد شاگرد کے کلام پر اصلاح دیتے تو کسی لفظ کو قلم زد کر دیتے، کسی لفظ کو بدل دیتے، کسی لفظ کے لیے ہدایت فرماتے کہ اسے قطعاً استعمال نہ کیا جائے، کسی لفظ کو محاورہ کے خلاف قرار دیتے، عامیانہ سمجھ کر متروک فرما دیتے پھر ہر استاد کا اپنا اپنا ذوق شعری اور سرمایہ علمی بھی تھا۔ اس کی روشنی میں کوئی عربی الفاظ کو اہمیت دیتا، کوئی فارسی پر زور دیتا، اکثر یہ سلسلہ زبانی ہوتا اور شاگرد اپنے مسودے خود درست کر لیتے۔ خطوط نویسی کا رواج بہت کم تھا، اس لیے شعراء اور اساتذہ کی اصلاحیں محفوظ نہ رہ سکیں ورنہ متروکات کی مبسوط تاریخ مرتب ہو جاتی۔

اصلاح زبان کا فطری ادارہ:

شاعری میں تلمذ کی روایت کس قدر وقیع عمدہ اور عالیشان تھی اس کا ایک نمونہ ذیل میں درج ہے۔ علامہ تمنؔا عمادی نے اپنی غزلیں شبلی کو اصلاح کے لیے روانہ کیں۔ علامہ شبلی نے غزلیں واپس کر دیں اور مولانا کو خط میں لکھا کہ:

''جس زبان میں آپ نے اشعار نظم کیے ہیں وہ فارسی نہیں ہے بلکہ اردو کا فارسی میں لفظی ترجمہ ہے، ''سے'' کی جگہ ''از'' ''میں'' کی جگہ ''در'' اور ''آیا'' کی جگہ ''آمد'' لکھ

دینے سے فارسی نہیں ہو جاتی، اگر آپ فارسی میں شعر کہنا چاہتے ہیں تو کم از کم تین برس تک اساتذہ کا کلام بغور دیکھیے اور پھر غزل کہہ کر بھیجیے، شاید قابل اصلاح ہو، لیکن شروع میں سعدیؒ اور حافظؒ کا کلام قطعی نہ پڑھیے بلکہ اپنے مطالعہ کو نظیری اور حزیں تک محدود رکھیے''۔

مولاناؒ کا بیان ہے کہ علامہ شبلیؒ کے اس ہمت شکن جواب سے انھیں بڑا صدمہ پہنچا اور انھوں نے اس خط کو دوسروں سے چھپایا، لیکن علامہ شبلیؒ کے مشورے کے مطابق نظیری اور حزیں کا غائر مطالعہ شروع کیا، نظیری کے کلام سے انھیں ضرور لطف حاصل ہوا، لیکن حزیں کے کلام کی طرف کسی طرح طبیعت رجوع نہ ہوئی، اس لیے کہ بہت خشک تھا، چھ مہینے کے مطالعہ کے بعد مولانا نے پھر ایک غزل کہی اور علامہ شبلی کی خدمت میں بھیجی۔ غزل کے ساتھ یہ بھی لکھ بھیجا کہ حزیں کے کلام سے چونکہ انھیں کوئی دلچسپی نہیں اس لیے مطالعہ صرف نظیری تک محدود رہا ہے اس مرتبہ پھر غزل جوں کی توں واپس آ گئی اور جواب میں صرف ایک سطر:

''حزیں کے کلام کی طرف طبیعت کا راغب نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ابھی آپ کو فارسی نہیں آئی''۔

مولانا بھی دھن کے پکے تھے، اس مرتبہ نظیری کو چھوڑ کے حزیں کے پیچھے پڑ گئے اور انھوں نے محسوس کیا کہ آہستہ آہستہ انھیں اس کلام میں بھی لطف آنے لگا، کافی مطالعے کے بعد مولانا نے التزام کے ساتھ تین غزلیں مختلف طرحوں میں روزانہ کہنا شروع کیں اور پابندی کو اس طرح اپنے اوپر عائد کیا کہ جب تک تین غزلیں نہ ہو جائیں، ہرگز نہ سوتے، چاہے صبح ہو جائے، سال ڈیڑھ سال بعد مولانا نے پھر ایک تازہ غزل کہہ کر اپنے رہنما کی خدمت میں ارسال کی، اس مرتبہ جو جواب آیا وہ یہ تھا:

''آپ کی ترقی کو دیکھ کر رشک آتا ہے۔ برسوں کا ریاض آپ نے مہینوں میں کیا ہے، مختصر یہ کہ اس وقت آپ کی غزل قابل توجہ نہ تھی اور اب محتاجِ اصلاح نہیں'' [۲۶]

اس غزل میں صرف دو جگہ علامہ شبلیؒ نے نشان لگایا ایک ''نیم دامن'' اور دوسرا

''مرگِ نو'' پر اس لیے کہ یہ دونوں ترکیبیں محتاجِ سند تھیں، پہلی ترکیب کو انھوں نے سند کے بغیر بھی مناسب بتایا، لیکن دوسری ترکیب کے متعلق مشورہ دیا کہ سند موجود نہ ہونے کی صورت میں بدل دی جائے۔ مولانا تمنا نے انوری کی سند پیش کی تو انھوں نے اس ترکیب کو بھی قبول فرمالیا''۔[۲۷]

اس واقعے سے اصلاح زبان و بیان کے فطری ادارے ''اساتذۂ کلام'' کی قوت، طاقت اور اصابت کا اندازہ ہوتا ہے اس ادارے نے متروکات کے ضمن میں جو کارہائے نمایاں انجام دیے وہ محققین کی نظروں سے اوجھل ہیں۔
ناسخ کے شاگرد رشید میر علی اوسط رشک نے متروکات کی فہرست مرتب کر کے تالے اور کنجی میں رکھ چھوڑی تھی۔ فہرست میں ۴۵ کے قریب الفاظ متروک قرار دیے گئے تھے۔ یہ فہرست خاص شاگردوں کو دکھائی جاتی ہے۔[۲۸] افسوس یہ ہے کہ اصلاحات شعری کے حوالے سے ابھی تک کوئی اہم تحقیقی کام راقم الحروف کی نظر سے نہیں گزرا۔ کچھ قدیم گل دستے، سیماب اکبرآبادی اور مہذب لکھنوی کی اصلاحیں[۲۹] اس بحرِ بے کنار کی چند بوندیں ہیں جن سے زبان و بیان کے سمندر کی گہرائی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اگر اس موضوع پر موجود ہزاروں صفحات کا لوازمہ تلاش و تحقیق کے ذریعے مرتب کرلیا جائے تو متروکات کی عہد بہ عہد مبسوط تاریخ مرتب کی جاسکتی ہے۔

''اصلاح زبان کے سلسلے میں شاعری میں تلمذ کی روایت کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے کیونکہ زبان و بیان کی اصلاح کی یہی واحد صورت تھی۔ شاعر اپنے معیارلسان کی روشنی میں کچھ الفاظ کو غیر فصیح، غیر شاعرانہ سمجھ کر استعمال پسند نہ کرتا اور اپنے تلامذہ کے لیے متروک قرار دیتا، ہمارے ہاں شاعرانہ تلمذ کی جو روایت ملتی ہے، وہ ایران سے قطع نظر شاید اور کہیں نہ ملے۔ استاد کی مقبولیت کا تعین بعض اوقات اس سے بھی کیا جاتا ہے کہ اس کے تلامذہ کی تعداد کتنی تھی اور پھر ان میں سے خود کتنے شاگرد استاد ثابت ہوئے''۔[۳۰]

مشاعرے کا ادارہ:

شاگردی و استادی کے رشتے سے قطع نظر مشاعرے بھی اصلاح زبان اور متروکات کے حوالے سے ایک دبستان کی حیثیت اختیار کر گئے تھے۔ مشاعروں میں پڑھا جانے والا کلام، اس کلام پر کسی جانے والی پھبتیاں، شاعری میں چوٹوں کے ذریعے فریق مخالف کے نقص کلام کو نمایاں کرنے کی روایت، غزل کے جواب میں غزلے دوغزلے کہنے کا رواج، ہجویات کے ذریعے شعراء کے کلام اور شخصیت کا خاکہ اڑانے کی روایت اصلاح زبان اور متروکات کے معاملے میں کلیدی ماخذات کا درجہ رکھتے ہیں۔[۳۱]

مشاعرے کی روایت زبان و بیان فصاحت و بلاغت، ادب و انشاء کے فروغ میں نہایت اہمیت کی حامل تھی۔ لکھنو میں ہزاروں آدمی مشاعرے میں جمع ہوتے تھے۔[۳۲] دو تین سو سال قبل مشاعرے ایک اہم ثقافتی تقریب کا درجہ رکھتے تھے۔ مشاعرہ اس عہد کا اہم سماجی ثقافتی معاشرتی تاریخی وتہذیبی ادارہ تھا۔ محمد شاہی دور میں مرزا عبدالقادر وابستہ اور میر افضل ثابت کے مشاعروں کی بہت دھوم تھی۔[۳۳]

اساتذہ اور ان کے شاگرد:

مشاعروں میں ہزاروں لوگ شرکت کرتے نہ صرف مقامی لوگ بلکہ دور دور سے لوگ شرکت کے لیے آتے اور ''سوق عکاظ'' کے سالانہ میلے کی یاد تازہ ہو جاتی جہاں عرب شعراء فصاحت کے دریا بہاتے۔ مشاعرے میں شاعر کی کارکردگی کے باعث اس کے علم و فضل کا اعتراف کیا جاتا اور اسے استاد کے منصب پر فائز کر دیا جاتا۔ مشاعروں میں استاد اپنے سینکڑوں شاگردوں کے ساتھ شریک ہوتے، بعض اوقات شاگردوں کی فوج مشاعروں کو تلپٹ کرنے کا فریضہ انجام دیتی۔ شورش کاشمیری نے علامہ تاجور اور نیاز مندان لاہور کے حوالے سے ''نورتن'' میں ایسے مشاعروں کی مختصر مگر دلچسپ روداد بیان کی ہے اور ان مشاعروں کو الٹانے اور ان میں پھبتیاں کسنے کے تاریخی واقعات بھی قلم بند کیے ہیں۔ اساتذہ

کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں سے تجاوز کر جاتی۔ شاگردوں کی کثرت کا اندازہ محض اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ استاد ناسخ کے شاگرد کلب حسن خان نادر جو اعلیٰ سرکاری افسر تھے ان کے شاگردوں کی معلوم تعداد ۵۹ سے زیادہ تھی۔[۳۴] ناسخ کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں میں تھی۔ اصلاح زبان کے کئی مدرسے تھے۔ ہر مدرسے میں بھی کئی مکاتب فکر تھے جو زبانوں کے خاندان کہلاتے تھے۔ ان خاندانوں نے اپنے اپنے اصول و قواعد ضوابط مدون کر رکھے تھے جن کی بنیاد پر متروکات کی فہرست تیار کی جاتی تھی۔

شیخ امام ناسخ نے اصلاح زبان کی طرف اپنے تلامذہ کو نہ صرف متوجہ کیا بلکہ ان میں اس کا شوق بھی پیدا کیا، چنانچہ ان کے بعد برق، رشک، بحر وغیرہ نے اس سلسلے میں امتیازی شہرت حاصل کی۔ ان کے بعد ان اساتذہ کے تلامذہ نے سختی سے اپنے استاد کے اصولوں کی پابندی کی اس طرح اہل لکھنؤ میں اہل زبان کے مختلف خاندان وجود میں آئے۔[۳۵] ہر خاندان اپنی زبان اور اپنے طرز بیان پر فخر کرتا تھا۔ ایک واقعہ نقل کرتا ہوں۔

''ایک روز موقع پا کر حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ لکھنؤ میں ''جحیم'' مذکر مستعمل ہے، حضرت آسی نے فرمایا کہ وہاں صحیح ہے یہ لکھنؤ والوں کا اجتہاد ہے، یہ ہمارا اجتہاد ہے۔ غالباً ہم سے مراد خاندان ناسخ ہے'' (عین المعارف ص ۴۰) حضرت فرماتے تھے کہ ہم لوگوں (ہم لوگوں سے مراد حضرت کاشف اور دیگر استاد بھائی اور شاگرد تھے) کی زبان دوسروں سے الگ ہے۔ (عین المعارف ص ۳۳)[۳۶]

اس عہد میں مشاعرے عام تھے اور سب سے اہم تہذیبی، ادبی، ثقافتی اور تربیتی ادارے اور تربیتی کے طور پر ہر شاعر کو مشاعروں میں شرکت کی عام اجازت تھی۔ اجنبی، مسافر، غیر معروف لوگ حتیٰ کہ بچے بھی کلام پیش کر سکتے تھے۔ مشاعروں میں شاعر کی قدر و قیمت کا تعین داد سے ہوتا، آواز سے جادو جگانے کی نہ اجازت تھی نہ روایت، گویوں کو پسند

نہیں کیا جاتا تھا، ان کا مقام بازار حسن تھا، سامعین بھی باذوق اور صاحب علم ہوتے جو اشعار کے معنی، اسلوب بیان اور لفظوں کی نشست و برخاست پر نظر رکھتے۔ میر تقی میر دہلی سے لکھنؤ پہنچ کر ایک سرائے میں اترے۔ ''معلوم ہوا کہ آج ایک جگہ مشاعرہ ہے۔ رہ نہ سکے اسی وقت غزل لکھی اور مشاعرے میں جا کر شامل ہوئے۔ وضع قدیمانہ، کھڑکی دار پگڑی، پچاس گز کے گھیر کا جامہ، مشروع پاجامہ، ناگ پھنی کی انی دار جوتی جس کی ڈیڑھ بالشت اونچی نوک، کمر میں ایک طرف سیف یعنی سیدھی تلوار، دوسری طرف کٹار ہاتھ میں جریب انھیں دیکھ کر سب ہنسنے لگے میر صاحب غریب الوطن ایک طرف بیٹھ گئے۔ شمع ان کے سامنے آئی، تو لوگوں کی نظر پڑی بعض اشخاص نے پوچھا کہ حضور کا وطن کہاں ہے، میر صاحب نے یہ قطعہ فی البدیہہ کہہ کر غزل طرحی میں داخل کیا۔

کیا بود و باش پوچھو ہو پورب کے ساکنو
ہم کو غریب جان کے ہنس ہنس پکار کے

دلی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب
رہتے تھے منتخب ہی جہاں روزگار کے

اس کو فلک نے لوٹ کے ویران کر دیا
ہم رہنے والے ہیں اسی اجڑے دیار کے

سب کو حال معلوم ہوا۔ بہت معذرت کی۔ صبح ہوتے ہوتے شہر میں مشہور ہو گیا کہ میر صاحب تشریف لائے۔ [۳۷] عباسی عہد میں کم و بیش یہی صورت حال بلاد عرب میں بھی تھی۔ ابوالعلاء معریؒ کی شہرت بھی مشاعروں سے ہوئی۔

آزاد نے آب حیات میں لکھا ہے کہ الہ آباد میں ایک دن مشاعرہ تھا۔ سب موزوں طبع طرحی غزلیں کہہ کر لائے، شیخ ناسخ نے غزل پڑھی مطلع تھا:

دل اب محو تر سا ہوا چاہتا ہے   یہ کعبہ کلیسا ہوا چاہتا ہے

ایک لڑکے نے صف کے پیچھے سے سر نکالا، بھولی بھالی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ معرکے میں غزل پڑھتے ہوئے ڈرتا ہے لوگوں کی داد نے اس کی ہمت باندھی۔ پہلا ہی مطلع تھا:

دل اس بت پہ شیدا ہوا چاہتا ہے
خدا جانے اب کیا ہوا چاہتا ہے

محفل میں دھوم مچ گئی، ناسخ نے بھی تعریف کر کے لڑکے کا دل بڑھایا اور کہا کہ بھائی یہ فیضان الٰہی ہے اس میں استادی کا زور نہیں چلتا تمہارا مطلع مطلع آفتاب ہے میں اپنا پہلا مصرعہ غزل سے نکال ڈالوں گا۔ [۳۸]

اردو کے ارتقاء میں مشاعروں کا حصہ:

مشاعروں کے باعث زبان و بیان کی لطافت و نزاکت پر نقد و نظر کی روایت ہر کہہ و مہہ کا اسلوب بن گئی اور بات سے بات نکالنے، مصرع پر مصرع لگانے بلکہ اٹھانے مصرع لڑانے، زبان و بیان میں تلاش و جستجو کے ذریعے نزاکتیں ڈھونڈنے الفاظ گھڑنے، فقرے چست کرنے، تراکیب وضع کرنے کا عام ماحول پیدا ہوگیا جس کے باعث زبان نے زبردست ترقی کی۔ متروکات کی بحثوں میں شدت برتنے والے محققین نے اس پہلو پر غور نہیں کیا کہ اردو زبان میں ترک کے مقابلے میں اخذ کی روایات زیادہ قوی ہیں۔

اس ترقی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے ممتاز لغت داں احتشام الحق حقی نے ایک خط میں لکھا ''الفاظ پر الفاظ اس طرح نکلتے چلے آتے ہیں جیسے بلوں میں سے چیونٹیوں کی فوج، شب و روز اسی میں انہاک ہے۔ [۳۹]

اردو زبان کے کمالات:

''کام کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اردو ایک ایسی وسیع زبان ہے جس کی وسعت و حجم سے کوئی زبان مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اکثر الفاظ اس کے جو بظاہر بہت سادہ نظر آتے ہیں۔ اپنے

ساتھ ایک فہرست اور الفاظ کی لمبیر اور پودر کھتے ہیں۔جن سے الفاظ پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ مثلاً لفظ ''لگ'' کے مشتقات کی یہ فہرست درج ہے:

''لگنا (اس کے ایک سو سے زیادہ معنی ہیں) لگانا، لگاؤ، لگاوٹ، لگن، لاگو، لگا، لگنت، لگنتا، لگان، لگانی، لگنی، لگو، لگوّ، لگوٗ، لاگ، لاگی، لگونتھا، لگاون، لگی، لگوا، لگوائی، لگائی، لگواڑہ، لگو بندھو، لگ بھگ، لگ ماتر، لگ ماتری، لگے لگے، لگا بندھا، لگا لگایا، لگی لپٹی، لگائی بجھائی، لاگ ڈانٹ، لاگ لپیٹ، لگا تار، لگا سگا، لگے ہاتھ، لگ چلنا، لگّا کھانا، لگّا لگنا، لگے رہنا۔۔۔'' [۴۰]

وصف خاص اچھا بمعنی بُرا:

اردو عجیب وغریب زبان ہے۔فقرے کے لحاظ سے ایک ایک لفظ کئی کئی معنی تو دیتا ہے مگر اچھا بمعنی برا اور برا بمعنی اچھا کسی اور زبان میں کبھی سنا۔[۴۱] اچھا کتنے معنوں میں کس کس طریقے سے مستعمل ہے دیکھئے مثلاً قطع کلام کے لیے (اچھا بک بک مت کرو) تسکین کے لیے، کلمۂ تشفی (اچھا چلے جانا گھبراؤ نہیں) اتفاق رائے۔تسلیم (اچھا تمہارا ہی کہنا منظور) قصہ مختصر آگے کہو (اچھا پھر کیا ہوا) جواب ندا (اچھا سن لیا آتا ہوں) عجیب (یہ بھی اچھا دستور ہے کہ............) کلمہ تعجب (اچھا اتنی تیز دھوپ میں اتنی دور پیدل!) دھمکی، تہدید (اچھا بچہ مزا چکھاؤں گا) للکار (اچھا دیکھ لیا ہے!) موافق (اس علاج کے لیے یہ موسم اچھا نہیں) تندرست (مریض اچھا ہے) بہتر (یہ کپڑا اس سے اچھا ہے) خالص (یہ گھی اچھا ہے) مناسب (زبانی کہنا اچھا ہے لکھ کر بھیجنا اچھا نہیں) خیر وعافیت سے (کب آیا۔اچھا ہے؟) سرخرو (سب کی کاٹ کرے اور پھر سب سے اچھا رہے) کافی (روپے کے لیے بھی عرض اچھا ہے) راضی (خدا اچھا تو جہاں اچھا ہے) حتیٰ کہ اچھا کے معنی برے کے بھی ہیں۔ بیڈھب برا (اچھا عذاب مول لیا)[۴۲]

اردو کے ہر لفظ کے ساتھ مختلف مصادر لاحق ہو کر مفہوم کچھ کا کچھ کر دیتے ہیں، ہوا کے کچھ اور معنی ہیں۔''ہوا چلنا'' کے کچھ اور ہو جاتے ہیں۔پھر اس کے ساتھ باندھنا۔بندھنا

اکھڑنا، لگنا، کھانا (یا کھاؤ) بگڑنا، ہونا، ہوجانا، غرض مصادر لگتے چلے جاتے ہیں۔ جواب، کے معنی جو ہیں سو ہیں (اور یہ اتر کے پرشن سے لے کر حریف مقابل، انکار اور بدلے تک گئی ہیں،) لیکن جواب دینا، ایک علیحدہ لغت ہوجاتا ہے۔ (آج ملازم کو جواب دے دیا، ڈاکٹروں نے بھی جواب دے دیا) وعلیٰ ہذا القیاس۔ آپ ایک لفظ، آنا، ہی کے بے حساب معنوں کو خیال میں لا کر دیکھیں۔[۴۳]

عصر حاضر میں متروکات کا معاملہ:

اس سے پہلے کہ ہم متروکات کی تاریخ پر روشنی ڈالیں اور متروکات سے متعلق قدیم علمی ذخیرے کا مختصر جائزہ لیں عہد حاضر میں متروکات کے حوالے سے اردو زبان کو درپیش خطرات کا ذکر بہت ضروری ہے۔ دو تین سو سال پہلے متروکات کے نتیجے میں اگر کچھ الفاظ زبان سے خارج کیے جارہے تھے تو بے شمار نئے لفظ زبان میں داخل بھی کیے جارہے تھے اور قدیم فصیح الفاظ مکمل آب و تاب کے ساتھ زبان کا حصہ تھے، جس پر کسی کو کوئی اعتراض نہ تھا لیکن عہد حاضر میں اردو زبان کو یہ المیہ درپیش ہے کہ ایک ہزار برس تک بولے جانے والے صاف سادہ سجل اور سلیس الفاظ بھی متروکات کا درجہ اختیار کررہے ہیں ان الفاظ کو دیدہ و دانستہ اور نادانستہ طور پر چن چن کر زبان سے نکالا جارہا ہے اور ان کی جگہ نہایت کمزور، بودے، پھکڑ، بازاری، ناشائستہ اور مہمل الفاظ لے رہے ہیں۔ اس عمل میں عوام الناس ہی نہیں اہل علم بھی ذوق وشوق سے حصہ لے رہے ہیں۔ تنقیدی اور ادبی تحریروں میں عامیانہ زبان کثرت سے استعمال ہونے لگی ہے۔

اردو معرض خطر میں:

''ان دنوں اردو زبان پر جہاں طرح طرح کے ادبار ہیں، ان میں سب سے نمایاں ایک یہ ہے کہ لوگ صحیح زبان لکھنا اور اچھی زبان پہچاننا بھول گئے ہیں اور اس پر طرہ یہ کہ وہ اپنی تنگ نظری اور کم کوشی کے دفاع بلکہ جواز میں کبھی نام نہاد اساتذہ کا حوالہ دیتے ہیں

تو کبھی عربی فارسی سے سند لاتے یا طلب کرتے ہیں۔ یہ بے خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ اردو زبان کی آزاد لسانی حیثیت جس طرح اور جس حد تک آج معرض خطر میں ہے پہلے کبھی نہ تھی۔ اردو زبان کے ادبی محاورے اور روز مرہ کو ارتقا کرتے آج چھ سو برس سے زیادہ ہو رہے ہیں۔ اس طویل مدت نے ہمارے ذخیرۂ الفاظ میں بے حد اضافہ کیا ہے۔ لیکن بعض پرانے لفظ اور محاورے اب استعمال میں نہیں بھی رہ گئے ہیں۔ رد اور قبول کا یہ سلسلہ رکنا نہیں چاہیے۔ آج ہم پر دو طرح کی مصیبتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ''نئے'' الفاظ کے نام پر غیر اردو اور غیر معیاری الفاظ بے تکلف برتے جا رہے ہیں۔ اس طرح اردو کے اصل، سبک اور معنی خیز الفاظ و استعمالات پیچھے دھکیلے جا رہے ہیں، یہاں تک کہ لوگ ان کے وجود سے بھی بے خبر ہو گئے ہیں اور دوسری مصیبت یہ ہے کہ معیاری اردو کا تصور ہمارے ذہنوں سے محو ہوتا جا رہا ہے۔ ایک وقت تھا کہ بعض لوگ عربی اور فارسی سے بوجھل اردو کو معیاری قرار دیتے تھے۔ وہ ایک انتہا تھی۔ آج دوسری انتہا یہ ہے کہ اردو کے بعض ثقہ ادبا و علماء بھی یہ کہتے ہوئے سنے گئے ہیں کہ لوگ وہی تو لکھیں گے جو وہ بولیں گے اور وہی تو بولیں گے جو وہ سنیں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ عوامی زبان، عامیانہ زبان، بازار کی زبان، بازاری زبان، یہ سب فرق جو اہل اردو نے سینکڑوں برس کے ارتقا اور تفتیش و تفحص کے عمل کے نتیجے میں پیدا کیے تھے اب مٹتے جا رہے ہیں۔ [۴۴]

دور حاضر میں اخذ و ترک کے اصول:

بجا کہ زبان کی ترقی اور بقا کا بڑا راز اس کی قوت اخذ و جاذبہ میں ہے۔ نئے الفاظ اور استعمالات کو ہمارے یہاں جگہ ملتی رہنی چاہیے۔ لیکن یہ الفاظ، محاورات، تراکیب اور استعمالات وہی ہوں جن کا مرادف ہمارے پاس نہ ہو اور جو ہماری زبان کے مزاج سے ہم آہنگ بھی ہوں۔

نئے الفاظ کو کھلے دل سے قبول کرنا یا غیر زبانوں کے الفاظ کو اپنے لہجے اور مزاج

سے ہم آہنگ کر کے اپنا لینا، ہماری زبان کی شانوں میں ایک بڑی شان ہے اور اس صفت میں یہ انگریزی، روسی اور ایک حد تک جرمن اور جاپانی سے ملتی جلتی ہے۔ اس بات پر فخر کرنا چاہیے۔ لیکن اس وقت سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہندی اور انگریزی کے بھونڈے اور غیر ضروری الفاظ کی بے محابا یلغار جو اچھی، معیاری اردو کی دیواروں کو ہلائے دے رہی ہے اور کچھ عجب نہیں کہ اس کی بنیاد پر بھی اثر انداز ہو جائے، اس کے خطرے کا احساس عام کرنے اور اس کے تدارک کے لیے کچھ کیا جائے۔ علامہ پنڈت برج موہن و تاتریہ کیفی نے عمدہ بات کہی تھی کہ جب کسی زبان میں غیر زبانوں کے الفاظ کو بجنسہٖ جنہ اور چھان بین کے بغیر قبول کیا جانے لگتا ہے تو اس زبان کی قوت اختراع ختم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

نئے الفاظ کو بے شک اور بے کھٹکے قبول کرنا چاہیے۔ اگر ان سے کوئی ایسا مقصد پورا ہو رہا ہے جو موجودہ الفاظ سے نہیں پورا ہو رہا ہے۔ نئے الفاظ وہی رائج ہو سکیں گے جو کسی ضرورت کو پورا کریں گے اور جو ہماری زبان کے مزاج سے ہم آہنگ ہوں گے یا ان میں کوئی غیر معمولی تاریخی بات ہوگی۔ موجودہ ذخیرۂ الفاظ میں وسعت لانا ضروری ہے لیکن اس شرط پر نہیں کہ ایک نیا لفظ زبان میں داخل ہو تو اس کے بدلے میں ایک یا دو لفظوں کو پس پشت رکھ دینا اور بالآخر بھول جانا پڑے۔ زبان کوئی کبڈی کا کھیل نہیں ہے۔ [۴۵]

غور کیجیے کہ تنقیدی مضامین اور اخبارات میں ایک طرف تو اچھے بھلے مستحکم اردو لفظوں کو نکال کر ہندوستان کی اردو تحریروں میں اخباری ''ہندی'' پاکستان میں ''انگریزی'' کی تاج پوشی کی جا رہی ہے تو دوسری طرف ہر بھونڈے، کم معنی خیز، یا خلاف محاورہ اور غیر ضروری دیسی یا غیر ملکی لفظ کے گلے میں اردو کا تمغا لٹکایا جا رہا ہے۔ لیکن اس صورت حال سے ہراساں ہونے کی ضرورت نہیں، نپٹنے کی ضرورت ہے۔ زبان جاننے والوں کا فرض ہے کہ وہ نامناسب، غیر ضروری، مصنوعی، بھونڈے اور لاعلمی یا لاپروائی کی بنا پر درآمد یا اختراع کیے

ہوئے الفاظ و مصطلحات کی مخالفت کریں۔ اگر وہ واقعی غیر ضروری اور کمزور ہیں تو وہ واماندۂ راہ ہو جائیں گے۔ جن میں قوت یا محبوبیت ہے وہ قائم رہیں گے۔ یہ عمل ہر زبان میں چلتا رہتا ہے اور چلتا رہے گا۔[۴۶]

انگریزی زبان میں متروکات کا عمل:

دنیا کی ہر زبان میں متروکات کا عمل جاری و ساری رہتا ہے۔ اس کی دو نمایاں مثالیں ہیں: ایک تو ایچ ڈبلیو فاولر (H. W. Fowler) اور اس کے بھائی فرانسس جارج فاولر (Francis George Fowler) کی تصنیف The King's English (۱۹۰۶ء) ہے اور پھر ۱۹۲۶ء کی The Dictonary of Modern English Usage ہے۔ موخر الذکر پر دونوں بھائیوں نے بیس سال محنت کی، لیکن پہلی جنگ عظیم میں چھوٹے بھائی فرانسس کی موت کے بعد ہنری نے اسے تنہا پورا کیا۔ پہلی اور دوسری کتاب میں بہت فرق ہے اور موخر الذکر کے جو ایڈیشن اب چھپے ہیں وہ اور بھی مختلف ہیں۔ یعنی پچھلی کتابوں میں بہت سے استعمالات کو مسترد اور مردود قرار دیا گیا تھا لیکن بعد کی کتابوں نے ان میں سے اکثر کو قبول کر لیا ہے۔

اسی طرح، ایک وقت میں حکومت برطانیہ کو خیال آیا کہ دفتروں میں جو انگریزی لکھی جا رہی ہے وہ الجھی ہوئی، بھونڈی، خلاف محاورہ، اور غیر ٹکسالی الفاظ سے بھرپور ہے۔ لہٰذا ''سادہ انگریزی'' (Plain English) کی ایک تحریک چلائی گئی اور صورت حال کی اصلاح کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی جس نے سر ارنسٹ گاورس (Sir Ernest Gowers) کی نگرانی میں ایک کتاب The Complete Plain Words لکھی اور ۱۹۵۴ء میں شائع کی۔ گزشتہ نصف صدی میں اس کتاب کے دو ایڈیشن شائع ہوئے ہیں۔ نام اس کا اب بھی وہی ہے، The Complete Plain Words لیکن اب اس میں بہت سے استعمالات ایسے ہیں جو گزشتہ ایڈیشنوں میں غلط، یا غیر سادہ کہہ کر مسترد کر دیئے گئے تھے۔ اب انھوں نے زبان

میں جگہ بنالی ہے۔ یا یوں کہیے کہ ان میں سے اکثر کو ''فٹ پاتھ پر قبضہ جما لینے والوں کے حقوق'' (Squatters' Rights) حاصل ہو گئے ہیں اور اب انھیں بے خل نہیں کیا جا سکتا۔ [۴۷] مولوی عبدالحق نے نوراللغات کے متروکات کی فہرست پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا۔

''متروکات کا مسئلہ بہت ٹیڑھا ہوگیا ہے۔ بعض اساتذہ نے بعض الفاظ متروک کر دیے ہیں اور اپنے کلام میں استعمال نہیں کیے۔ ان کے شاگردوں نے بھی اس کی تقلید کی اور اس طرح متروکات کی تعداد بڑھتی گئی۔ ہماری رائے میں کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ فلاں لفظ آج سے متروک ہے۔ الفاظ کی حالت بھی جانداروں کی سی ہے۔ بڑھتے گھٹے ہیں، صورت بدلتے ہیں، حیثیت میں فرق آجاتا ہے، بعض نام پیدا کرتے ہیں بعض گمنام ہوجاتے ہیں۔ رذیل سے شریف اور شریف سے رذیل ہوجاتے ہیں اور بعض ایک مدت کے بعد مر جاتے ہیں لیکن دانستہ گلا گھوٹنے کا حق کسی کو حاصل نہیں۔ تعجب ہے کہ اس کی ابتداء شعراء کی طرف سے ہوئی۔ حالانکہ شاعر ہی کو ان کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور بعض اوقات یہ الفاظ کلام میں حسن پیدا کر دیتے ہیں۔ مثلاً یہ (لیکن کے معنوں میں) متروک بتایا جاتا ہے۔ نثر میں متروک ہوتو ہو لیکن کوئی وجہ نہیں کہ نظم میں متروک کر دیا جائے۔ کس قدر مختصر اور خوبصورت لفظ ہے اور ہر لحاظ سے لیکن سے بہتر ہے۔ شاعر اسے بلا تکلف استعمال کر سکتا ہے۔ بہانا بھی متروک ہے حالانکہ اس کے بجائے اردو میں کوئی لفظ نہیں۔ [۴۸] کم و بیش یہی صورت حال اس وقت ہندوستان و پاکستان میں اردو کو درپیش ہے بلکہ اس سے زیادہ بدتر صورت حال کا سامنا ہے۔

یہ سوال اٹھ سکتا ہے کہ جب زبان بدلتی ہی رہتی ہے اور اس میں نئے مصطلحات، محاورات، استعمال داخل ہی ہوتے رہتے ہیں تو پھر معیاری زبان پر اس قدر اصرار کیوں؟ اگر زندہ اور ترقی یافتہ زبانیں نئے الفاظ وغیرہ اپنے دائرے میں لاتی ہی رہتی ہیں تو ''غلط''

زبان کی شکایت کیوں؟ نئے الفاظ و مصطلحات کی مثال کسی ملک میں آنے والی غیر ملکی جیسی ہے جو ہمارے یہاں شہریت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ نئے لوگ ملک میں آئیں یہ اچھی بات ہے لیکن یہ دیکھنا اشد ضروری ہے کہ ان کا آنا ضروری یا فائدہ مند ہے کہ نہیں؟ یا اگر ضروری یا فائدہ مند نہ بھی ہو تو نقصان دہ تو نہیں ہے؟ تمام نئے مشکوک استعمالات اور الفاظ پر اسی انداز سے غور کرنا چاہیے اور اگر وہ غیر ضروری یا مضر ہیں تو ان کی مخالفت کرنا چاہیے۔[۴۹]

ولی دکنی اصلاح زبان کا موسس:

ڈاکٹر سید عبداللہ نے نوادر الالفاظ کے مقدمے میں لکھا ہے کہ ''خاں آرزو نے اصلاح زبان کے سلسلے میں سب سے پہلے انہی الفاظ کی فصاحت وعدم فصاحت کی طرف توجہ کی اور یہ کہنا شاید غلط نہ ہوگا کہ اردو کے ابتدائی لہجے اور تلفظ کو متعین کرنے اور ٹکسالی اردو کو مشتہر کرنے میں انھوں نے ایک موسس اور واضع اول کا کام دیا۔ اصلاح زبان کی باقی سب کوششیں اس کے بعد کی ہیں۔[۴۶] ہمیں ڈاکٹر عبداللہ کی رائے سے اتفاق نہیں ہے۔ اولاً یہ کہ مشاعرہ کی روایت اور اساتذہ کی اصلاحیں ''اصلاح زبان'' کے سلسلے کے فطری ادارے تھے جن کی مبسوط تاریخ مرتب نہیں ہوئی۔ اگر یہ تاریخ مرتب ہو جاتی تو موسس اور واضع اول کا تاج دوسروں کے سر پر رکھا جاتا۔ اس کے باوجود اصلاح زبان کے موسس اول ولی دکنی ہیں جنھوں نے دکنی زبان کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور دہلی کی زبان پر بھی اثر انداز ہوئے۔ ولی دکنی نے اصلاح زبان کا کام اپنے شیخ سعد اللہ گلشنؒ کی ہدایت پر کیا۔ شیخ سعد اللہ نے انھیں ریختہ اور اصلاح زبان کے سلسلے میں ہدایت فرمائی تھی۔

(الف) ایں ہمہ مضامین فارسی کہ بے کار افتادہ اند در ریختۂ خود بکار ببر! از تو کہ محاسبہ خواہد گرفت؟''[۵۱]

(ب) ''شما زبان دکھنی را گزاشتہ، ریختہ را موافق اردوئے معلّٰی شاہجہان آباد موزوں بکنید کہ تا موجب شہرت درداج قبولِ خاطر صاحب طبعان عالی مزاج گردد۔''[۵۲]

مرید نے مرشد کی بات کو پلے باندھا اور عمل کیا، دوبارہ دہلی آئے تو زبان کافی بدلی ہوئی تھی۔ دہلوی حضرات نے دیکھا انھیں بھی شوق ہوا، دیکھا دیکھی فارسی چھوڑ، ریختہ کو ہموار کیا، ابتداء میں ولی کے کلام کو نمونہ بنایا اور کچھ دن تک دکنی زبان کو اپنائے رکھا۔ اگرچہ خود ولی نے دکن میں اصلاح زبان کی مہم شروع کر دی تھی اور اردوئے معلّٰی کا روپ دینے لگے تھے، ان کا یہ شعر:

اس کی تعظیم ہوئی اہل چمن پر واجب
بلبل باغ نے جب مصحف گل یاد کیا

بالکل آج کی زبان میں ہے مگر دہلی والوں نے شاعری کے شوق میں اس طرف توجہ نہ کی۔[۵۳]

متروک الفاظ کے ذیل میں اردو کا نثری سرمایہ بہت کم ہے۔ شاہ حاتم نے دیوان زادہ کے مختصر دیباچے میں متروکات کی جو فہرست دی ہے وہ بہت مختصر ہے۔ چند متروکات درج ذیل ہیں:

قدیم مستعمل لفظ	نیا لفظ	قدیم مستعمل لفظ	نیا لفظ
انکھیاں	آنکھیں	جیو	جی
نین	چشم۔ آنکھ	سُرج	سُورج
جھٹا	جھوٹا	اپس	آپس
ستی	سے	دیا	چراغ
مُکھ	مُنہ	سنسار	دنیا
درپن	آئینہ	اگے	آگے
سون	سے	آنجھو	آنسو
بیجلی	بجلی	نزیک	نزدیک

کوئے	کوئی	مَن	دل
گال	رخسار	رین	رات
ایتی	آتی	پنڈا	بدن [۵۴]

ناسخ پر الزام ہے کہ انھوں نے ہزاروں الفاظ کو متروک قرار دیا لیکن وہ الفاظ کیا تھے ان کی کوئی فہرست میسر نہیں، ان کے شاگرد رشید میر اوسط رشک کے پاس ۴۵ متروک الفاظ کی فہرست تھی جسے وہ تالے کنجی میں رکھتے تھے۔ صفیر بلگرامی کے ''تذکرہ جلوہ خضر'' میں ناسخ کے متروکات کی فہرست موجود ہے۔ اس فہرست میں ۲۶۱ الفاظ اور محاورے شامل ہیں۔ ان میں سے چند کا یہاں حوالہ درج کیا جاتا ہے۔

متروک لفظ	مجوزہ لفظ	متروک لفظ	مجوزہ لفظ
نپٹ	بہت	زنجیری رہنا	قید رہنا
جگ	دنیا	جی چلا	رغبت ہوئی
لاگا	لگا	دم بردم	دم بہ دم
کھوج	نشان	دارو	دوا
ماٹی	مٹی	کنے	کس نے
پالا	پیالہ	نگاہ کا نالہ	نالۂ سحر
سجن	صنم	خیال لینا	خیال باندھنا
ٹک	ذرا	چبھے ہے	چبھتا ہے
مہندی کے رنگ	رنگِ حنا	لگن لگا دی	محبت لگا دی [۵۵]

حاتم نے دیباچہ دیوان زادہ میں متروکات کے دو اصول بیان کیے ہیں اور تذکرہ جلوہ خضر میں متروکات ناسخ کے آٹھ اصول تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ [۵۶] میر تقی میر نے ''نکات الشعراء'' میں متروکات کے اصولوں پر روشنی ڈالی ہے اور ریختہ میں فارسی

حروف اور افعال، غیر مانوس تراکیب اور نامناسب بندشوں کے استعمال کو قبیح قرار دیا ہے لیکن فارسی کی ایسی تراکیب جو زبان ریختہ سے مناسبت رکھتی ہوں قبول کرنے کی کھلی اجازت دی ہے۔ میر نے ترکیبوں کے استعمال میں تخلیقی آزادی پر قدغن عائد نہیں کی اور اسے شاعر کے ذوق اعلیٰ پر چھوڑ دیا ہے۔ میر نے سرکشیدہ اور جلالی زبان کے بجائے مفرد الفاظ کے پیوند سے تراکیب تراشنے کا ہنر ایجاد کیا۔[۵۷]

ناسخ پر سب وشتم کیوں؟

اردو زبان کی تاریخ میں ناسخ پر سب وشتم کا سلسلہ جاری ہے۔ ناسخ پر بار بار یہ الزام عائد کیا گیا ہے کہ انھوں نے ہزاروں الفاظ کو متروک قرار دے کر اردو زبان کا دامن تنگ کیا لیکن وہ اردو کو نئے الفاظ عطا نہیں کر سکے، الزام لگانے والے آج تک ان ہزاروں الفاظ کی فہرست پیش نہیں کر سکے، تذکروں، کتابچوں اور روایتوں کے ذریعے اگر ناسخ کے متروکات کی فہرست تیار کی جائے تو چند سو سے اوپر نہ جائے گی۔ ان پر یہ بھی الزام ہے کہ ناسخ فارسی الفاظ کی قبولیت، پراکرت لفظوں کے اخراج اور ضابطہ پسندی کی تحریک کا سرخیل ہے۔ اس نے اصلاح زبان کے لیے متشددانہ رویہ اختیار کیا اور قدیم پیغمبران سخن کی شریعتیں منسوخ کر دیں۔[۵۸] کیا واقعتاً ناسخ تحریک متروکات کے ذریعے اردو زبان سے ہندی الفاظ کے اخراج کے درپے تھے اور دیدہ ودانستہ طور پر اردو کو معرب ومفرس کرنا چاہتے تھے۔

کچھ ناسخ کے دفاع میں:

اس الزام تراشی کے جواب میں عزیز احمد کا یہ بیان نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ ''ناسخ کا اپنی شاعرانہ زبان سے ہندی الفاظ کا اخراج دیدہ دانستہ عمل نہیں تھا بلکہ یہ اس معیار کو قائم کرنے کا منطقی نتیجہ تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ اگلے اساتذہ جو فارسی میں لکھتے تھے ان کی اسناد پر مکمل اعتماد کیا جائے۔[۵۹] عزیز احمد نے ناسخ کے متروک شدہ ہندی الفاظ کی نہ تو فہرست دی ہے نہ الفاظ کی تعداد تحریر کی ہے۔ غلط العام روایت کے تتبع میں انھوں نے ناسخ کو

متروکات کا ذمہ دار قرار دیا ہے لیکن یہ الزام عائد کرتے ہوئے انھوں نے اسے دیدہ و دانستہ عمل قرار دینے کے بجائے فارسی روایت سے گہری وابستگی کا سبب بتایا ہے۔ یہ بات واضح رہے کہ ''ناسخ کا انتقال ۱۸۳۸ء میں ہوا۔ ناسخ کے معاصر للولال نے ۱۸۰۳ء میں اردو کی ہندیائی اور سنسکریاتی شکل کا جو تجربہ کیا تھا اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس تجربے کے ذریعے عربی، فارسی کو متروکات کا درجہ دے کر سنسکرت کو فروغ دینے کی کوشش کی گئی اور عربی رسم الخط کی جگہ دیوناگری رسم الخط کے احیاء کی بھرپور تحریک شروع کی گئی۔ عموماً اس تحریک کو بے بنیاد کہا گیا ہے لیکن اس بات میں کسی شبہے کی گنجائش نہیں کہ دیوناگری رسم الخط میں راجستھانی برج بھاشا مانھیلی اور اودھی ادب آٹھویں صدی سے برابر لکھا جا رہا ہے۔ اس ادب میں ایک واضح ہندوسمت ملتی ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ دیوناگری رسم الخط اچانک منظر عام پر آگیا درست نہیں۔ یہ بات واضح رہے کہ ہندی ادبی روایت کا آغاز ۷۰۰ء۔۱۳۰۰ء کے درمیان راجستھان کے بھاٹوں کی شاعری سے ہوا مسلمانوں سے شکست کھانے کے بعد ہندو ذہن فرار کی کیفیت میں بھگتی شاعری کی مذہبی رفعت کی طرف رجوع ہو گیا[۶۰] اور للولال کی تحریک نے ہندی ادب کے احیاء کو ممکن بنا دیا۔

اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل بلکہ محال ہے کہ ناسخ کی تحریک متروکات آٹھویں صدی کی ہندی ادبی روایت اور للولال کی تحریک کا فطری ردعمل تھی۔ ناسخ کی تحریک ایک فطری تحریک تھی اس کی بنیاد ہندی دشمنی نہیں تھی۔ اس بیان کی تائید اور توثیق کے لیے ڈاکٹر محمد انصار اللہ نظر نے ''تلخیص معلیٰ'' کے حاشیے میں لکھا ہے ''عام طور پر ناسخ اور تلامذہ ناسخ پر یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ انھوں نے ہندوستانی الفاظ کو متروک قرار دے کر ان کی جگہ عربی اور فارسی الفاظ کو رواج دینے کی کوشش کی لیکن یہ الزام محض کم نظری کے سبب ہے چنانچہ نادر کا یہ فقرہ اس سلسلے میں اہم ہے'' [۶۱] نادر کے جس فقرے کا حوالہ دیا گیا ہے۔ وہ فقرہ سیاق و سباق کے ساتھ درج ذیل ہے: ''صاحب بہادر ایجنٹ افیون نے اپنی کچہری میں

تحریر اردو جاری کی (ص ٦) بعد اس کے بتدریج جملہ اضلاع میں رواج ہو گیا مگر افسوس کہ جس طرح پر کچہریوں میں عبارت لکھی جاتی ہے وہ اکثر قواعد اردو کے خلاف اور محض غیر فصیح اور برعکس محاورہ زبان دانان ہوتی ہے اور روز مرہ قصباتیان اور بول چال دہقانیان لکھتے ہیں۔ تذکیروں تانیث میں اکثر غلطی ہوتی ہے اور باوجود اس کے اس قدر الفاظ عربی فارسی کثرت سے ہوتے ہیں کہ ساکنان دیہات سمجھ نہیں سکتے۔ اب تک کوئی کتاب بانضباط قواعد مفید نہیں دیکھی گئی کہ اس سے اہل تحریر کو ہدایت ہو اور اغلاط برطرف ہوں اور مدارس سرکاری میں کار آمد مبتدیان و طالب علمان ہو اس لیے خاکسار نے اس رسالہ مختصر کو مرتب کیا بایں ارادہ کہ اگر اردو وے فصیح کا رواج منظور ہو تو اس رسالے پر عملدر آمد ہو اور اگر تفہیم بعض کاشتکاران وغیرہ درکار ہو تو ہماری دوسری کتاب اس کے لیے بہتر ہے موسومہ ''بہ سرب لابھ'' کہ جس میں ایک لفظ بھی عربی اور فارسی کا نہیں وہی زبان ہے جو اہل دہات (کذا) میں مستعمل ہے۔[٦٢]

اگر ناسخ عربی اور فارسی کا بوجھ اردو پر لادنا چاہتے تھے تو ناسخ کے ایک اہم شاگرد کی معرب و مفرس اردو پر شدید تشویش ان الزامات کی تردید کے لیے کافی ہے۔ نادر کا اعتراف کہ عربی فارسی الفاظ کی کثرت سے لوگ تحریر کا مفہوم سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں اور تفہیم عام کے لیے اپنی کتاب کا حوالہ جس میں ایک لفظ بھی عربی اور فارسی کا نہیں ہے اس الزام کی خود تردید ہے کہ ناسخ ہندی کے کومل الفاظ کو اردو سے نکال کر عربی اور فارسی کو مسلط کرنا چاہتے تھے۔ ناسخ کی طرح حاتم پر بھی یہ الزام لگایا گیا تھا کہ انھوں نے ہندی لفظ متروک قرار دیے لیکن یہ محض الزام تھا۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار نے ''دیوان زادہ'' کے مقدمے میں وضاحت کی ہے۔

''دیوان زادہ میں بعض ٹھیٹھ ہندی الفاظ اور تراکیب، جن کی ایک مختصر سی فہرست دی گئی ہے، تقریباً خارج ہی ہو جاتے ہیں لیکن بعض ہندی الفاظ باقی رہتے ہیں۔ مثلاً دیوان

زادہ کی غزلیات میں (منظومات کو چھوڑ کر) یہ ہندی الفاظ مل جاتے ہیں: شگن، کلا، چنگا، لگن، گگن، بال پن، راوت، پٹیتی، بیراگ، اتیت، جٹا دھاری، اچپلا، اچپلائی، اچرج، کاہلی، وسواس، سنکھ، دوبہتی، سکچا تا، سوچت، من ہرن، کرن ہارے، مرن ہارے، رام مدھ، کنول پاؤ، باٹ کے روڑے، ٹھور ٹھکانہ، کاڑھا، بستار، ڈکیت، مندیل، کھنڈ، دہرا، باؤ، پوتھی، انتر، دھنتر، پھینٹا، کھجوڑ، مچھی (نظموں میں یہ ہندی عنصر اور بھی زیادہ ہے) اس سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ اس زمانے میں اصلاح زبان کی تحریک کا یہ مقصد نہیں تھا کہ ہندی عنصر کو اردو سے بالکل خارج ہی کر دیا جائے بلکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ زبان سے ناہموار اور غیر شائستہ عناصر کو نکال کر ایک ادبی معیار قائم کیا جائے اور اسی خاطر لسان عربی اور زبان فارسی سے بھی وہی الفاظ لیے جاتے جو عام فہم اور خاص پسند تھے۔ درحقیقت اردو کا صحیح مزاج اور معیار اسی زمانے میں نکھر کر سامنے آیا۔[٦٣]

حاتم اور ناسخ و دیگر شعراء کی تحاریک متروکات کے ضمن میں ڈاکٹر شوکت سبزواری کی تحقیق ''اصلاح زبان اردو'' نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ اس تحقیق کے ذریعے ڈاکٹر سبزواری نے ان تمام مفروضات کا تاروپود بکھیر کر رکھ دیا ہے جو متروکات کی تحریکوں کو ''ہندی دشمن'' رویوں کی تحریکیں ثابت کر کے اردو اور ہندی بولنے والوں میں دائمی مقارفت کی دیوار کھڑی کرنے میں کامیاب ہو گئے۔[٦٤] یہ نادر تحقیق من وعن درج ہے۔

حاتم و ناسخ پر لعن طعن:

اردو ادب پر تو اعتراضات ہوتے ہی تھے کہ اس میں غیر ملکی عنصر زیادہ ہے اور اس کا میلان تمام تر فارسی ادب و انشا کی طرف ہے۔ اب عام طور پر اردو زبان کو بھی اس نوع کے اعتراضات کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اردو زبان کا آغاز فرقہ وارانہ جذبے کے تحت نہیں ہوا تو کم سے کم اس کے ارتقاء میں یہ جذبہ ضرور کارفرما رہا ہے۔ اردو زبان کے مشاہیر شعراء اور نثر نگاروں نے جان بوجھ کر اردو زبان سے ہندی بھاکا اور سنسکرت کے الفاظ

چن چن کر نکالے اور ان کی جگہ فارسی عربی الفاظ بٹھائے۔ یہ کام انھوں نے اصلاحِ زبان کے نام سے انجام دیا۔ اس سلسلے میں ظہور الدین حاتم، میر تقی میر، مرزا رفیع سودا سبھی کو الزام دیا جاتا ہے۔ مگر ناسخ ان میں زیادہ بدنام ہیں۔ ان پر سب سے زیادہ لعن طعن کی جاتی ہے۔ بلکہ اس اصلاح کا ذمہ دار ہی ان کو ٹھہرایا جاتا ہے۔

اصلاحی تحریکیں فطرت کا عمل تھیں:

''یہ تو میں کیسے کہوں کہ جو اصحاب اردو زبان کی اصلاحی تحریک کو فرقہ پروری کا نتیجہ بتاتے ہیں وہ ہماری زبان کی ارتقائی تاریخ نہیں جانتے۔ ہاں یہ ضرور کہوں گا کہ اگر وہ اس اصلاح کو بگاڑ سمجھ کر اس کا ذمہ دار حاتم یا ناسخ کو ٹھہراتے ہیں تو ایک بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ انھوں نے شاید زبانوں کی لسانیاتی تاریخ نہیں پڑھی۔ وہ نہیں جانتے کہ زبانیں کس طرح جنم لیتی ہیں، پھلتی پھولتی اور پروان چڑھتی ہیں۔ اردو زبان کی اصلاحی تحریک کوئی اختیاری یا ارادی فعل نہیں جس کا ذمہ دار ہمارے اکابر شعراء کو ٹھہرایا جائے وہ فطرت کا عمل ہے جو زبانوں کے بنانے سنوارنے اور نکھارنے سدھارنے میں اپنا اثر دکھاتا ہے۔ زبان بھی ایک ذی حیات نامی چیز ہے جو دوسری نامی چیزوں کی طرح اپنے نمو سے زندہ رہتی ہے۔ نمو زبان کی زندگی ہے جب تک زبان بول چال میں کام آتی ہے قوتِ نمو سے مالا مال ہے۔ اس کے الفاظ بولنے والوں کی زبان پر کٹتے چھٹتے اور ترشتے ترشاتے رہتے ہیں۔ اس تراش خراش اور کانٹ چھانٹ کے دوران میں بہت سے الفاظ مٹ جاتے ہیں۔ انھیں اردو میں متروک اور انگریزی میں Obsolete کہتے ہیں۔

دنیا کی شاید ہی کوئی زندہ اور نامی زبان ہو جس میں اس نوع کی تبدیلیاں نہ ہوئی ہوں۔ انگریزی میں یہ تبدیلیاں اس کثرت سے ہوئیں کہ آج الفریڈ کے عہد کی زبان سمجھنا دشوار ہے۔ قدیم فارسی یا پہلوی موجودہ فارسی سے کتنی مختلف ہے''۔

انجیل کا ترجمہ اور متروک الفاظ:

ورجل اور دانتے کی زبان کون کہہ سکتا ہے کہ ایک ہے۔ الفلاس، شار لے مانیہ اور گوئٹے کہنے کو تینوں جرمن ہیں لیکن ان کی زبانوں میں کتنا تفاوت ہے اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ بائبل کا موجودہ انگریزی ترجمہ ۱۶۱۱ء کے لگ بھگ ہوا تھا۔ پادری جے بوکر نے ۱۸۶۲ء میں ایک فرہنگ شائع کی جس میں ان متروک انگریزی الفاظ کی شرح کی گئی ہے جو انجیل میں استعمال ہوئے ہیں۔ یہ ۳۸۸ الفاظ ہیں۔ سائنس آف لینگویج جلد اول میں پروفیسر میکس مولر کا بیان ہے کہ یہ کل استعمال شدہ الفاظ کا پانچواں حصہ ہیں۔ ڈھائی سو سال کے اندر ایک ضخیم کتاب کے الفاظ کا پانچواں حصہ استعمال سے خارج ہو گیا اس سے زبان کے حک و اصلاح اور لفظوں کی قطع و برید کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

متروکات کی اقسام:

ماہرین لسانیات نے متروکات کی بہت سی قسمیں کی ہیں ان میں سے کثیر الوقوع حسب ذیل ہیں:

۱) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کچھ الفاظ مقبول اور ناشائستہ قرار دے کر زبان سے نکال دیئے جاتے ہیں اور ان کی جگہ دوسرے مناسب، آسان اور رواں الفاظ لے لیتے ہیں۔ یہ الفاظ ضروری نہیں کہ اس زبان اور ملک کے ہوں۔ یہ دوسری زبان سے بھی درآمد کیے جا سکتے ہیں۔ اول اول یہ الفاظ آہستہ آہستہ زبانوں میں داخل ہوتے ہیں اور ملکی یا اصلی الفاظ کے ساتھ ساتھ ان کا چلن رہتا ہے۔ بعد میں یہ بدیسی الفاظ دیسی لفظوں کو نکال باہر کرتے اور خود ان کی جگہ لے لیتے ہیں۔ انگریزی میں ایسا بہت ہوا ہے۔ نارمن فتوحات کے بعد سے بے شمار فرانسیسی الفاظ انگریزی میں داخل ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد اصل سیکسن (Saxon) الفاظ ٹکسال باہر ہوئے۔ فرانسیسی لفظ آج بھی چلتا ہوا سکہ بنے ہوئے ہیں Despair فرانسیسی لفظ ہے۔ پہلے اس کی جگہ سیکسن Wanhope استعمال ہوتا تھا جو اب متروک ہے۔

Ayenbites بمعنی Remorse اور Inuit بمعنی Conscience اب استعمال نہیں ہوتے۔

۲) کبھی محض اتفاق سے الفاظ بے جان ہو کر گمنامی میں جا پڑتے ہیں اور ان کی جگہ اسی زبان کے دوسرے الفاظ استعمال ہونے لگتے ہیں مثلاً For بمعنی Went اور soth بمعنی Truth یہ دونوں لفظ سیکسن میں استعمال ہوتے تھے اب متروک ہیں۔ مشہور ماہر لسانیات پروفیسر وہٹنے نے اس کی بہت سی مثالیں پیش کی ہیں۔ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ اس ضمن میں لائف اینڈ گروتھ آف لینگویج کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

۳) کچھ متروکات ایسے بھی ہیں جن کا تعلق زبان کی ساخت اور اس کی قواعد سے ہے۔ انگریزی میں فارسی کی طرح بطور علامت مصدر On استعمال ہوا کرتا تھا اب اس کی جگہ To نے لے لی ہے۔ افعال میں لاحقہ جمع On اب ترک کیا جا چکا ہے۔ So (وہ) اور Tha (دے) اب He اور They سے تبدیل ہو چکے ہیں۔ انگریزی میں صرفی نحوی متروکات کی مثالیں اردو سے بہت زیادہ ہیں Speak کا ماضی بائبل میں ہر جگہ spake استعمال ہوا ہے Hold کا مفعول Holden اور Spake کا Spaken۔

۴) متروک کی ایک قسم اور بھی ہے جسے لسانیات میں Obsolescant کہتے ہیں۔ یہ وہ الفاظ ہیں جو ادب کی خاص خاص اصناف میں استعمال ہوتے ہیں۔ عام طور پر زبان میں نہیں آتے۔ یا بازاری اور عامیانہ زبان میں تو آتے ہیں لیکن ادبی اور شستہ تحریروں میں ان کا استعمال غیر فصیح اور نا صحیح سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً oft انگریزی نظم میں استعمال ہوتا ہے نثر میں اس کا استعمال ناجائز ہے۔ اس قسم کے الفاظ اصطلاح میں Archaic یا Poetical کہلاتے ہیں جو الفاظ صرف عامیانہ محاورے میں استعمال ہوتے ہیں انھیں Slang کہا جاتا ہے۔

خط نسخ کھینچنے والے:

کہتے ہیں کہ اردو زبان کا سب سے پہلا مصلح حاتم ہے۔ حاتم سے پہلے ولی کے

پینتیس XXXV

زمانے تک اردو میں بہت سے الفاظ مستعمل تھے جنھیں حاتم نے غیر فصیح اور ناشستہ قرار دے کر چھوڑ دیا۔ حاتم کے بعد میر و مرزا نے ہماری زبان کو متروکات کے خس و خاشاک سے پاک کیا۔ ناسخ کے متعلق مشہور ہے کہ انھوں نے الفاظ و محاورات کی ایک بڑی تعداد پر خط نسخ کھینچ دیا۔ اردو زبان کی اصلاح کرنے والوں میں وہ سب سے ممتاز ہیں۔ صفیر بلگرامی نے تذکرۂ جلوۂ خضر میں ان مصلحین زبان کی اصلاحی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے ان الفاظ کی ایک طویل فہرست بھی دی ہے جن کو ان مصلحین نے متروک قرار دیا۔

ترک و اختیار مصلحین کے اختیار سے باہر ہے:

اس سلسلے میں سب سے پہلے میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ان شعراء کو کس اعتبار سے مصلح زبان کہا جاتا ہے۔ یہ غلط ہے کہ ان اصحاب نے اپنے اختیار و پسند سے ان الفاظ کو جو ہماری زبان میں مستعمل تھے متروک قرار دے کر چھوڑ دیا۔ دراصل زبان کے باب میں ترک و اختیار ایک انسان کی طاقت سے باہر ہے جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں۔ میکس مولر نے اس کو ثابت کرنے کے لیے ایک چھوڑ دو مثالیں دی ہیں۔

بادشاہ اور درویش کا فرق:

شہنشاہ جرمنی سکسمنڈ کی بابت کہا جاتا ہے کہ اس نے ایک موقع پر لاطینی میں تقریر کرتے ہوئے Sehisma کو مذکر استعمال کیا۔ اس پر ایک مسیحی درویش نے کہا ''جہاں پناہ! یہ لفظ مذکر نہیں ہے''۔ بادشاہ نے کہا ''کون کہتا ہے یہ لفظ مذکر نہیں؟'' درویش نے جواب دیا ''حضور الیگز نڈر گیلس کہتا ہے''۔ اس پر بادشاہ نے کہا ''الیگز نڈر کون ہے؟'' درویش نے جواب دیا ''مسیحی درویش'' بادشاہ نے کہا ''میں بادشاہ ہوں''۔ میکس مولر لکھتا ہے ایک جلیل القدر بادشاہ ایک لفظ کی جنس نہ بدل سکا۔ آج بھی وہ بے جنس ہے۔

بادشاہ بھی لفظ نہیں بدل سکتا:

دوسری مثال شہنشاہ ٹائبریس کی ہے جس نے ایک لفظی غلطی کا ارتکاب کیا۔ مشہور لغوی مارسیلس کے اعتراض کرنے پر قواعد دان کیٹپو نے جو اتفاق سے وہاں موجود تھا، کہا ''شہنشاہ نے جو لفظ استعمال کیا وہ فصیح اور صحیح ہے اور اگر نہیں ہے تو آئندہ ہو جائے گا۔'' مارسیلس نے جواب دیا'' شہنشاہ! کیٹپو کاذب ہے۔ آپ ایک شخص کو روم کا شہری تو قرار دے سکتے ہیں لیکن ایک لفظ کو چلن عطا نہیں کر سکتے''۔

متروک الفاظ پہلے ہی متروک ہو چکے تھے:

اصل بات یہ ہے کہ جو الفاظ ان مصلحین زبان نے متروک قرار دیئے وہ زبان کے اس اصول کے مطابق جن کا ذکر سطور بالا میں کیا گیا۔ پہلے ہی متروک ہو چکے تھے اور ان کا استعمال کم سے کم ادبی اور علمی تحریروں میں نہیں ہوتا تھا۔ ان اصحاب نے اس کا خاص اہتمام کیا کہ یہ الفاظ ان کے کلام میں راہ نہ پائیں اس لیے حک و اصلاح کی نسبت ان کی طرف کر دی گئی۔ درحقیقت نہ انھوں نے الفاظ کو اپنے اختیار و پسند سے متروک قرار دیا اور نہ وہ اصول لسانیات کی رو سے ایسا کر سکتے تھے۔ صاحب شعرالہند نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ ان الفاظ کے ترک کی ذمہ داری اگر ان اصحاب پر ہے تو صرف اس وجہ سے کہ انھوں نے ان الفاظ کے استعمال سے جو دراصل پہلے ہی زبان کے بازار میں کھوٹا سکہ بن چکے تھے، اجتناب کیا اور شدت کے ساتھ اس پر عمل پیرا رہے۔ فرماتے ہیں:

''حقیقت یہ ہے کہ اردو زبان کا قالب پہلے ہی دن سے تبدیلی کے لیے آمادہ تھا۔ اگر کوئی شخص اس میں تغیر پیدا کرنا چاہتا تو خود ولی ہی کے زمانے میں ایک ہموار زبان کا خاکہ تیار ہو جاتا کیونکہ ولی کا ثلث دیوان جیسا کہ اوپر گزرا اس زبان میں ہے، جو آج فصاحت و بلاغت کا معدن سمجھی جاتی ہے۔ [۶۵]

سینتیس XXXVII

اصلاح کی تحریکوں کا مقصد ہندی دشمنی نہیں تھا:

یہ کہنا بھی غلط ہے کہ اصلاح زبان کا مقصد یہ تھا کہ اردو سے ہندی یا سنسکرت الفاظ نکال باہر کیے جائیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے ہم ان ان اصولوں پر نظر ڈالتے ہیں جو حاتم کے سامنے تھے۔ حاتم نے اپنے دیوان زادہ کے مقدمہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱) ان عربی اور فارسی الفاظ کا استعمال کرنا جو قریب الفہم اور کثیر الاستعمال ہیں اور دلی میں عام طور پر روزانہ بول چال میں استعمال ہوتے ہیں۔

۲) ہندی بھاکا الفاظ ترک کر کے روزمرہ زبان اختیار کرنا جسے عام وخاص سبھی بولتے اور پسند کرتے ہیں۔

دکنی اور دہلوی زبانوں کا فرق:

یہ دونوں اصول اپنی جگہ واضح ہیں۔ حاتم سے پہلے دکنی اور دہلوی دونوں بولیوں میں بڑا فرق تھا۔ دونوں کا روزمرہ الگ الگ تھا۔ بہت سے الفاظ دکنی میں استعمال ہوتے تھے۔ دہلی میں ان کا چلن نہ تھا۔ یہ الفاظ دکنی میں بڑی بولیوں سے آئے تھے۔ دلی کی صاف وشستہ زبان میں، جسے کھڑی کہتے ہیں ان کا استعمال قبیح سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ خاص خاص لوگوں کو چھوڑ کر یہ الفاظ دلی کے عام باشندے سمجھتے تک نہ تھے۔ فارسی عربی الفاظ دکن میں غلط بولے جاتے تھے مگر دلی والے ان کا صحیح تلفظ کرتے تھے۔ حاتم کہتے ہیں میں نے اپنے آخری کام میں دو باتوں کا التزام کیا ہے اول یہ کہ عربی وفارسی الفاظ جو استعمال کیے ہیں ان کی صحت کا خاص خیال رکھا ہے اور ان کو اس تلفظ کے ساتھ استعمال کیا ہے جو دلی میں رائج ہے۔ اس کی انھوں نے چند مثالیں دی ہیں تسی کی جگہ تسبیح، صحی کی جگہ صحیح، بگانہ کی جگہ بیگانہ، دوانہ کی جگہ دیوانہ، مرض (ساکن) کی جگہ مرض (متحرک)۔ دوسرے ہندی لفظوں میں سے میں نے وہ الفاظ تو سرے سے استعمال ہی نہیں کیے جو بھاکا کے ہیں اور صرف دکنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً تین، ......نت وغیرہ اور جو ہندی الفاظ دکن میں کسی قدر مختلف لب ولہجہ کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں انھیں میں نے دہلی کے لب و

لہجہ کے مطابق استعمال کیا ہے۔ستی کو سے، اودھر کو اُدھر، کیدھر کو کدھر اور پہ کو پر وغیرہ۔

میر و مرزا کے متروکات:

اس کے بعد ان الفاظ پر نظر کیجیے جو میر و مرزا کی طرف منسوب ہیں۔صفیر بلگرامی نے جو فہرست دی ہے اس میں کل نوے الفاظ و محاورات ہیں۔ان میں ذیل کے اکیس الفاظ کی جگہ فارسی الفاظ کو دی گئی۔ساجن، پتیم، پیو، پیا، سری، موہن (معشوق) من (دل)، نین (چشم)، کال (مصیبت)، سنسار (دنیا)، برہا (جدائی)، درشن (دیدار)، جگ (دنیا)، باج (بغیر)، ماس (گوشت)، دسنا (مانند)، برت (بغیر)، نسدن (ہمیشہ)، درپن۔آرسی (آئینہ) باقی الفاظ و محاورات یا تو ہندی کے ہیں اور ان حضرات نے ان کے تلفظ و املا کو بدل دیا ہے یا عربی فارسی کے جو دکن میں غلط بولے جاتے تھے لیکن دلی والے ان کو صحیح بولتے اور لکھتے تھے۔ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

محاورہ وتلفظ وقت ولؔی	تبدیل میر ومرزا	محاورہ وتلفظ وقت ولؔی	تبدیل میر ومرزا
اَوَل	اوّل	نزک	نزدیک
کدھی	کبھی	انکھیاں	آنکھیں
کارمت	مت کر	اِتّا	اتنا
تمنا	تمھارا	سین، سوں، سیتی	سے
تئیں	کو	جو	جسے
مجھ	مجھ کو	اچھن	ہے
کنے	پاس	لگ	تک
نغمہ بولنا	نغمہ کرنا	جاری کیا ہوں	جاری کیا ہے
سرخرویاں	سرخرویوں	انجھو	آنسو
کیتا	کیا	دیا ہے طبع رسا	دی ہے طبع رسا

اس فہرست میں الفاظ و محاورات بھی ہیں اور نحوی و صرفی تصرفات بھی۔ اس میں بھی وہی دو اصول ملحوظ رکھے گئے ہیں جن کا ذکر حاتم کے الفاظ میں اوپر کیا گیا ہے۔ ہندی الفاظ جو سرے سے چھوڑ دیئے گئے ہیں اور ان کی جگہ فارسی الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ دراصل بھاکا کے ہیں جو دکن میں تو بولے جاتے تھے لیکن دلی میں اس وقت ان کا رواج نہ تھا۔

بھاکا کے دکنی الفاظ متروک کیے گئے جو دہلی میں متروک تھے:

شاعری کو دلی کے روزمرہ میں ڈھالنے کا مطلب یہ تھا کہ دکنی الفاظ کو ترک کر دیا جائے اور ولی وغیرہ دکنی شعراء کی تقلید میں ان کو رواج نہ دیا جائے۔ اس کی تائید ہندی کے ان الفاظ سے ہوتی ہے جو کسی قدر بدلی ہوئی صورت میں حاتم وغیرہ دہلوی شعراء کے یہاں استعمال ہوئے ہیں۔ یہ الفاظ دلی میں اس شکل وصورت کے ساتھ اس وقت مستعمل تھے۔ اسی شکل وصورت میں باقی رکھے گئے اور ان کی دکنی صورت کو متروک قرار دیا گیا۔ مثلاً سے، دکن میں سین، اور سوں بھی بولا جاتا تھا۔ دہلی میں اس کی یہ تینوں صورتیں متروک تھیں۔ تک کو لگ بولتے تھے اور آنسو کو انجھو، سرخرو کی جمع سرخرویاں اور آنکھ کی جمع انکھیاں ہوسکتا ہے کہ حاتم سے پہلے دہلی میں رائج ہوں لیکن حاتم کے زمانے میں اس کا چلن نہ تھا۔

ہندی متروکات کی جگہ ہندی بھاشا کو دی گئی:

یہی حال قریب قریب دوسرے ہندی الفاظ و مشتقات کا ہے۔ وہ کم سے کم اس عہد کی دہلوی زبان میں رائج نہ تھے۔ اس لیے ان کو متروک قرار دیا گیا اور ان کی جگہ رائج الوقت ٹکسالی الفاظ لائے گئے۔ یہ سمجھنا کہ یہ ہندی زبان کے الفاظ تھے، اس لیے چھوڑ دیے گئے، خلاف واقعہ ہے۔ اس لیے کہ ان کی جگہ جن الفاظ کو دی گئی وہ بھی ہندی بھاشا کے ہیں۔ مثلاً تک، آنسو، کو، پاس وغیرہ الفاظ میر و مرزا کے یہاں لگ، انجھو، تئیں یا کون، کنے وغیرہ کی جگہ استعمال ہوئے ہیں۔ سب جانتے ہیں ہندی بولی یا کھڑی بولی سے لیے گئے ہیں۔

ناسخ ایک مظلوم مصلح:

ناسخ کی اصلاحات تقریباً ہر دور کے متروکات پر حاوی ہیں اس لیے ان کو زیادہ جامع سمجھنا چاہیے اور شاید اسی لیے ناسخ کو مصلحین زبان میں اولین درجہ دیا گیا ہے۔ یہ بہرحال پیش نظر رہے جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ناسخ دوسرے مصلحین کی طرح اس کا خاص اہتمام والتزام رکھتے تھے کہ کوئی قدیم متروک غلط نامانوس اور غریب لفظ یا محاورہ ان کے کلام میں راہ نہ پائے اور ان کا کلام زبان و بیان کے لحاظ سے کم سے کم صاف واضح اور شستہ ہو۔

کل متروکات ناسخ ۲۶۱ ہیں:

اس لیے ناسخ نے ان تمام الفاظ ومحاورات کی ایک فہرست تیار کی جو اس عہد کی زبان سے یا یوں کہیے شستہ اور شائستہ زبان سے نکالے جا چکے تھے اور شعر کہتے وقت اس کا خیال رکھا کہ وہ ان الفاظ کو استعمال نہ کریں۔ ان کی اس فہرست میں وہ الفاظ بھی ہیں جو پہلے مصلحین زبان کی اصلاحی کوششوں کے باوجود کسی نہ کسی طرح شعراء کی زبان پر باقی رہ گئے تھے اور وہ الفاظ بھی ہیں جو ہر چند ناسخ سے پہلے رائج تھے لیکن ناسخ کا زمانہ آتے آتے متروک ہو گئے۔ صفیر بلگرامی نے جلوہ خضر میں ان الفاظ ومحاورات کی ایک مکمل فہرست دی ہے۔ یہ ۲۶۱ الفاظ ہیں۔

ناسخ نے صرف چودہ ہندی الفاظ کو ترک کیا:

ناسخ کے متروکات میں صرف ذیل کے الفاظ ہندی کے ہیں۔ نپٹ (بہت)، جگ (دنیا)، سجن (محبوب)، پون (ہوا)، اور (طرف)، ٹک (ذرا)، جون (مثل)، بن (بغیر)، ندن (ہمیشہ)، کھوج (جستجو)، دیا (چراغ)، نت (ہمیشہ)، بستار (شہرت)، تنک (ذرا)، نگر (شہر) سہت (ساتھ)، یہ کل سولہ الفاظ ہیں جن میں دو یعنی جگ اور سجن، میرد

مرزا والی فہرست میں بھی آ چکے ہیں۔ ان دو کو نکال کر ۱۴۱ الفاظ رہ جاتے ہیں جو ناسخ کے متروک الفاظ و محاورات کا تقریباً پانچ فیصدی ہیں۔

ناسخ نے ۲۲ عربی فارسی لفظ متروک کیے:

ناسخ کی اس فہرست میں ذیل کے الفاظ خالص عربی و فارسی کے ہیں جو متروک قرار دیئے گئے۔ نمط، عاقبت، چشم (امید) طرف (طرف داری)، لیک ہمسایگان، ولے، عدو (غیر)، برون، آخرش، زنجیری، پگاہ، وخت، تاک، بآنکہ، بلب حنا، بعض ان محاورات اور ترکیبوں کو بھی اس فہرست میں متروک قرار دیا گیا ہے جو فارسی محاورے کا لفظی ترجمہ ہیں اور اس وقت عام بول چال میں مستعمل نہ تھے۔ مثلاً بے صبح سے تا شام۔ طرح غنچہ۔ سرکو فرولانا (فرود آوردن) خواب لے جانا (خواب بردن) شرح دینا (شرح دادن) قسمے کہ چوں ایندھن۔

ناسخ کے اصول متروکات:

ناسخ کی اصلاحات کو ہندی بھاشا کی عداوت اور فارسی دوستی پر مبنی بتانا اس کے ساتھ انتہائی نامنصفی ہے۔ انھوں نے جہاں ہندی بھاشا کے نامانوس اور اجنبی الفاظ اور ترکیبوں کو متروک قرار دیا وہاں فارسی الفاظ، فارسی ترکیبیں اور فارسی بندشیں بھی اسی طرح نامناسب سمجھ کر چھوڑ دیں۔ صفیر بلگرامی نے ناسخ کی اصطلاحات کے جو اصول شمار کرائے ہیں وہ انہی کے الفاظ میں درج ذیل ہیں:

۱) عروض و قافیہ کے اصول سے وزن شعر درست ہو۔ (۲) معانی و بیان اور فصاحت و بلاغت کے اصول کا لحاظ رہے۔ تنافر، غرابت اور تعقید نہ ہو، (۳) لغات صحت کے ساتھ استعمال کیے جائیں۔ (۴) غیر زبان کے حروف دبنے نہ پائیں، (۵) قافیہ کے اصول سب برتے جائیں، (۶) بندش چست ہو الفاظ زائد، حشو و بلا ضرورت نہ آنے پائیں، (۷) جتنے کم الفاظ میں مطلب ادا ہو سکے اتنی ہی فصاحت و بلاغت کے اصول کی پابندی ہوگی، (۸)

ذم وابتذال کا پہلو شعر میں نہ نکلنے پائے۔

ناسخ کے اصولوں سے استنباط:

لسانیات کے اعتبار سے ناسخ کی اصلاحات بہت اہم ہیں۔ ان سے ناسخ کے لسانی تبحر اور صلاح کا اظہار ہوتا ہے۔ میں چند اصول استنباط کر کے ذیل میں دے رہا ہوں:

۱) اس سے پہلے مؤنث کے لیے فعل کو ''ان'' کے لاحقے سے جمع بنایا جاتا تھا۔ مثلاً گھٹائیں چھائیں، ندیاں بہتیاں ہیں۔ ناسخ نے اسے متروک قرار دیا۔

۲) فارسی کی طرح اسم کی جمع ''ان'' کے اضافے سے بنتی تھی، مثلاً سرخرویاں، ہوا خواہاں...... خواریاں وغیرہ ناسخ نے ''دن'' سے جمع بنائی۔ مثلاً ہمسایگان سے ہمسایوں۔

۳) اکثر ''نے، کو، پر'' وغیرہ حروف ترک کر دیے جاتے تھے۔ ناسخ نے اسے جائز قرار دیا۔ مثلاً ہم خواب دیکھا، دار کھینچا، میں کہا، آنے کہا تھا کو ہم نے خواب دیکھا، دار پر کھینچنا، میں نے کہا، آنے کو کہا تھا۔ لکھا۔

۴) مضارع پر ''ہے'' بڑھا کر فعل حالیہ بنالیا جاتا تھا۔ مثلاً پھرے ہے، اٹھے ہے، رہے ہے، چھپے ہے، کرے ہے، جائے ہے، ناسخ نے تا ہے، بڑھا کر فعل حال بنایا۔ مثلاً پھرتا ہے، اٹھتا ہے، رہتا ہے، چھپتا ہے، کرتا ہے، جاتا ہے وغیرہ۔

۵) ماضی معطوفہ اور امر میں کوئی فرق نہ تھا۔ ناسخ نے امر پر ''کر'' بڑھا کر ماضی معطوفہ بنائی مثلاً لگا سے لگا کر، دیکھ سے دیکھ کر، چھوڑ سے چھوڑ کر وغیرہ۔

۶) اکثر الفاظ اس طرح کھینچ کر بولے جاتے تھے کہ اشباع سے واؤ، یا اور الف پیدا ہو جاتے تھے۔ ناسخ نے ان میں تخفیف کی۔ مثلاً اودھر، ایدھر، اوس، لوہو، ماٹی، جاگا اور لاگا کو، ادھر، ادھر، اس، لہو، مٹی، جگہ، لگا، استعمال کیا۔

۷) اس کے مقابلے میں کچھ الفاظ بے قاعدہ طور پر مخفف کر لیے گئے تھے، ان کو درست کیا۔ مثلاً دیوانہ سے دوانہ، پیالہ سے پالہ، بیچارے سے بچارہ، اوپر سے اپر، ہوجیو سے ہوجو۔

۸)	کرنا مصدر سے امر کریو اور کرے کے بجائے کیجیو اور کیجیے بنایا۔

۹)	تجھ اور مجھ اضافی حالت میں بھی استعمال ہوتے تھے۔ مثلاً تجھ گھر اور مجھ پاس۔ ان کی جگہ میرا اور تیرا استعمال کیا۔

۱۰)	''نے'' علامت فاعل سے پہلے ''س'' کو ''ن'' سے مدغم کر دیا جاتا تھا۔ مثلاً اس نے کو ان نے، کس نے کو کنے، جس نے کو جنے بولا جاتا تھا۔ ناسخ نے اس کی اصلاح کی۔

۱۱)	فارسی اور عربی الفاظ جو غلط استعمال ہوتے تھے مثلاً متحرک کو ساکن یا ساکن کو متحرک، مخفف کو مشدد یا مشدد کو مخفف کر دیا جاتا تھا یا کسی لفظ کو دبا کر گرا دیا جاتا تھا ان کی تصحیح کی۔ طرف کو طرَف، نشہ کو نشّہ، ودا کو وداع۔

۱۲)	کچھ ہندی زبان کے امر ایسے تھے جن کے آخر میں ایک واؤ کا اضافہ کر دیا گیا تھا۔ مثلاً ہووے، دیوے، جاوے۔ ان کو ہوئے، دے اور جائے بولا اور لکھا۔

۱۳)	ناسخ سے پہلے کچھ حروف و کلمات دکن و گجرات کے لہجے میں استعمال ہوتے تھے، ناسخ کے عہد میں زبان کی خراد پر چڑھ کر سڈول ہو گئے تھے۔ ناسخ نے انھیں اپنے عہد کے لہجے کے مطابق استعمال کیا۔ مثلاً اگو کو آگے، تین کو تو، ستی یا سیتی کو سے، کسو کو کسی، کبھو یا کدھی کو کبھی، جد کو جب، تد کو تب، تسپر کو اس پر۔

۱۴)	کچھ الفاظ سرے سے متروک اور غیر فصیح قرار دے کر چھوڑ دیے۔ مثلاً جوں (مثل)، تئیں (کو)، بیچ (میں)، تک (ذرا)، تنک (ذرا)، نمط (طرح)، دیا (چراغ)، دارو (دوا)، پگاہ (سحر)، کھوج (نشان)، نپٹ (بہت)، بن یا باج (بغیر)، جگ (دنیا)، ندان (ہمیشہ)، بستار (شہرہ)، میاں (صاحب)، نگر (شہر)، عدو (غیر)، کنے (پاس)، ڈھب (طرح)، لگن (محبت)، عاقبت (آخر)۔

یہ اصول صفیر بلگرامی کی فہرست متروکات کو سامنے رکھ کر وضع کیے گئے ہیں اور غالباً اب وہ اتنے جامع ہیں کہ اس فہرست کا کوئی لفظ، محاورہ، ترکیب یا بندش نہیں جو ان اصولوں

میں سے کسی نہ کسی کے تحت نہ آ گئی ہو۔ ان میں پہلے تیرہ اصول متروکات کی دوسری اور تیسری قسم میں شامل ہیں۔ ان کا تعلق خود ہماری زبان کے تصریفی قاعدوں اور نحوی ترکیبوں سے ہے۔ کچھ لاحقے ترک کر دیئے گئے ہیں اور ان کی جگہ زبان ہی کے ذخیرے سے دوسرے لاحقے لے لیے گئے ہیں۔ کچھ الفاظ بدلی ہوئی صورت میں استعمال ہوئے ہیں۔ کچھ میں محض حرکت کا تغیر ہوا ہے کچھ میں تخفیف کی گئی ہے۔ کہیں دو مختلف شکلوں یا حالتوں میں سے ایک شکل یا حالت اختیار کر لی گئی ہے۔ سب سے آخری اصول کا تعلق بیک وقت پہلی اور چوتھی قسم دونوں سے ہے۔ اس میں کچھ الفاظ سرے سے متروک ہیں، جیسے تیئں، بستار، ندان، تنک، کنے وغیرہ۔ جن کا اردو ہی نہیں بلکہ موجودہ ہندی میں بھی استعمال نہیں اور کچھ ایسے ہیں جو فصیح اور شستہ زبان میں استعمال نہیں ہوتے یا یوں کہیے کہ غزل جیسی نازک اور لطیف صنف میں ان کی گنجائش نہیں، عامیانہ زبان اور اردو ادب کی دوسری اصناف میں ان کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔

ناسخ نے غزل کی زبان کی اصلاح کی:

غزل کا مزاج ہی کچھ ایسا ہے کہ وہ ثقیل الفاظ و اوراد ق ترکیبوں کی متحمل نہیں ہوتی وہ الفاظ ہندی کے ہوں یا فارسی کے۔ چنانچہ مذکورہ بالا فہرست میں ہندی کے قدیم ثقیل الفاظ کے پہلو بہ پہلو فارسی کے دشوار اور ناہموار الفاظ محاورے بھی ہیں۔ اس اصلاح کو غزل اور اس کی زبان کی اصلاح کہنا چاہیے جن اصحاب نے اس کو اردو زبان کی اصلاح کہا انھوں نے ہندی کے قدیم الفاظ اور فارسی کی ناہموار ترکیبوں تک سہل انگاری سے کام لیا ہے۔

ناسخ کی تحریک ہندی دشمن نہیں تھی:

خصوصیت کے ساتھ ناسخ کی اصلاح کا تعلق جس تحریک سے ہے اسے کسی طرح بھی ہندی دشمنی پر مبنی نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ اس اصلاح کا سلسلہ اردو ادب میں انشاء اور مصحفی کی اصلاحات سے ملتا ہے۔ میر حسن سے پہلے غزل کی زبان تو کافی منجھ چکی تھی مگر مثنوی کی زبان

میں بدستور ناہمواری پائی جاتی تھی۔ اس وقت تک اس کا کوئی معیار قائم نہ ہوا تھا۔ اس میں ہندی الفاظ کے ساتھ ساتھ فارسی کی دشوار ترکیبیں بھی ہوتی تھیں۔ مولانا حالی کو بھی اس کا اعتراف ہے۔ انھوں نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے۔ میر کے زمانے میں اگر چہ غزل کی زبان بہت منجھ گئی تھی مگر مثنوی کی زبان صاف ہونے تک ابھی بہت زمانہ درکار تھا۔ اسی لیے میر کی مثنویوں میں فارسی ترکیبیں فارسی محاوروں کے ترجمے اور ایسے فارسی الفاظ جن کی اب اردو زبان متحمل نہیں ہوتی اس انداز سے جو آج کل فصیح اردو کا معیار ہے بلاشبہ کسی قدر زیادہ پائے جاتے ہیں۔ نیز اردو زبان کے بہت سے الفاظ جو اب متروک ہو گئے ہیں میر کی مثنوی میں موجود ہیں''۔ مثنوی کی زبان صاف کرنے کا سہرا میر حسن کے سر ہے۔ میر حسن نے زبان و بیان کے لحاظ سے مثنوی کا ایک اچھا اور اعلیٰ معیار قائم کیا۔ لکھنؤ دبستان کا قیام کسی اور حیثیت سے نہ سہی زبان و بیان کے لحاظ سے اردو کی تاریخ کا ایک شاندار واقعہ ہے۔ اس دور میں زبان کو نکھار کر اور طرز بیان کو سنوار کر ادب کا ایک ایسا پاکیزہ معیار قائم کر دیا گیا جس کی مثال پیش کرنا دشوار ہے۔ صاحب شعر الہند نے لکھا ہے'' بایں ہمہ اس دور سے اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ اردو زبان قدیم ثقیل الفاظ اور فارسی کی ترکیبوں سے آزاد ہو کر نہایت شستہ صاف اور مقبول عام ہو گئی اور زبان کی اسی شستگی اور پاکیزگی نے اس دور میں مثنوی کا ایک بہترین نمونہ قائم کر دیا''۔[٦٦]

متروکات سے متعلق کتب:

اردو زبان میں متروکات کے موضوع پر تحقیقی کام کی اشد ضرورت ہے۔ متروکات اور اس سے متعلق مباحث، مثلاً علم معانی، بیان، فصاحت، بلاغت، غیر فصیح، املاء، تلفظ وغیرہ پر بہت کچھ لکھا گیا لیکن یہ سب اجزاء منتشر ہیں اور انھیں جمع کرنا ضروری ہے۔ متروکات اور اس کے متعلقات کے ضمن میں اردو، فارسی، انگریزی کتابوں کی ایک مختصر فہرست ذیل میں دی جا رہی ہے تاکہ محققین کو تحقیق میں دشواری نہ ہو۔ ان کتب کے مطالعے کے بغیر متروکات

کی تاریخ نہیں لکھی جاسکتی۔ ان میں سے بعض کتابیں متروکات کے موضوع سے براہ راست تعلق رکھتی ہیں، بعض کتابوں کا اس موضوع سے بلواسطہ تعلق ہے، بعض کتابوں میں متروکات کے مباحث ضمناً آ گئے ہیں، بعض کتابوں میں متروکات کے ضمن میں ایک آدھ صفحہ یا ایک آدھ نکتہ تحریر کیا گیا ہے۔ مگر یہ تمام نکات نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔

بعض کتابوں میں متروک الفاظ کی فہرستیں مل جاتی ہیں، بعض کتابوں کے بین السطور میں متروکات سے متعلق بعض نادر نکتے مل جاتے ہیں، بعض کتابوں میں عربی فارسی کا کوئی لفظ نہیں آیا اور خالص ہندوستانی زبان کا نمونہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی۔ ایسی کتابوں کے مطالعے سے حاتم اور ناسخ کی اصلاحات کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اگر اردو سے عربی فارسی الفاظ خارج کر دیئے جائیں تو اردو زبان ایک ایسی عورت کی شکل اختیار کرلے گی جو ''فارغ البال'' ہو۔ زلفوں کے بغیر کسی نسائی چہرے کا تصور کتنا مضحکہ خیز ہوگا۔ اس کا اندازہ ان کتابوں کے مطالعے سے کیا جاسکتا ہے۔ بعض کتابیں کوشش کے باوجود دستیاب نہ ہوسکیں لیکن ان کے حوالے بعض قدیم کتابوں سے مل گئے لہٰذا ان کو بھی اس فہرست میں شامل کرلیا گیا۔ بعض کتابوں کے حوالے چھوڑ دیے گئے جو ہمیں نہیں مل سکیں لیکن ان کے حوالے بعض ایسی کتابوں میں درج ہیں جن تک رسائی بہت آسان ہے مثلاً لغات روزمرہ وغیرہ۔

☆ دافع الاغلاط [۱۷۰۸ء]، ☆ نوادر الالفاظ [۱۷۴۶ء]، ☆ عطیہ کبریٰ [سراج الدین آرزو]، ☆ موہبت عظمیٰ [سراج الدین آرزو]، ☆ نہر الفصاحت [مرزا قتیل]، ☆ چار شربت [مرزا قتیل]، ☆ نکات الشعراء [میر تقی میر]، ☆ دیباچہ دیوان زادہ [۱۷۵۵ء]، ☆ دیباچہ مثنوی گلزار عشق [۱۷۹۴ء]، ☆ دریائے لطافت [۱۸۰۷ء]، ☆ رانی کیتکی کی کہانی [انشاء]، ☆ سلک گوہر [انشاء]، ☆ دستور الفصاحت [۱۸۱۵ء]، ☆ حدائق البلاغت [مولوی شمس الدین]، ☆ قول فیصل [امام بخش صہبائی]، ☆ نفائس اللغات

[۱۸۳۷ء]، ☆نفس اللغہ [اول] [میر اوسط رشک]، ☆تلخیص معلٰی ڈپٹی کلب حسین نادر [۱۸۴۰ء]، ☆ریاض الفصحاء [مصحفی]، ☆ قاطع برہان [۱۸۶۲ء]، ☆ قاطع القاطع [بٹالوی]، ☆محرک قاطع [سعادت علی]، ☆ساطع برہان [رحیم بیگ]، ☆معرکہ برہان [احمد علی]، ☆دافع ہذیان [مولوی نجف علی]، ☆لطائف غیبی [سیف الحق]، ☆نامہ غالب رتیغ تیز [غالب]، ☆درفش کاویانی [۱۸۶۵ء]، ☆منتخب النفائس [۱۸۷۳ء]، ☆ڈاکٹر فیلن کی لغت [۱۸۷۹ء]، ☆رسالہ افادات [۱۸۸۰ء]، ☆پلیٹس کی لغت [۱۸۸۴ء]، ☆حل غوامض [۱۸۸۵ء]، ☆مخزن المحاورات [۱۸۸۶ء]، ☆ہابسن جانسن کی لغت [۱۸۸۶ء]، ☆سرمایہ زبان اردو [۱۸۸۶ء]، ☆مفید الشعراء [جلال لکھنوی]، ☆اصلاح مع ایضاح شرح اصلاح [۱۸۸۷ء]، ☆محاورات ہند [۱۸۹۰ء]، ☆دستور الفصحاء [۱۸۹۷ء]، ☆آب حیات [محمد حسین آزاد]، ☆دستور الشعراء [۱۹۱۲ء]، ☆تصحیح الدستور [۱۹۱۶ء]، ☆ تذکرہ جلوہ خضر [صفیر بلگرامی]، ☆اصلاح زبان اردو [۱۹۱۹ء]، ☆زبان دانی [عشرت لکھنوی]، ☆ معیار فصاحت [۱۹۱۹ء]، ☆ قرار المحاورات و قرار المتروکات [۱۹۱۹ء]، ☆ معیار البلاغت [۱۹۲۰ء]، ☆تسہیل البلاغت مرزا محمد سجاد بیگ دہلوی، [۱۹۲۱ء]، ☆نور اللغات دیباچہ [۱۹۲۴ء]، ☆متروکات سخن [۱۹۲۵ء]، ☆بحر الفصاحت [۱۹۲۶ء]، ☆ محاورات نسواں و خاص بیگمات کی زبان [۱۹۳۰ء]، ☆بازاری زبان اور اصطلاحات پیشہ وراں [۱۹۳۰ء]، ☆غلط العوام و متروک الکلام [۱۹۳۰ء]، ☆منیر البیان و تحقیق اللسان [۱۹۳۰ء]، ☆زبان دانی [۱۹۳۰ء]، ☆نظام اردو [آرزو لکھنوی]، ☆سریلی بانسر آرزو لکھنوی، ☆ افادات سلیم، [وحید الدین سلیم)، ☆نقوش سلیمانی، [۱۹۳۹ء]، ☆تنقیدات عبدالحق [۱۹۳۴]، ☆ منشورات [۱۹۴۷ء]، ☆ کیفیہ [۱۹۷۵ء]، ☆دلی کا دبستان شاعری [۱۹۴۹ء]، ☆ہندوستانی لسانیات [۱۹۶۰ء]، ☆لسانی مسائل [۱۹۶۳ء]، ☆برصغیر میں اسلامی کلچر [۱۹۶۶ء]، ☆نکتہ راز [۱۹۷۰ء]،

☆نقدمتروکات نقوش ادبی معرکہ جلداول[۱۹۸۱ء]، ☆اردو ادب کی تحریکیں [۱۹۸۵ء]، ☆اردو کے خوابیدہ الفاظ [اشفاق احمد]، ☆فرہنگ اثر [۱۹۸۷ء]، ☆لسانی مقالات [۱۹۸۷ء]، ☆اصلاحات شعر[۱۹۹۰ء]، ☆ادبی معرکے [۱۹۹۴ء]، ☆لکھنؤ کا دبستان شاعری[۲۰۰۲ء]، ☆لغات روزمرہ[۲۰۰۲ء]، ☆متروکات کی لغت جلداول جریدہ شمارہ ۲۵، [۲۰۰۴ء]، ☆متروکات کی لغت جلد دوم جریدہ شمارہ ۲۶، [۲۰۰۴ء]۔

کتابوں کی اس فہرست میں متروکات کے حوالے سے نوادر الالفاظ، دیباچہ دیوان زادہ، تذکرہ جلوہ خضر، نفس اللغہ، تلخیص معلیٰ، نکات الشعراء، دستور الفصحاء، دستور الشعراء، تصحیح الدستور، تسہیل البلاغت، اصلاح زبان اردو، معیار فصاحت، قرار المحاورات، رسالہ افادات، حل غوامض، آب حیات، متروکات سخن، تسہیل البلاغت، دیباچہ نور اللغات، غلط العوام و متروکات الکلام، نقوش سلیمانی، افادات سلیم، منشورات، نظام اردو، کیفیہ، منشورات، ہندوستانی لسانیات، قاموس الاغلاط، لسانی مسائل، نکتہ راز، برصغیر میں اسلامی کلچر، فرہنگ اثر، جریدہ[۲۵] متروکات کی جلد اول، جریدہ[۲۶] متروکات کی جلد دوم وغیرہ کا مطالعہ متروکات کے موضوع پر کام کرنے والے محققین کے لیے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

شاہ ظہورالدین حاتم نے مقدمہ ''دیوان زادہ'' میں متروکات کے دو اصول بیان کیے ہیں اور متروکات کی مختصر فہرست بھی مرتب کی ہے۔ حاتم کے اصولوں کا ہندی دشمنی سے کوئی تعلق نہیں۔ ناسخ کے شاگرد میر اوسط علی رشک نے نفس اللغہ میں بعض نکات بیان کیے ہیں۔ صفیر بلگرامی نے ''تذکرہ جلوخضر'' میں ناسخ کے آٹھ اصول متروکات اور متروکات کی فہرست دی ہے۔ ''تلخیص معلیٰ'' متروکات کے موضوع پر عمدہ تحقیقی کاوش ہے۔ صفیر اور نادر نے ناسخ کے متروکات پر بہت عمدہ کام کیا ہے۔ متروکات کے ضمن میں آزاد کی ''آب حیات'' کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ آزاد نے اردو زبان کو پانچ ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ اس

تقسیم کے بعد آزاد نے پہلے دور کے متروکات، دوسرے دور کے متروکات، تیسرے دور کے متروکات، چوتھے دور کے متروکات اور پانچویں دور کے متروکات کی فہرست درج کر دی ہے۔ پانچواں دور میرانیس پر اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔ ان ادوار کی فہرست کے مطالعے سے قاری متروکات کی فہرست سے آگاہ ہو جاتا ہے لیکن فلسفہ متروکات سے ناواقف رہتا ہے۔ حسرت نے ''متروکات سخن'' میں متروکات پر عمدہ امثال جمع کی ہیں اور آب حیات کی طرز پر متروکات سخن کے ذیل میں پانچ فصلیں قائم کی ہیں۔ متروکات قدیم، متروکات معروف، متروکات جائز، متروکات بے جاء، قابل ترک بعض نکات بیان کیے ہیں۔

آرزو لکھنوی نے نظام اردو اور خورشید لکھنوی نے ''رسالہ افادات'' میں متروکات کے بعض اہم اصول بیان کیے ہیں۔ فرہنگ اثر عمدہ کاوش ہے جس میں نور اللغات کے حوالے سے متروکات کے مباحث موجود ہیں۔

پنڈت کیفی نے منشورات میں ''متروکات'' کے موضوع پر بہت عمدہ بحث کی ہے اور سلیمان ندوی، ڈاکٹر زور، مولوی عبدالحق، شوکت سبزواری، عزیز احمد نے متروکات سے متعلق بعض نادر مباحث پر گفتگو کی ہے۔

متروکات اور لغات:

اردو زبان میں متروکات کی بحث کا تعلق لغات اور لغات نویسوں کے حوالے سے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ سولہویں صدی کے اواخر سے اس موضوع پر باقاعدہ تنقید کا کام شروع ہو گیا تھا۔ سراج الدین خان آرزو کی ''نوادر الالفاظ'' ۱۱۶۵ھ میں شائع ہوئی جس میں غرائب اللغات مولفہ میر عبدالواسع ہانسوی کی اغلاط کی نشان دہی کی گئی تھی۔ اردو میں فرہنگ نویسی کا باقاعدہ آغاز عہد عالمگیری سے ہوتا ہے چنانچہ اردو کا قدیم ترین لغت اسی زمانے میں لکھا گیا۔ سراج الدین آرزو ماہر لسانیات و ادبیات اور فارسی شاعر تھے۔ ان کے شاگردوں میں مرزا مظہر جان جانان، رفیع سودا اور میر تقی میر جیسے اکابرین شامل تھے جنھوں

نے اردو زبان کے فروغ و ارتقاء میں مجتہدانہ کارنامے انجام دیئے۔ ولیم جونس سے پہلے سراج الدین خان آرزو نے تاریخ لسانیات میں سب سے پہلے فارسی اور سنسکرت میں گہری مماثلت کی نشاندہی کی۔[۶۷] اس کے بعد ولیم جونس نے فارسی سنسکرت مماثلت کا ذکر کیا اور سنسکرت کو تاریخ لسانیات میں کلیدی اہمیت حاصل ہوگئی۔ آرزو نے اردو زبان میں تقریباً ۱۲۷ اشعار کہے۔[۶۸] ان میں سے نو اشعار محمد حسین آزاد نے آب حیات میں درج کیے ہیں۔[۶۹] خان آرزو کا ایقان تھا کہ مستقبل میں فارسی کے بجائے ریختہ ہی اس ملک کی زبان بننے والی ہے چنانچہ انھوں نے فارسی سے توجہ ہٹا کر اردو کو متمول بنانے پر توجہ دینا شروع کی اور کئی شعراء کو فارسی کے بجائے اردو میں شعر کہنے پر مائل کیا۔[۷۰] دہلی کے عوام ایک مخلوط زبان بانگڑ و بولتے تھے۔ خان آرزو نے اصلاح زبان کے سلسلے میں سب سے پہلے انہی الفاظ کی فصاحت اور عدم فصاحت کی طرف توجہ کی اور اردو کے ابتدائی لہجے اور تلفظ کو متعین کرنے اور ٹکسالی اردو کو مشتہر کرنے میں موسس اور واضع اول کا کام کیا۔ اصلاح زبان کی باقی سب کوششیں اس کے بعد کی ہیں۔[۷۱] فارسی زبان کے زبردست عالم اور لغت نویس ہونے کے باوجود آرزو نے اردو شعراء میں اعتماد پیدا کر کے ریختہ میں بطرز فارسی شعر کہنے پر مائل کیا۔ خان آروز اصلاح زبان کی تحریک کے معماروں میں شامل ہو گئے۔ ان کی کتاب ''نوادر الالفاظ'' کو تاریخ زبان اردو میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ کیونکہ آرزو نے نہ صرف ''غرائب اللغات'' کی تصحیح کی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اردو میں مستعمل عربی، فارسی، ترکی، سنسکرت اور دکنی زبانوں کے الفاظ بھی لغت میں داخل کئے اور ان کے تقابلی محاکمہ بھی کیا جس کے باعث اس عہد میں زبان کو درپیش مشکلات، تغیرات، تبدیلیوں اور لفظ معنی اور محاورے کے استعمالات کی مختصر مگر جامع لغت مرتب ہوگئی۔[۷۲]

اردو کا ذخیرہ الفاظ:

انھوں نے تلفظ و املا کو بھی پیش نظر رکھا اور عوامی تلفظ کے بجائے اہل زبان کے تلفظ

کو بنیاد بنایا زبان خواص کو معیار قرار دیا جس سے عوامی تلفظ متروک قرار پایا اور لفظوں کی اصل صورت ادیبوں اور شعراء کے سامنے آئی جس کے باعث ''اغلاط عام'' متروکات بن گئے اور زبان خالص کا چہرہ نمایاں ہوگیا۔ نوادر الالفاظ بارہویں صدی ہجری میں اردو زبان کے ذخیرہ الفاظ سے بحث کرتی ہے۔ یہ جزوی ذخیرہ الفاظ ۱۶۰۰ الفاظ پر مشتمل تھا۔ ۱۸۴۵ء میں ''منتخب النفائس'' میں پانچ ہزار الفاظ کا ذخیرہ جمع کیا گیا، ۱۸۸۵ء میں فرہنگ آصفیہ مرتب ہوئی جس کا ذخیرہ الفاظ ومحاورات ساٹھ ہزار تھا۔ امیر اللغات ۱۸۹۱ء میں طبع ہوئی بقیہ ۱۲ جلدیں غیر مطبوعہ رام پور میں محفوظ ہیں جن کا ذخیرہ الفاظ ومحاورات تین لاکھ کے قریب ہے۔ انیسویں صدی میں ''نوراللغات'' ۶۵ ہزار الفاظ پر مشتمل تھی اس کے بعد راجہ راجیشور راؤ اصغر کی ۵۵ جلدوں پر مشتمل لغت ''قاموس الہند'' میں سوا تین لاکھ الفاظ کا ذخیرہ جمع کیا گیا اور اردو لغت بورڈ کے پاس محفوظ ذخیرہ الفاظ چودہ لاکھ سے تجاوز کر چکا ہے۔ [۷۳] ''نوادر الالفاظ'' کے جزوی ذخیرہ الفاظ سے لے کر اردو لغت تاریخی اصول پر'' تین سو برس کے عرصے میں چودہ لاکھ الفاظ کا سفر ایک تاریخی سفر ہے اور زبانوں کی تاریخ میں ایسے برق رفتار سفر کی مثالیں بہت کم ملیں گی۔

ٹکسالی اردو کی فرہنگ:

۱۸۷۹ء میں لندن سے فوربس کی لغت ''اے ڈکشنری انگلش اینڈ ھندوستانی اکمپنیڈ بائی اے ریورسڈ ڈکشنری آف انگلش اینڈ ھندوستانی'' شائع ہوئی۔ [۷۴] اس میں پندرہ ہزار الفاظ شامل تھے۔ دلی کے گلی کوچوں میں بولی جانے والی ٹکسالی اردو کی فرہنگ فوربس نے ۱۸۷۳ء میں لندن سے شائع کی۔ یہ فرہنگ جو متروکات کے ضمن میں رہنمائی کرتی ہے۔ ۱۲۵ صفحات پر مشتمل تھی اور فوربس کی زیر نگرانی لندن سے شائع ہونے والی ''باغ و بہار'' کی اشاعت چہارم کے ضمیمے کے طور پر شامل کی گئی تھی۔

فیلن کے متروکات:

ڈاکٹر فیلن کی لغت ''اے نیو انگلش ہندوستانی ڈکشنری ۱۸۷۹ء میں لندن سے

شائع ہوئی۔[۷۵] اس لغت کی تیاری میں سید احمد دہلوی بھی فیلن کے معاون تھے اور اس مشق اور مہارت کے باعث انھوں نے فرہنگ آصفیہ مدون کی۔ محققین کے نزدیک دونوں لغات کی خصوصیت محاورات و امثال کی کثرت اور ادبی اصطلاحات کا فقدان ہے فیلن نے اپنی لغت مرتب کرتے ہوئے اردو ہندی کے بیشتر مستعمل الفاظ کو متروکات قرار دے کر خارج کر دیا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ متروک الفاظ علمیت کے مظہر ہیں جس کے باعث طلباء اس لغت سے کما حقہ استفادہ نہیں کر سکتے لیکن فیلن کی لغت کی خاص بات یہ ہے کہ اس نے غالبًا پہلی مرتبہ ناخواندہ اور دیہی عوام کی زبان میں مستعمل الفاظ، محاورے امثال و اصطلاحات کو جمع کیا۔

فیلن کا فلسفہ متروکات:

فیلن نے لغت کے آغاز میں بتایا ہے کہ اس نے ٹھیٹھ مادری زبان کے لفظوں کو منتخب کیا ہے۔ بعض لسانیاتی محققین کے نزدیک ترک و اخذ کا یہ سلسلہ فیلن کے اس تصور فطرت کے مطابق تھا کہ دیہی علاقوں میں آباد لوگ فطرت سے قریب تر ہوتے ہیں فطری زندگی بسر کرتے ہیں لہٰذا ان کی زبان، ان کا ادب، ان کی گفتگو فطری ہوتی ہے اور ملاوٹ تصنع، بناوٹ، اختلاط اور دخیل الفاظ سے پاک ہوتی ہے لہٰذا خالص ہندوستانی زبان اور لغت محض وہی زبان و بیان ہے جو دیہی علاقوں میں آباد دیہاتیوں کی نوک زباں ہے۔ فیلن کے دلائل سے انکار کی گنجائش کم ہے لیکن لغات مرتب کرتے وقت اس قسم کی شرائط زبان کے فطری ارتقاء و تشکیل کے عمل کو نظر انداز کرنے کے مترادف ہے اگر فیلن علمیت پر مبنی اردو ہندی کے الفاظ کو متروکات کی حیثیت سے ہی ضمیمے کے طور پر فرہنگ میں شامل کر دیتے تو اردو زبان کے بہت سے الفاظ محفوظ رہ جاتے۔ ''ابتذال'' جیسا لفظ فیلن اور سید احمد نے متروک قرار دے کر لغت سے خارج کر دیا۔ جان ٹی پلیٹس نے ''اے ڈکشنری آف اردو کلاسیکل ہندی اینڈ انگلش''[۷٦] میں فیلن کی لغت پر اعتراض کرتے ہوئے

پیش لفظ میں اپنا موقف بیان کیا ہے۔ پلیٹس کی لغت ۱۸۸۴ء میں لندن سے شائع ہوئی تو اس کا انداز شیسکپیئر کی لغت کے مطابق تھا۔ پلیٹس نے اپنی لغت میں دیہی اور شہری الفاظ کی تفریق کو برقرار نہیں رکھا اور خواص کی زبان کے ساتھ ساتھ عوامی زبان اور غیر کتابی الفاظ کو بھی لغت میں جگہ دی اس طرح پلیٹس نے فیلن کے متروک الفاظ کے ساتھ ساتھ زبان عامیانہ اور غیر ادبی زبان و بیان کے الفاظ کو بھی لغت میل شامل کر کے اس کی جامعیت میں اضافہ کر دیا۔

لسانیات کی بحثوں میں عموماً کرنل لو اور آرتھر کوک کی لغت کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ ۱۸۸۶ء میں لندن سے شائع ہونے والی یہ لغت ''اے گلوسری آف اینگلو انڈین کلو کیئل ورڈز اینڈ فریزز اینڈ آف کنڈرڈ فرمس ایٹی ملوجیکل ہسٹاریکل جیو گرافیکل ڈس کرسیو'' [۷۷] نہایت نادر اور عمدہ لغت ہے۔ افسوس ہے کہ پاکستان میں اس لغت کی اشاعت کو دانستہ نظر انداز کر دیا گیا جب کہ ہندوستان میں یہ لغت ۱۹۹۴ء میں نہایت اہتمام سے شائع کی گئی ہے۔ مرتبین لغت نے انگریزی کے کئی الفاظ کا ماخذ عربی، فارسی، اردو اور جنوبی ہند کی زبانوں کو قرار دیا ہے۔ اس طرح یورپی زبانوں سے جو الفاظ اردو میں دخیل ہوئے ان کی تفصیل بھی مہیا کی گئی ہے اور اس ضمن میں روزمرہ، عوامی زبان و الفاظ کو سمیٹ کر الفاظ کی تشکیل کے ضمن میں تمام ادبی تاریخی جغرافیائی معلومات اکٹھی کی گئیں ہیں جو لفظوں کے سفر کی تاریخ کا مختصر دائرۃ المعارف ہے۔ یہ لغت بتاتا ہے کہ ایک لفظ کس طرح رنگ و لہجہ بدل کر دوسری زبان میں دخیل ہو کر مختلف زمانوں، زبانوں اور تہذیبوں سے گھل مل کر کس طرح اپنا وجود برنگ دگر نہ صرف برقرار رکھتا ہے بلکہ ایک نئی آب و تاب حاصل کر کے اصل زبان میں نامعلوم، فراموش شدہ قرار پا کر دوسری زبان میں اسی زبان کا لفظ دکھائی دیتا ہے۔

اس لغات کی مدد سے ہم ترک و اخذ الفاظ کی تاریخ سے واقف ہو جاتے ہیں اور لفظوں

کی صورت گری کے لیے نئے پیرہن تلاش کر سکتے ہیں۔ یہ لغات سلیقہ سکھاتی ہے کہ اجنبی غیر نامانوس لفظ زبان کے ٹکسال میں ڈھال کر کیسے مانوس اور مقبول بنائے جا سکتے ہیں۔

غالب اور متروکات:

متروکات کی بحث کے ضمن میں ایک دلچسپ پہلو لغت کی اہم کتاب ''برہان قاطع'' کی تالیف اور اس پر تنقیدات کا سلسلہ ہے۔ ''برہان قاطع'' عبداللہ قطب شاہ کے عہد اقتدار میں محمد حسین تبریزی نے تالیف کی اور غالب کے عہد تک اس لغت کو استناد کا درجہ حاصل تھا اور اس پر نقد ونظر کو برداشت نہیں کیا جاتا تھا۔ محققین نے ''برہان قاطع'' کو گولکنڈہ کے مسلمانوں کی تحریف شدہ فارسی کے الفاظ پر مبنی لغت قرار دیا ہے جس میں دکن کے ہندی الفاظ، تلنگانہ کے تلنگی فارسی الفاظ کو ادبی فارسی کے طور پر شامل کر لیا گیا تھا۔ اس لغت کی زبان نہ تو خالص فارسی تھی نہ سبک ہندی بلکہ جنوب میں بولی جانے والی زبانوں اور فارسی کے آمیختے سے وجود پذیر ہونے والی ایک محرف زبان کا نمونہ تھی۔ حیرت انگیز طور پر یہ لغت ہندوستان کے تمام علمی وادبی حلقوں میں مستعمل تھی اور حوالے کے طور پر استعمال کی جاتی تھی اور اسے درسی اور نصابی لغت کی حیثیت بھی حاصل تھی۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگاموں میں فرصت میسر آئی تو غالب نے ''برہان قاطع'' کا گہرا ناقدانہ جائزہ لیا۔ (یادگار غالب الطاف حسین حالی) اور ۹۸ صفحات پر مشتمل کتاب ''قاطع برہان'' (لکھنؤ نول کشور ۱۸۶۲ء) طبع کرائی جس میں قاطع کی اغلاط کی تصحیح کی گئی تھی۔ ہندوستان میں شدید ردعمل ہوا، قاطع برہان کے جواب میں مولوی امین الدین بٹالوی، مولوی سعادت علی، مرزا رحیم بیگ، مولوی احمد علی کی تصانیف قاطع القاطع، محرک قاطع، ساطع برہان، معرکہ برہان لکھی گئیں جواب الجواب میں غالب کے طرف داروں نے دافع ہذیان (مولوی تحف علی)، لطائف غیبی (سیف الحق) وغیرہ لکھیں۔ غالب نے ''نامہ غالب'' اور ''تیغ تیز'' کی صورت میں جوابات دیئے اور تنقید و تحقیق کے سلسلے کو جاری وساری رکھا جس کا نتیجہ ''درفش کاویانی'' کی صورت میں سامنے آیا۔

یہ کتاب دسمبر ۱۸۶۵ء میں اکمل مطابع دہلی سے شائع ہوئی۔ صفحات کی تعداد ۱۵۴ ہے۔
متروکات اور لغات کے ذیل میں ان تاریخی مباحث کے بین السطور میں متروکات سے متعلق بعض نکتے اہل تحقیق کو مل سکتے ہیں۔

اردو زبان کا مزاج

اردو کی یہ خاصیت رہی ہے کہ وہ لہجے کے اعتبار سے سخت لفظوں کو نرم اور قابل آسان ادائیگی والا بنا دیتی ہے۔ ذیل میں ایسے الفاظ دیے گئے ہیں جو سنسکرت میں اصلاً کچھ ہیں اور اردو نے انھیں آسان بنا دیا۔ اس کے برعکس ہندی زبان میں ''اردو'' الفاظ کے بجائے خالص سنسکرت الفاظ استعمال کیے جا رہے ہیں اور اس کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔ اس سے یہ بات بہت واضح ہو جاتی ہے کہ اردو آج بھی اور یقینی طور پر بھارت کے صرف شہروں کی نہیں بلکہ عوام الناس کی بولی ہے۔ ہندی زبان میں سنسکرت لفظوں کی تعداد جتنی تیزی سے بڑھ رہی ہے اسی قدر اردو کی مقبولیت میں اضافہ ہو رہا ہے ذیل میں اردو سنسکرت الفاظ کی مختصر فہرست دی جا رہی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اردو نے درشت سخت الفاظ کو کس طرح سجل، سہل اور کومل بنا دیا۔

سنسکرت	اردو	معنی
یمُونا	جمنا	دریا کا نام
یتن	جتن	کوشش
سنئیں یوگ	سنجوگ	ملن
وشواس	بسواس	بھروسہ
شنکھ	سنکھ	سیپی
سوریہ	سورج	-
پگوڑا	پگوڈا	بدھ مندر

چھپن LXI

نِرواڑاں	نروان	عرفان
جے یتری	جنتری	سال نامہ
دیوالے	دیول	مندر
وندھیاچل	بندھیاچل	وسطی بھارت میں ایک پہاڑی سلسلہ
وش	بس	-
وِوش	بےبس	-
ویش	بھیس	-
واسی	باسی	رہنے والا
دیش	دیس	ملک
دکشنڑ	دکھن	جنوب
پورو	پورب	مشرق
پشچم	پچھم	مغرب
مانُش	مانس	انسان
ونٹرمنوشیہ	بن مانس	-
ونٹر	بن	جنگل
ونسپتی	بناسپتی	پودوں سے متعلق
ودیا	بدیا	علم
اکشتری	چھتری	ہندومذہب کی تیسری ذات
اکشودر	شودر/سودر	نیچ ذات
براہمنٹر	بامن، بمن، برہمن	اعلیٰ ذات
کرشنٹر	کرشن/کرشنا	

ستاون LVII

اکشر	اکھر	حرف
ویشیا	بسوا	طوائف
اکشما	شما	معافی
وراجمان	براجمان	-
راتری	رات	-
چندرما	چاند	-
سمودرا	سمندر	-
دھنشیہ	دھنک	قوس قزاح
بانٹر	بان	تیر
ورونٹر	ورونا	قدیم ہندو دیوتا
رامائنٹر	رامائن/رام نامہ	-
یدھ	جدھ	جنگ
یودھا	جودھا	جنگجو
انگنٹرا	آنگن	صحن
جییشٹھ	جیٹھ	بڑا
اکشنٹر	چھن	لمحہ
دِوّیا	دِیوا	روشنی/نور
ورشا	برسات	-
کارنٹر	کارن	وجہ
شویت	سپید	سفید
لکشنٹر	لچھن	آثار

اٹھاون LVIII

اکشادھاری	اچھاداری	خواہش کے مطابق خود کو بدلنے والا ایک قسم کا سانپ
کنٹرنتراں	گنتی	-
میگھا	مینہ	-
یگ یگ	جگ جگ	-
یگرِیں	جگنی	-
سائیں کال	شام	-
شیام	شام	کالا
یاترا	جاترا کرنا	ہندوؤں کا مذہبی مقامات کی سیر
پکشی	پنچھی	پرندہ
پکشکا	پنکھ/پنکھا	-
یوگی	جوگی	-
ینتر	جنتر	آلہ، مشین
دنشٹرا	داڑھ	-
داڑھیکا/دنشٹریکا	داڑھی	-
کماری	کنواری	-
کُشٹھم/کُشٹھ	کوڑھ	-
ودیش	بدیس	ولایت
ورش	برس	سال[۷۸]

لغت متروکات کے سنسکرت الفاظ

خالد حسن قادری صاحب کی لغت متروکات میں سنسکرت کے الفاظ کو چن کر فہرست مرتب کی گئی ہے۔ ذیل میں الفاظ کے سامنے ماخذ یا اصلی زبان کا کالم ہے جس کے بعد کے کالم میں بتایا گیا ہے کہ سنسکرت کا لفظ ہندوستان اور پاکستان کی اردو میں مستعمل ہے یا نہیں کیوں کہ دونوں ملکوں کے متروکات کی فہرست مختلف ہے یہی صورت حال مختلف شہروں اور علاقوں کی ہے دکن کے الفاظ دہلی لکھنو میں آج بھی متروک ہیں۔ دہلی کے الفاظ لکھنو میں متروک ہیں۔

آ

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
آبھوشن۔آبھوش	زیور، جواہرات، سنگھار	متروک	مستعمل	مستعمل
آپتی	آفت، مصیبت، بلا، تکلیف، رنج، دکھ	متروک	مستعمل	مستعمل
آتمانند	سرورِ روحانی	متروک	مستعمل	مستعمل
آتمہتیا	خودکشی، نفس کشی	متروک	مستعمل	مستعمل
آتنک	تکلیف، رنج، خود، ڈر، دکھ، بیماری، رعب، شان، مرتبہ	متروک	مستعمل	مستعمل
آد	اصلی	متروک	متروک	مستعمل
آدرَ	تعظیم وتکریم	متروک	مستعمل	مستعمل
آدرش	نصب العین	مستعمل	مستعمل	مستعمل

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
آدھار	سہارا، ذریعہ	متروک	مستعمل	مستعمل
آدھین	مطیع، فرماں بردار	متروک	مستعمل	مستعمل
آدیش	حکم، اجازت	متروک	مستعمل	مستعمل
آدیس	حکم، فرمان	متروک	مستعمل	متروک
آروپ	منسوب کرنا، سازش الزام	متروک	مستعمل	مستعمل
آروپنا	درخت وغیرہ لگانا	متروک	مستعمل	مستعمل
آروگ	جو بیمار نہ ہو، تندرست	متروک	مستعمل	مستعمل
آشتھان	آستان، مقام، جگہ، مسکن، محل، محفل، مجلس۔ سماج، آڑ، روک، کوشش، فکر	متروک	مستعمل	مستعمل
آسُر	شیطان، دیو، بھوت، شیاطین کی اولاد	متروک	مستعمل	مستعمل
آشرم/آسُرَم	رہنے کا مقام، جگہ	متروک	مستعمل	متروک
آسُری	بداروواح	متروک	مستعمل	مستعمل
آسکت	سستی، کاہلی	متروک	مستعمل	مستعمل
آسکتی	تعلق خاطر	متروک	مستعمل	مستعمل
آسن	نشست، طریقۂ مباشرت	مستعمل	مستعمل	مستعمل

اکسٹھ LXI

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
آسَو	شراب، شکر سے تیار کی ہوئی شراب	متروک	متروک	متروک
آشیرواد/آسیرواد	دعائے خیر	مستعمل	مستعمل	مستعمل
آگیا	اجازت	متروک	مستعمل	مستعمل

ا

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
اَبَج	کنول	متروک	متروک	متروک
اوسن/اَبَسن	ننگا، برہنہ، بغیر کپڑوں کے	متروک	مستعمل	مستعمل
اَبکیشی	بے بار آور، بنجر	متروک	مستعمل	مستعمل
ابھسارِکا	مرد یا آشنا کے ساتھ جانے والی عورت	متروک		
ابھکلت	بے تعلق، بداعتقاد	متروک	متروک	مستعمل
اُبھیانا	لے جانا، اٹھانا	متروک	متروک	متروک
اُپادھیائے	استاد، معلم	متروک	مستعمل	مستعمل
اُپاسک	پرستش کرنے والا، رکھنے والا	متروک	مستعمل	مستعمل
اُپپتی	داشتہ رکھنے والا مرد	متروک	مستعمل	مستعمل

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
اَپنگ	مفلوج، اپاہج	متروک	مستعمل	مستعمل
اُپٹھنا	تھکنا، کسی کام سے اکتا جانا، بیزار ہوجانا	متروک	متروک	متروک
اپَج	پیداوار، قوت خیال	متروک	مستعمل	مستعمل
اپجس	بدنامی	متروک	مستعمل	مستعمل
اُپدیش	تعلیم، نصیحت	متروک	مستعمل	مستعمل
اُپدیشک	ناصح، تعلیم دینے والا	متروک	مستعمل	مستعمل
اپروش	نامرد	متروک	مستعمل	مستعمل
اَپَرم پار	لامحدود، بے نہایت، بیکراں	متروک	مستعمل	مستعمل
اَپسرا	جنت کی رقاصہ، حور، بے حد حسین عورت	مستعمل	مستعمل	مستعمل
اُپَسنا	سڑجانا، پریشان ہوجانا	متروک	مستعمل	مستعمل
اُتر پھالگنی	منازل قمر میں سے بارہویں منزل	متروک	مستعمل	مستعمل
اُتکل	صوبہ اڑیسا کا ایک نام	متروک	متروک	متروک
اُتم	عمدہ، اعلیٰ درجہ کا، سب سے اچھا	متروک	مستعمل	مستعمل
اُٹھنگل	غبی، کند ذہن	متروک	مستعمل	مستعمل

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
ایکت/اَجُکٹ	عجیب وغریب شے	متروک	مستعمل	مستعمل
اَچِنت	بے پروائی	متروک	مستعمل	مستعمل
اُدِیَم	کوشش، سخت محنت	متروک	مستعمل	مستعمل
اُدھار	چھٹکارا پانا، امن، عاقبت	متروک	مستعمل	مستعمل
اَدھر	بے سہارا	مستعمل	مستعمل	مستعمل
اَدَھرم	بے دھرمی، بے ایمانی	مستعمل	مستعمل	مستعمل
اَدِھک	بہت، بہت زیادہ، بہت ہی زیادہ	متروک	مستعمل	مستعمل
اَدِھکار	اختیار، حق	مستعمل	مستعمل	مستعمل
اُدَے	طلوعِ شمس	متروک	مستعمل	مستعمل
اَرْبھک	لڑکا، جانور کا بچہ	متروک	متروک	متروک
اَرتھی	ہندو کا جنازہ	مستعمل	مستعمل	مستعمل
اَرجُن	پانڈو کا تیسرا بیٹا یدھشٹر کا بھائی	مستعمل	مستعمل	مستعمل
اَرجَن	ا۔کمائی، نفع	مستعمل	مستعمل	مستعمل
اَردھنگی	نصف بہتر، رفیقۂ حیات، بیوی	متروک	مستعمل	مستعمل
ارس سپرش/اَرَس پَرَس	چھو جانا، مس ہونا	متروک	مستعمل	مستعمل

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
اَرْک	سورج، کرن	متروک	متروک	متروک
اِرشا/اِزکھا	بغض، حسد	متروک	مستعمل	مستعمل
اَرْنو	سمندر	متروک	متروک	متروک
اَساکشی	گواہ جس کی گواہی قابلِ اعتماد نہ ہو	متروک	مستعمل	مستعمل
اَساوَدھانی	بے پروا، غیر محتاط	متروک	مستعمل	مستعمل
اَسادنت	ڈرپوک	متروک	متروک	متروک
اِسپَرش	کھانے یا پوجا سے پیشتر ہندو کا غسل کرنا جس سے فارغ ہونے سے پہلے کسی چیز کو چھونا اس کے لیے منع ہے۔	متروک	مستعمل	مستعمل
اَسَت	غلط، جھوٹ	متروک	مستعمل	مستعمل
اَستُت	تعریف، حمد، بھجن	متروک	متروک	مستعمل
اَستھل	ہندو فقراء کی خانقاہ، مقام	متروک	مستعمل	مستعمل
استی	کاہل الوجود	متروک	مستعمل	مستعمل
اَشُدھ	ناپاک	شاذ	مستعمل	مستعمل
اشَنْت	غیر مطمئن	متروک	مستعمل	مستعمل

LXV پینسٹھ

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
اشنکھ/اَسنک	خوف	متروک	مستعمل	مستعمل
اشوبھا/اَسوبھا	نازیبا، بے شکل، بے ڈول	متروک	مستعمل	مستعمل
اُبّج	ناقابلِ داشت، تکلیف دہ	متروک	مستعمل	مستعمل
آشیش/آسیس	انعام	متروک	متروک	متروک
اَشلوک	بیت، شعر	مستعمل	مستعمل	مستعمل
اَکارَن	بے بنیاد، فضول	متروک	مستعمل	مستعمل
اَگنی	آگ، آگ کی دیوی	مستعمل	مستعمل	مستعمل
اَمَر	زندہ جاوید	مستعمل	مستعمل	مستعمل
اَناتھ	جس کا ناتھ یعنی سرپرست مالک نہ ہو	شاذ	مستعمل	مستعمل
اَنترا	بیچ کا، گیت کا پہلے فقرے کے بعد کا فقرہ	شاذ	مستعمل	مستعمل
اَن داتا	رازق	مستعمل	مستعمل	مستعمل
اِندَر دَھنُش	قوسِ قزح	متروک	مستعمل	مستعمل
اَنسویا	وہ عورت جس میں صبر و ضبط کا زبردست مادہ ہو	شاذ	مستعمل	مستعمل
اَنوراگ	شکر رنجی، تھوڑائی سی لڑائی، محبت کی لڑائی	شاذ	مستعمل	مستعمل

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
اُورُوج	پستان، عورت کی چھاتی	متروک	متروک	مستعمل
اہنکار	خودرائے، خود پسند، مغرور	متروک	مستعمل	مستعمل

ب

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندوستانی
بائب	بھٹکنا، منزل پر نہ پہنچنا	متروک	متروک	متروک
وجرنگ/بجرنگ	مضبوط جسم کا، ہنومان جی کا لقب	متروک	مستعمل	مستعمل
ویوگ/بجوگ	مفارقت، جدائی	متروک	مستعمل	مستعمل
وراگ/براگ	بے خواہشی، بے رغبتی	متروک	مستعمل	مستعمل
ورکت/برَکت	بے خواہش کے	متروک	مستعمل	مستعمل
وِستار/بِستار	بہتات، تفصیل	متروک	مستعمل	مستعمل
وَک/بک	بگلا، ہنس، بوتیمار	متروک	متروک	متروک
وِنّتی/بِنّتی	عرض، التماس	مستعمل	مستعمل	مستعمل
وَندھیا/بَندھیا	بنجر زمین	متروک	مستعمل	مستعمل
بھدرک	خوبصورت، لائق عزت	متروک	متروک	مستعمل
بَھرمانا	لالچ دے کر اکسانا	شاذ	مستعمل	مستعمل

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
بھگنا	بھائی، برادر	متروک	مستعمل	مستعمل
بھوگ	مجامعت	شاذ	مستعمل	مستعمل
ویال/بیال	بدمعاش، دھوکہ	متروک	متروک	متروک
وے جنتی مال۔مالا	مالا/بیجنتی پھولوں کا ہار جس میں تلسی بھی شامل ہو۔	شاذ	مستعمل	مستعمل

پ

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
پاتال	طبقات ارض میں ساتواں حصہ	مستعمل	مستعمل	مستعمل
پدم	قدم، کنول کا پھول، دس کھرب	شاذ	مستعمل	مستعمل
پدمنی	کنول بیل، چار قسم کی عورتوں میں سے اعلیٰ قسم کی عورت	شاذ	متروک	متروک
پرارتھنا	مانگنا، درخواست	شاذ	مستعمل	مستعمل
پرانتر/پران	سانس، روح	مستعمل	مستعمل	مستعمل
پربھو	بڑا، قادر حاکم مالک	شاذ	مستعمل	مستعمل
پراوینتار/پربینتا	دانشمندی	متروک	مستعمل	مستعمل
پرماتما (پرم آتما)	ذات برتر، خدا	شاذ	مستعمل	مستعمل

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
پراڑنم/پرنام	سلام	شاذ	مستعمل	مستعمل
پریتم (پِتم)	سب سے پیارا	مستعمل	مستعمل	مستعمل
پیڑ	درد، دکھ	متروک	مستعمل	مستعمل

ت

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
ترشول	لڑائی کا ایک ہتھیار جس کے سرے پر تین شاخیں ہوتی ہیں۔	مستعمل	مستعمل	مستعمل
ترلوک	تین عالم، یعنی، سورگ (بہشت)، مرتیہ (دنیا)، پاتال (دوزخ)	شاذ	مستعمل	مستعمل
تسکر	چور، ایک قسم کا پودا	متروک	مستعمل	مستعمل
تسکری	چوری، پرشہوت عورت	متروک	مستعمل	مستعمل
تیاگ	ترک	شاذ	مستعمل	مستعمل

ج

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
جار	شادی شدہ عورت کے ساتھ ناجائز تعلق رکھنے والا	متروک	مستعمل	مستعمل
جارج (جارجات)	وہ اولاد جو کسی غیر مرد کے نطفہ سے پیدا ہوئی ہو،	متروک	مستعمل	مستعمل

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
یجمان/جَجمان	مخدوم، مالک، مربی	متروک	مستعمل	مستعمل
یدی/جَدی	اگر، گاہے گاہے	متروک	مستعمل	مستعمل
یم/جَم	ہندو ضمیات میں ملک الموت، موت، ہم زاد	متروک	مستعمل	مستعمل
یمک/جمَک	ایک لفظ کو دہرانا اس طرح کہ معنی مختلف ہوں	متروک	متروک	متروک
ینتر/جنتر	اوزار، آلہ، کل، رصد گاہ، دھوپ گھڑی، جوتشی نقشہ	متروک	مستعمل	مستعمل
جنم پتر	زائچہ	شاذ	مستعمل	مستعمل

چ

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
چترا	چتور، چالاک، طرار، ہوشیار	شاذ	مستعمل	مستعمل
چَرُٹی	ا۔ الاصل محاورۂ اہلِ ہنود میں وہ جوان عورت جو ماں باپ کے گھر میں رہے، عالم بلوغت کو پہنچ کر ماں باپ کے گھر میں ہی رہنے والی لڑکی خواہ شادی شدہ ہو یا کنواری۔ ۲۔ جوان عورت	متروک	مستعمل	مستعمل

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
اکشن/چھَن	لحظہ، لمحہ، ذرا سی دیر، ذرا سا وقفہ، ایک آن	مستعمل	مستعمل	مستعمل
اکشنا/چھندا	علم عروض، اشلوک، بیت، نظم، خواہش، ارادہ، آرزو، مراد، خفیہ، راز، تنہا	متروک	متروک	مستعمل
اکشی/چھی	ہلاک، فنا، بربادی، موت، کمزوری، تباہی،	متروک	مستعمل	مستعمل

د

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
دات	فیاضی، سخاوت، بخشش	متروک	متروک	متروک
دامنی	بجلی، برق	متروک	متروک	متروک
درپن/دَرپَن	آئینہ، آرسی	مستعمل	مستعمل	مستعمل
دِگ	حصہ، مکان، سمت، طرف، جانب، راستہ، ملک کا حصہ	متروک	متروک	متروک
دِگ ناری	بہت سے مردوں سے تعلق رکھنے والی عورت، زن فاحشہ	متروک	مستعمل	مستعمل
دَل	فوج	مستعمل	مستعمل	مستعمل

اکہتر LXXI

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
دَوْن	۱۔تپش،گرمی،حرارت ۲۔محبت کی طلب،شہوت ۳۔آگ،جنگل کی آگ ۴۔ وہ آگ جو کھیتوں میں جنگلوں میں پتوں وغیرہ کو جلانے کے لیے لگاتے ہیں تاکہ پودوں اور درختوں میں مزید قوت نمو پیدا ہو	متروک	متروک	متروک
دیوداسی	مندروں کی رقاصہ، کسبی	مستعمل	مستعمل	مستعمل

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
دَھنَتَر/دَھنَتَر	دھنتر: ہندوضمیات میں اندرا کے دربار کا ایک داناوحاذق حکیم، ہوشیار و عاقل آدمی، چالاک، عیار، مالدار، دولت مند، بارسوخ	متروک	مستعمل	مستعمل
دھیَر/دِھیر	صاحب ہمت ، شجیع، سلیم، متحمل، صابر، عاقل، دانا، جرأت مند، پُر سکون، مستقل مزاج، غیر متلون	متروک	مستعمل	مستعمل
دھیَریہ/دِھیرَج	ہمت، جرأت، ثابت قدمی، استقلال، برداشت، صبر، تحمل	مستعمل	مستعمل	مستعمل

س

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
سادُھوِی	پاکباز عورت، عفیفہ، پاک دامن بی بی	متروک	مستعمل	مستعمل
سَتوُنتی	باعصمت، پاک دامن، وفادار	متروک	متروک	مستعمل
سُرت/سُرَت	مجامعت	متروک	متروک	متروک
سُرُت/سُرَت۔ سُرَتا	خیال، دھیان، تصور، ذہن، یاد، یادداشت	متروک	متروک	متروک
سَرجَن	تخلیق عالم، دنیا کی پیدائش، نکلنا، چھوڑنا	شاذ	مستعمل	مستعمل
سِرَجنا	پیدا کرنا، بنانا	متروک	مستعمل	مستعمل
سَرجَنہار	پیدا کرنے والا، خالق مطلق	شاذ	مستعمل	مستعمل
سُرنگار/سُر نگار	آرائش، زیبائش، حسن	متروک	مستعمل	مستعمل
سُکلی کرم/سُکلی کَرم	ا۔صابن ۲۔سفید وصاف کرنے والا	متروک	مستعمل	مستعمل
سَم	بہت اچھی طرح سے، خوبصورتی سے، برابر، یکساں، نیک، عمدہ، اکٹھا، سب، کل، مانند، مشابہہ، ہم شکل، رونق بعض الفاظ سے پہلے لگایا جاتا ہے اور اس معنی میں شدت زیادتی اضافہ اور کثرت کا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔	متروک	متروک	متروک

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
سَمْبَنْدھ	ا۔تعلق، رشتہ، علاقۂ خاطر	مستعمل	مستعمل	مستعمل
سَمْبھاوْنا	امکان	متروک	مستعمل	مستعمل
سمبھرم	عزت، قدرومنزلت، ادب، وقعت	متروک	مستعمل	مستعمل
سَمْبھوگ	عیش وعشرت، عیاشی، مجامعت	متروک	مستعمل	مستعمل
سَمپت	مالا، چھوٹے دانوں کی مالا، رنگین دھاگوں کی مالا، ہندوؤں کی تسبیح	متروک	مستعمل	مستعمل
سَمیر	ہوا	مستعمل	مستعمل	مستعمل
سَناتَن	کہنہ، قدیم، ازلی، دائمی، جاودانی، برہما	مستعمل	مستعمل	مستعمل
سَناتَن دَھرم	قدیم دھرم، ہندودھرم	مستعمل	مستعمل	مستعمل
سنٹھ	کنجوس، بدخصال	متروک	مستعمل	مستعمل
سنیں یم/سنجم	ممانعت، تاخیر، روک، روک، صبر، پرہیز	متروک	مستعمل	مستعمل
سیں یوگ/سَنْجوگ	حادثہ، اتفاق، ملاپ، ملاقات، وصل، میل	مستعمل	مستعمل	مستعمل
سندھیا/سَنْجھا	شام، صبح، ظہر، شام کی دعا	مستعمل	مستعمل	مستعمل
سَنْجیو	مردہ کو زندہ کرنا	متروک	مستعمل	مستعمل

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
سَنجیوَن	جان ڈالنا	متروک	متروک	متروک
سَنجیونی	مردے کو زندہ کرنے والی	متروک	مستعمل	مستعمل
سَنچِت	جمع شدہ، اکٹھا کیا ہوا	متروک	متروک	مستعمل
سَندھان	جاسوسی، رازوں کی تلاش	متروک	مستعمل	مستعمل
سَنگار	اشارہ، ایما، آنکھوں کا اشارہ، سر کی جنبش، اشارے سے بلانا	شاذ	متروک	متروک
سَنکَر	ملا ہوا، مخلوط، جو خالص نہ ہو	متروک	متروک	متروک
سَنمکھ	مدمقابل، سامنے، آمنے سامنے	متروک	مستعمل	مستعمل
شنکھ/سَنکھ	ناقوس، ایک بڑی کوڑی جسے پوجا اور جنگ کے وقت بجاتے ہیں۔	مستعمل	مستعمل	مستعمل
سوس	خشکی، پیاس، تونس	مستعمل	متروک	متروک
شوگی/سوگی	سوگوار	مستعمل	مستعمل	مستعمل
شون/سُون	سون کسنا، سون کھینچنا، سون لینا، خاموش ہو جانا، چپ سادھ لینا۔	متروک	مستعمل	مستعمل
سوگندھ/سوگنہہ	قسم، حلف، عہد	مستعمل	مستعمل	مستعمل

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
سُوِیران	زانی	متروک	متروک	متروک
سویم ور/سوئمبر	تقریب جس میں عورت اپنا شوہر خود منتخب کرتی ہے۔	مستعمل	مستعمل	مستعمل
سَہودر	ایک ماں کی اولاد سَہودر بھائی: سگا بھائی، ماں جایا	متروک	مستعمل	مستعمل

ش

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
شیام/شام	سیاہ، نیلا رنگ، کرشن جی کا لقب کیوں کہ وہ سانولے تھے۔	شاذ	مستعمل	مستعمل
شُبھ لگن	اچھا وقت، نیک گھڑی	مستعمل	مستعمل	مستعمل
شَت درو	سو راستوں پر بہنے والا۔ متعدد معاون ندیاں رکھنے والا دریا، دریائے ستلج کا قدیمی نام	متروک	متروک	متروک
شُدھ	پاک صاف، صحیح، بے عیب، اکیلا، بے نظیر	مستعمل	مستعمل	مستعمل
شُدّھی	پاکی، صفائی، طہارت، بے گناہی	متروک	مستعمل	مستعمل
شیپ	۱۔عضو تناسل ۲۔خصیہ	متروک	متروک	مستعمل
شیتل	ٹھنڈا، سرد، خنک	شاذ	مستعمل	مستعمل

ک

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
کام	کام شاستر، چاہ، خواہش	متروک	مستعمل	مستعمل
کامنا	چاہ، خواہش، تمنا، رغبت، ارادہ، نیت، آرزو	مستعمل	مستعمل	مستعمل
کامنی	نہایت حسین عورت	مستعمل	مستعمل	مستعمل
کپال	سر، ماتھا، کھوپڑی، تقدیر، قسمت	متروک	متروک	متروک
کپٹم رکپٹ	دھوکا، فریب، کینہ، مکر، بغض	مستعمل	مستعمل	مستعمل
کٹم، کٹب	خاندان، گھرانا، کنبہ	مستعمل	مستعمل	مستعمل
کر	مال گزاری، محصول، خراج، باج، چنگی، ٹیکس، ہاتھی کی سونڈ، روشنی کی کرن جڑ، کمر، دھوتی، ہاتھ، دست، سر کے بالوں کی جڑوں کی خشکی	متروک	مستعمل	مستعمل
کُم کُم	زعفران	متروک	مستعمل	مستعمل
کنڈ	ولدالزنا، ہندوشاستروں کے مطابق وہ اولاد جو کسی عورت کے شوہر کی زندگی میں دوسرے مرد سے پیدا ہوتی ہے یہ اولاد کریا یا کرم کی مستحق نہیں ہوتی۔	متروک	مستعمل	مستعمل

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
کوک	عیاشی	شاذ	متروک	مستعمل
کومل	نرم، ملائم، نازک، الیف، کچا	مستعمل	مستعمل	مستعمل

گ

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
گربھ/گابھ	پیٹ، شکم، حمل، (اردو میں بالعموم جانوروں کا حمل)	مستعمل	مستعمل	متروک
گاتھا	تعریف، حمد، گیت	شاذ	متروک	مستعمل
گربھ	پیٹ، شکم، حمل	متروک	مستعمل	مستعمل
گوڑھ	گہرا، نازک، عمیق، دقیق، پوشیدہ، مغلق، موہوم، مخفی، خفیہ، رمز آمیز	متروک	مستعمل	مستعمل
گولک	ولدالزنا، ہندوشاستروں کے مطابق وہ اولاد جو کسی عورت کے شوہر کی زندگی میں دوسرے مرد سے پیدا ہوتی ہے یہ اولاد کریا کرم کی مستحق نہیں ہوتی۔	متروک	مستعمل	مستعمل

م

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
مَایا	فریب، مکر، دھوکا، چھل، کپٹ، نمود بے بود، وہم ، پیار، جادو، طلسم، جہل، دولت، لکشمی، ارداۂ ازلی، خواہشِ ایزدی، قدرت کاملہ، خدا وند تعالیٰ کی وہ قدرت جو وہم وخیال میں نہ آ سکے، اس کا نمودار ہونا، حجابِ ازلی، خداوند تعالیٰ کی وہ قدرت جو پیدائش عالم کے وقت ظہور پزیر ہوئی تھی۔	مستعمل	مستعمل	مستعمل
مَہاپَدم	سو کھرب کی تعداد	شاذ	مستعمل	مستعمل

ن

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
نَایِکا	نا یک کی جورو، دوشیزہ، حسینہ	مستعمل	مستعمل	مستعمل
نَر ناری	زن ومرد	مستعمل	مستعمل	مستعمل
نِش/نِس(نِسا)	رات، شب	متروک	مستعمل	مستعمل
نِستارا	عبور، تصفیہ، برکت، بخشش، نجات، تطہیرِ گناہ، آزادی، نجاتِ آخروی	متروک	متروک	متروک
نیر	پانی، جل، رس، آب، چمک، رونق، تیزی	شاذ	مستعمل	مستعمل

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
نیرج (نی رج)	ہر وہ چیز جو پانی میں پیدا ہو۔ کنول، موتی وغیرہ	متروک	مستعمل	مستعمل
نیوتا	دعوت کا بلاوا	مستعمل	مستعمل	مستعمل

و

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندی
وِیشیا/بسوا	کسبی، طوائف	شاذ	مستعمل	مستعمل

ہ

سنسکرت/اردو	معنی	پاکستانی اردو	ہندوستانی اردو	ہندوستانی
ہَرَن/رہَرَن	جبراً چھین لینا، لے بھاگنا، لوٹ کر بھاگ جانا	متروک	مستعمل	مستعمل
ہما	چاند، ماہ، آسمان سے گرنے والی برف، سرد موسم، صندل، کافور، کنول، موتی ہندو علم الاصنام کے مطابق عیش و عشرت کے دیوتا کام دیو کی بیوی کا نام	متروک	مستعمل	مستعمل
ہیرن	سونا، طلاء، زر، کوڑی، مادۂ منویہ	متروک	متروک	متروک

متروکات کو رائج کرنے کی تین کوششیں:

متروک الفاظ اور اصطلاحات کو نثر اور شاعری میں رائج کرنے کی کوششوں پر ابھی تک کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا لیکن اردو ادب اور اردو شاعری کے سرسری مطالعے سے ایسی تین

کوششوں کا سراغ ملتا ہے۔ شاعری میں جوش ملیح آبادی اور عبدالعزیز خالد اور نثر میں مشتاق احمد یوسفی۔

جوش ملیح آبادی اور عبدالعزیز خالد کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ یہ شعرا محض بھرتی کے لیے متروک لفظ استعمال کرتے ہیں اور ادق الفاظ کے ذریعے اپنی علمیت ظاہر کرنے یا اپنے کمزور کلام کا رعب قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جوش خالد اور متروکات:

عبدالعزیز خالد اور جوش ملیح آبادی کی شاعری لغت دیکھے بغیر سمجھی ہی نہیں جا سکتی، جوش کی شاعری سے لغت کے بغیر بعض طبائع خط اٹھا سکتے ہیں لیکن عبدالعزیز خالد کی شاعری لغات کثیرہ کے ذریعے سمجھ میں آ جائے تب بھی اس سے لطف اٹھانا محال ہے، ستر کے عشرے میں بائیں بازو والے جوش ملیح آبادی اور دائیں بازو والے عبدالعزیز خالد کو اپنے عہد کے سب سے بڑے شاعر کے طور پر پیش کر رہے تھے ''سیارہ'' نے عبدالعزیز خالد پر خصوصی اشاعت بھی شائع کی لیکن دونوں شاعر وقت کی گرد میں گم ہو گئے۔

دونوں شعراء نے مشکل، شاذ، نادر، متروک، راندہ، درگاہ الفاظ کثرت سے استعمال کیے، اگر ان کی شاعری مقبول ہو جاتی تو شاید یہ متروک الفاظ نئی زندگی پا لیتے اور سکہ رائج الوقت بن جاتے لیکن المیہ یہ ہے کہ ان شعراء کا کلام متروکات کی کثرت کے باعث بہت جلد ''متروکات'' میں داخل ہو گیا۔

جوش کی زبان سے ان کی شاعری جتنی دل کش لگتی تھی، کاغذوں پر وہ اتنی دل کش نظر آتی۔ وجہ یہ ہے کہ ان کا پڑھنے کا انداز، ان کی شاعری میں ایک ایسی وقتی معنویت اور طلسمی کیفیت پیدا کر دیتا تھا جس سے سننے والے مسحور ہو جاتے تھے۔ کاغذ پر جوش کی شاعری ان کے اندازِ خواندگی سے محروم ہو کر عام قاری کے لیے کشش کا باعث نہیں رہتی۔ ہاں لغت نویسوں کے لیے یہ ایک بہت بڑا خزانہ ہے جس سے الفاظ کے استعمال کی مثالیں فراوانی سے

مل جاتی ہیں۔ جوش کے کلام سے صحتِ زبان کی سند تو لی جا سکتی ہے، ذہنی صحت مندی کے لیے کوئی رہ نمائی نہیں ملتی۔ لفظوں کی یلغار اتنے بڑے پیمانے پر ہوتی ہے کہ معانی دب کر رہ جاتے ہیں بلکہ بعض اوقات تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ شاعر کا مقصد صرف یہ ہے کہ انبار در انبار لفظ جمع کر دیے جائیں۔[۸۰]

جوش کا کلام متروک کیوں ہو گیا؟

جوش کی ایک نظم ''یادش بخیر'' جو ۱۹۷۰ء کے قریب لکھی گئی تھی۔ نظم کا موضوع جوانی کے زمانے کی یادیں ہیں۔ اس نظم کا ایک بند ہے:

بینڈی، عبیر، ابٹن، کاجل، گلال، افشاں
سلما، ستارہ، لچکا، مہندی، اگر، چراغاں
چھاگل، چغانہ، چھم چھم، رم جھم، رباب، ریحاں
شب ہائے باد و باراں، لب ہائے بوسہ خواہاں
یہ طرفہ کارواں تھا، ہم میرِ کارواں تھے
یہ داستاں ہے جب کی، جس وقت ہم جواں تھے

اس بند کے پہلے تین مصرعوں میں اٹھارہ لفظ یکجا کر دیے گئے ہیں جن میں سے کچھ نسوانی سنگھار سے تعلق رکھتے ہیں، کچھ لباس کی آرائش سے، کچھ آوازوں اور سازوں کے نام ہیں، باقی لفظ قافیے کی مجبوری کی وجہ سے استعمال کیے گئے ہیں۔ ان لفظوں سے جوانی کے زمانے کی کوئی تصویر سامنے نہیں آتی، ہاں یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ شاعر کا حافظہ بہت اچھا ہے کہ اسے بعض ایسے لفظ بھی یاد ہیں جن کے معانی سے ان کے ننانوے فی صد قاری ناواقف ہیں۔ آج کتنے لوگ جانتے ہیں کہ چھاگل پاؤں کے ایک زیور کا نام ہے اور چغانہ ایک قسم کے باجے کو کہتے ہیں۔ جوش کا کمال یہ ہے کہ وہ مردہ لفظوں کو زندہ کر دیتے ہیں۔[۸۱] یہاں مشفق خواجہ نے توقف کیا ہے حالاں کہ اس تکلف کی ضرورت نہ تھی، وضعداری کے تحت

انھوں نے یہ نہیں لکھا کہ '' مردہ لفظوں کو زندہ کرنے کی کوشش میں جوش کی شاعری خود مردہ ہوگئی''۔ مشفق خواجہ نے درست لکھا ہے کہ جوش کی شاعری سے ان کی نثر بہتر ہے جس کا ثبوت ان کے خطوط کا وہ مجموعہ ہے جسے راغب مرادآبادی نے مرتب کیا ہے۔

کلام جوش پر ایک ناقد کا یہ تبصرہ بھی اہمیت کا حامل ہے کہ '' جوش کی شاعری میں بوجھل ادق مشکل اور موٹے الفاظ پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ ہاتھی پر بیٹھ کر پدی کا شکار کرنے جا رہے ہیں''۔

جوش کا غیر مطبوعہ کلام:

متروک الفاظ کی کثرت کے باعث جوش کے کلام کا ابلاغ نہیں ہوسکتا۔ '' جوش کے کلام کا خاصا حصہ غیر مطبوعہ ہے۔ انھوں نے جیتے جی بہت کوشش کی کہ یہ سارا کلام چھپ جائے لیکن دو مختصر مجموعوں ''الہام و افکار'' (۱۹۶۶ء) اور ''نجوم و جواہر'' (۱۹۶۷ء) کی اشاعت سے آگے بات نہ بڑھی''۔ اس کے برعکس عبدالحمید عدمؔ کے بیسیوں مجموعے ان کی زندگی میں شائع ہوگئے۔ جوش کی وفات کے گیارہ برس بعد غیر مطبوعہ کلام کا ایک حصہ ''محراب و مضراب'' کے نام سے جنگ پبلی کیشنز نے چھاپا۔ سات سو صفحات کے اس ضخیم مجموعے میں بلاشبہہ جوش کا بہترین کلام شامل ہے لیکن صرف ایک ہزار کی تعداد میں چھاپا جانے والا یہ مجموعہ اشاعت کے دو سال بعد بھی خریداروں کا منتظر تھا۔ ناشر نے بڑے پیانے پر اس مجموعے کی تشہیر کی۔ اخبار ''جنگ'' کے تمام ایڈیشنوں میں اس کے اشتہار چھاپے گئے، اس کے باوجود نتیجہ مایوس کن نکلا تو اس مجموعے کو تقریباً نصف قیمت پر فروخت کرنے کا اعلان کیا گیا لیکن پھر بھی گاہکوں نے کوئی توجہ نہ کی۔ حالیؔ نے اپنے نایاب مال کی دکان شہر سے الگ کھولی تھی، اس لیے گاہک بے خبر رہے مگر جوش کا کلام تو بیچ بازار میں موجود ہے مگر گاہک اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔[۸۲]

آخر اس بے التفاتی کا سبب کیا ہے؟ جوش اپنے زمانے کے مقبول ترین شاعر تھے

لیکن ان کی شاعری اپنے زمانے کی مقبول ترین شاعری نہیں تھی۔ بظاہر ان دونوں باتوں میں تضاد نظر آتا ہے، لیکن یہ تضاد نہیں، نہایت تلخ حقیقت ہے۔ جوش ایک طرح دار اور پرکشش مجلسی شخصیت کے مالک تھے، وہ جس محفل میں ہوتے اپنی پرکشش حرکات وسکنات سے جانِ محفل بن جاتے۔ وہ اپنی شاعری ہی نہیں گفتگو سے بھی محفل پر چھا جاتے۔ حاضرینِ محفل کے دلوں کو مسخر کرنے کے لیے ان کی گفتگو بھی اتنی ہی موثر ہوتی جتنی کہ ان کی شاعری۔ محفل ختم ہو جاتی تو جوش کی گفتگو کی طرح ان کی شاعری بھی اپنا کوئی دیرپا نقش حاضرینِ محفل کے دلوں پر نہ چھوڑتی۔ [۸۳]

ممکن ہے جوش کے مداح اس صورت حال کی ذمہ داری پاکستان کے غیر ادبی ماحول پر عائد کریں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہی صورت حال جوش کے کلام اور جوش کی شاعری کو ہندوستان میں بھی درپیش تھی اس مال کے طلب گار بلکہ خریدار ہند میں بھی نہیں تھے۔ ڈاکٹر خلیق انجم نے کنور مہندر سنگھ بیدی اور دہلی کے سابق چیف کمشنر سنکر پرشاد کے نام جوش صاحب کے دو درجن کے قریب غیر مطبوعہ خطوط مرتب کر کے ''آج کل'' میں چھپوائے ہیں۔ ایک خط میں ہلی کے چیف کمشنر سنکر پرشاد کے نام لکھتے ہیں ''جہاں تک دینوی عقل کا تعلق ہے میں ایک خالص احمق آدمی ہوں اس لیے اپنی عقل سے نہیں بلکہ زوجہ محترمہ کی عقل سے یہ خط لکھ رہا ہوں۔ میری بیوی مجھ سے کہتی ہے کہ تم نرے پاگل ہو۔ شنکر پرشاد صاحب سے اپنی حالت صاف صاف کیوں نہیں کہہ دیتے کہ تمھیں ان کی امداد کی سخت ضرورت ہے۔ اگر شنکر پرشاد صاحب چاہیں تو تمہاری ساری مصیبتیں دور ہو سکتی ہیں اور وہ اس طرح کہ (۱) سجاد کو ٹرک چلانے یا اسی قسم کا کوئی پرمٹ دے دیں تا کہ وہ روزی کمانے لگے اور ہم دونوں اس اطمینان کے ساتھ مریں کہ وہ ٹھوکریں کھا تا نہیں پھرے گا۔ (۲) ''شعلہ و شبنم'' کے واسطے شنکر پرشاد صاحب اپنے براہ راست اثر سے اشتہارات دلا دیں۔ اور (۳) شنکر لال کو ذرا سا اشارہ کر دیں کہ ...... مالی امداد کر دے۔ ہزار اس کے نزدیک ایک نہایت حقیر رقم ہے لیکن

زمانے کی رفتار نے آج ہماری یہ حالت کر دی ہے کہ ہزار کی سی حقیر رقم ہمارے نزدیک نہایت اہم ہے۔[۸۴]

مشتاق احمد یوسفی اور متروک الفاظ:

مشتاق احمد یوسفی نے متروکات کو برتنے میں کمال کا ثبوت دیا ہے۔ان کی تحریر میں متروک لفظ زندہ ہوجاتا ہے اور مشتاق یوسفی کی سبک برجستہ شگفتہ تحریر مردہ الفاظ کو نئی زندگی عطا کرتی ہے۔تحریر کی لطافت میں ذرہ بھر فرق نہیں آتا بلکہ ایک اجنبی گمشدہ لفظ پڑھ کر لطف دوبالا ہوجاتا ہے۔

پرانے، متروک اور مطلقہ الفاظ کو اپنانے اور دوبارہ رائج کرنے کا جیسا رجحان ان کے ہاں موجود ہے، بہت کم لکھنے والوں میں پایا جاتا ہے، حالانکہ نامانوس الفاظ کے استعمال سے اکثر اسلوب داغ دار (Spot) ہوجاتا ہے اور ابلاغ ادھورا رہ جاتا ہے۔ مشتاق احمد یوسفی بڑے درجے کے لکھنے والے ہیں جو جادوئی اسم اور طلسماتی لہجہ ان کے ہاتھ لگا ہے،اس کے ذریعے سے انھوں نے نامانوس الفاظ بھی استعمال کیے ہیں اور اسلوب کو بے جان ہونے سے بھی بچایا ہے، کہیں کہیں تو اس کی وجہ سے اسلوب میں کچھ اور جلوہ نمائی ممکن ہوئی ہے۔اس بات کی وضاحت کے لیے یوسفی کے فن کا ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

''اردو میں چارپائی کی جتنی قسمیں ہیں اس کی مثال اور کسی ترقی یافتہ زبان میں شاید ہی مل سکے۔کھاٹ، کھٹا، کھٹیا، کھٹولہ، اڑن کھٹولہ، کھٹولی، کھٹ، چھپرکھٹ، کھرا، کھری، جھلگا، پلنگ، پلنگڑی، ماچ، ماچی، ماچا، چارپائی، نواری، مسہری، منجی''

الفاظ کے معاملے میں مشتاق احمد یوسفی کا نظریہ یہ ہے کہ مترادف الفاظ کبھی بھی ایک دوسرے کا حق ادا نہیں کر سکتے، بلکہ ہر لفظ کے اپنے معانی اور اپنے رنگ اور آہنگ ہوتے ہیں، جب وہ کوئی یا غیر مانوس لفظ لاتے ہیں یا متروک لفظ استعمال کرتے ہیں تو حاشیے میں اس کی وضاحت بھی کر دیتے ہیں۔ یہ اپنی سطح پر ایک علیحدہ جہاد ہے۔[۸۵] چند ایسے

پچاسی LXXXV

الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

مستطاب، اکل کھرا، قدحے، فشار گور، سنا، خنخنانا، قارورے، بنفشی، سوندھی، کھرچن، دھنگا، چرانده، پارکھ، مفرح، صمیم، رساول، کاواک، سلوان، سرولی، کنکٹی، مدید، مسن، حبالہ، باڑھ، ترپ، کھک، پونگی، جگرجگر، مہنال، تیچوان، سن وسبت پنبہ داں، بریت، قیچی، انسب، اجیت، توشک، ہنڈکلیا، قرنطینہ، کٹ کھنا، تنقیح، استباط، کھڑاگ، مزاولت، ہیکڑ، ہچرمچر، گوپھن، مرکھنے، تیہا، مچٹیوں، کچکچا، بھدربھدر، گاوَدی، ستیہ گرہ، الغاروں، انجرات، امس، اومف، اٹنگی، رتوندی، کچیانا...... بومرنگ، سنگوانا، دلدر، خلیرے، پچیرے، کھکھ، نسینی، بلونڈ، پچ، تھن متھنا، گبدا، پاٹھا، جوارح، بھک جانا، راس، حرارے، زینیا، پچتاوا، بھل، تمسک، تھونی، چھپکے، بھسکنا، لگدی، نفخ وقراقر، جھمورا، چھک جانا، چرم وپشم، ابا کرنا، دغدغہ، آنکس، گیلڑ، چندیا، اوبنا، سونٹا، انٹا، لہلوٹ، ضیق، چھچھلاندا، سگندا، حماوا، ٹھٹھیرے، درانہ، ترمرے، نبیرہ، نہوت، مزد، پچر...... گزک، بقال، اجیش، متصدی، نمدہ، کھٹل، سموچا، مفتری ومتہم، رنجک، قساوت، مقمح، بتپسمہ، جسولنی، قلماقنی، دبدھا، کھڑاگ...... پاستان، بافندگان، روہڑ، سوارت، استفراغ، لشتم پشتم، اولتی، سناونتی، ازوقہ، لزوجت، لعوق، اچنگ، چھچھت، تقاسمہ، نم گیرہ، ثنکرات، تل چانولی، تیغا کرنا، نیچہ، کلہڑ، تسامح، لچوکا، سٹک، توغل، اجوره دار، کوردیہ، معطی، تفحص، بہلی، مبہی"۔[۸۶]

"افسوس ہمیں احساس نہیں کہ ہمارے ہاں رنگوں کے قدیم اور خوبصورت نام بڑی تیزی سے متروک ہو رہے ہیں۔ کل انھیں کون پہچانے گا...... شنگرفی، ملاگیری، عنابی، کپاسی، کبودی، شتری، زمردی، پیازی، قرمزی، کاہی، کاکریزی، کاسنی، نقرئی، قناویزی، موتیا، نیلوفری، دھانی، شربتی، فالسئی، جامنی، نسواری، چمپئی، تربوزی، مٹیالا، گیروا، مونگیا، شہتوتی، ترنجی، انگوری، کشمشی، فاختئی، ارغوانی، پتئی، شفتالو، طاوسی، آبنوسی، عودی، عنبری، حنائی، بنفشی، کسمبری، طوسی اور ...... صویانہ، سوقیانہ۔ ہم نے اپنے لفظ خزانے پر لات ماری سو ماری، اپنی دھرتی سے پھوٹنے والی

دھنک پر بھی خاک ڈال دی''۔[۸۷]

مشتاق احمد یوسفی نے متروک الفاظ کی ایک طویل فہرست کو برتا ہے یہ ان کے فن اور عظمتِ فن کی دلیل ہے، انھیں اس عظمت و خدمت کا خود بھی شعوری ادراک ہے، ''آبِ گم''، میں لکھتے ہیں:

''مرزا اکثر طعنہ دیتے ہیں کہ تم ان معدودے چند لوگوں میں سے ہو، جنھوں نے متروکہ جائیداد کا کوئی کلیم داخل نہیں کیا، وجہ یہ کہ چلتے وقت تم اپنے ساتھ متروکات کا دفینہ کھود کر، سمو چا ڈھو کر پاکستان لے آئے، تفنن برطرف، اگر ان میں سے ایک لفظ، جی ہاں، صرف ایک لفظ بھی دوبارہ رائج ہو گیا، تو سمجھوں گا عمر بھر کی محنت سوارت ہوئی''۔

لفظ کیوں متروک ہوتے ہیں:

متروک الفاظ کے ذریعے ہم گزشتہ کئی سو برس کے سیاسی، سماجی، ثقافتی، علمی، ادبی، تحقیقی، مذہبی، تہذیبی، تمدنی اور معاشرتی تغیرات کا جائزہ لے سکتے ہیں جو برعظیم کے معاشرے میں برپا ہوئے اور جس کے نتیجے میں بہت سے لفظ فراموش ہو گئے یا فراموش کر دیے گئے۔ ہر لفظ کا ایک خاص علمیاتی، تاریخی، تہذیبی اور ثقافتی پس منظر ہوتا ہے جب ایک لفظ ہمارے حافظے سے محو ہو جائے یا ہم اسے بھول جائیں یا بھلا دیں تو اس لفظ کے ساتھ وابستہ تاریخ اور ثقافت بھی طاق نسیاں کی زینت بن جاتی ہے۔ یہ متروکات ہمیں صرف یہ نہیں بتاتے کہ لفظ متروک ہو گیا ہے بلکہ وہ اس لفظ کے متروک ہونے کی اصل وجوہات سے بھی مطلع کرتے ہیں جس کی بنیادیں اس قوم کی تاریخ، تہذیب، مذہب اور تمدن ذرائع معیشت طرز معاشرت، ثقافت، علمیاتی اساس، مابعد الطبیعیاتی نظریات اس کے طرز زندگی میں پیوست ہوتی ہیں۔ متروک لفظ بتاتا ہے کہ کونسی روایت متروک ہوئی کون سا طرز مٹ گیا جس کے باعث اس کے اظہار کی صورتیں بھی متروک قرار پائیں۔ ہم نے کن تاریخی و ثقافتی اقدار کو بھلا دیا ہے۔

مثلاً فارس کی کتب تواریخ میں ''داوشکار'' کا لفظ ملتا ہے اب یہ متروک ہے۔ اس

ستاسی LXXXVII

اصطلاح کو سمجھنے کے لیے ملک فارس میں شکار کی روایت اس کی تاریخ اور ثقافت سے آگہی ضروری ہے۔ یہ شکار بادشاہ کے حکم پر کیا جاتا تھا۔ سپاہی اور خدام ۴۰، ۵۰ منزل کا احاطہ گھیرتے، اس میں کوسوں کے جنگل اور پہاڑوں سے جانوروں کو گھیر لاتے تھے۔ نکاس کے موقع بند کرتے، بہت سے لکڑ ہاتھ آجاتے تو کٹہرے کھڑے کرتے، ایک دن بادشاہ تمام امیروں کے ساتھ آتا، اچھے اچھے سپاہیوں اور پہلوانوں کو لاتا، بادشاہ کا تخت بہت اونچا سجایا جاتا کہ کسی جانور کا حملہ وہاں تک نہ پہنچ سکے۔ شاہ شاہزادوں سمیت بیٹھتا، درندے جانوروں کو سامنے گھیر کر لاتے اور ایسی ہوشیاری سے روکتے کہ ایک جانور بھی نکلنے نہ پاتا، پہلے شاہ تیر پھینکتا۔ پھر شاہی خاندان کے لوگ، پھر اور امیر، پہلوان، سپاہی، جب سب درندوں کو مار لیتے تو جمع کر کے ڈھیر لگاتے اور دیکھتے، اگر کسی کے ہاتھ سے بے آزار جانور مارا جاتا تو اسے بہت سی لعنت ملامت کرتے اور قصاص میں اسے مار کر ساتھ رکھ دیتے تھے۔ پھر موبد ایک بلندی پر چڑھ جاتا اور کہتا کہ اے بے آزار جانورو، تمہارے دشمنوں سے انتقام لینے کو بادشاہ دادگر نے بذات خاص توجہ کی، خون کا عوض لیا گیا، وہ اپنی سزا کو پہنچے۔ اب آرام سے جنگلوں اور پہاڑوں میں پھرو چلو رہو سہو، دیکھو، اپنے ربُ النوع کے سامنے شکوہ نہ کرنا، پھر احاطہ توڑ دیتے تھے۔ بے آزار جانور جنگلوں اور پہاڑوں میں نکل جاتے تھے۔ اس شکار کو داو شکار کہتے تھے۔ اب کتب تاریخ میں اسے شکارِ قمرغہ، اور شکار جرگہ کہتے ہیں۔ [۸۸]

ایک مختصر سا لفظ بھی انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ اگر وہ متروک ہوجائے تو اس کی اہمیت دو چند ہوجاتی ہے کیونکہ اب صرف لفظ نہیں رہتا گزری ہوئی تاریخ، فراموش شدہ تمدن، تہذیب اور روایت کی داستان بھی اپنے سینے میں سمو لیتا ہے اور بلبل ہزار داستان بن جاتا ہے۔

ایک مختصر سے لفظ میں ایک خاص عہد، خاص زمانے کی مذہبی تہذیبی روایات اور اقدار کی بہت سی جھلکیاں بھی ہوتی ہیں لہٰذا جب کوئی لفظ متروک ہوجائے تو یہ معمولی حادثہ نہیں ہے۔ یہ ایک غیر معمولی سانحہ ہے کیوں کہ صرف ایک لفظ متروک نہیں ہوا۔ اس سے وابستہ بے شمار روایات بھی متروک ہوگئیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اس تہذیب و تمدن اور مذہب کی روایات میں یا تو

بنیادی تبدیلی پیدا ہوئی یا تحریف کا عمل شروع ہوگیا یا جدیدیت روایت پر غالب آ گئی یا ایسے ثقافتی، معاشرتی حالات پیدا کر دیے گئے یا پیدا ہو گئے جن کے باعث وہ لفظ زبان سے خارج ہوگیا۔ الفاظ اپنے عہد کے نظام اخلاق اور معاشرتی رویوں کی بہترین ترجمانی کرتے ہیں اور لفظوں کی تحقیق سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس عہد میں اخلاقیات کی سطح کیا تھی اور شرافت کا معیار کیا تھا۔ دوسرے لفظوں میں آپ اس عہد کی مذہبی حالت کا بھی اندازہ کر سکتے ہیں کہ مذہب معاشرت پر کس حد تک اثر انداز تھا اور اس کی گرفت کس درجے کی تھی۔ ''ہر لفظ اپنی تاریخ میں اپنا شجرہ نصب پوشیدہ رکھتا ہے'' ''بہت سے لفظ ایک قوم کی سیاسی، اخلاقی، معاشرتی ترقی یا زوال کی روداد لیے ہوئے ہیں''۔ لغات لفظوں کی سوانح عمری ہے کوئی خبر کوئی سانحہ اور واقعہ ایسا نہیں ہوتا جو ماضی میں ظہور پذیر ہو چکا ہو اور لغات میں درج نہ ہو' اگر ایک ایک قوم کی تاریخ کے دفتر فنا ہو جائیں مگر اس کا لغات موجود ہو تو اس کی مدد سے قوم کی تاریخ پھر مرتب ہو سکتی ہے۔ لفظ گمشدہ تاریخ، گمشدہ تہذیب و تمدن اور تاریخ کی گرد میں ملفوف واقعات و حادثات کی سچی تصویر کھینچ دیتے ہیں''۔[۸۹]

ہندوستانی قوم کو سمندری نہیں مانا جاتا کیوں کہ سمندر کے سفر سے ان کا مذہب ختم ہو جاتا تھا لیکن لفظ ناؤ کی تاریخ بتاتی ہے کہ یہ ہندوستانی لفظ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ماضی میں اس قوم کے مذہبی عقائد وہ نہ تھے جن سے سفر کی ممانعت کا جواز نکلتا تھا یا ماضی میں اس قوم کا مذہب کچھ اور تھا۔

بہت سے متروک الفاظ اپنی خاموش زبان سے ہم کو سنانے کے لیے بہت سے ایسے واقعات یاد رکھتے ہیں جنھیں کاغذی تاریخ کے اوراق بھلا چکے ہیں۔

متروکات اور اخلاقیات:

اخلاقیات کے معیار میں تبدیلیوں سے بھی الفاظ کے استعمال میں تغیر آ جاتا ہے اور عمدہ الفاظ کی جگہ ہلکے اور بے ہودہ الفاظ لے لیتے ہیں، تہذیب اور شائستگی کے پیمانے آوارہ مزاجی اور

بے مہار آزادی کے جلو میں مٹنے لگتے ہیں اور اس کا اظہار زبان و بیان کی نزاکتوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ مثلاً آج خواتین ڈاکٹروں سے گفتگو کرتے ہوئے بے تکلف ''ایام حیض کے لیے Menses کا لفظ استعمال کرتی ہیں لیکن ساٹھ ستر سال قبل نہ ایام حیض استعمال ہوتا تھا نہ Menses، گفتگو کا طریقہ ہی دوسرا تھا۔ ''حکیم صاحب گزشتہ تین ماہ سے آپ کی بہو کی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی''۔ بین السطور میں بات کہہ دی گئی، اس عہد میں گفتگو کا دوسرا اسلوب بھی موجود تھا مگر وہ بھی بہت مہذبانہ تھا ''حکیم صاحب بچی کو پھول نہیں آرہے''۔ ''پھول آنا'' اور ''اروند سے'' حائضہ ہونے کے معنی میں تھے۔ اب یہ لفظ متروکات میں داخل ہے۔ Vagina کا لفظ عورتیں عموماً استعمال کرتی ہیں کیوں کے اس کے اردو متبادلات فحش معلوم دیتے ہیں لیکن قدیم عہد میں اس کے لیے ''شلفینہ''، ''بل''، قبل، پُر، بھگ، جھیکری، چڑ موجود تھے جو اب متروک ہوگئے ہیں۔ مادہ منویہ کے لیے ''شلخ'' استعمال ہوتا تھا۔ کرسف جیسے لفظ کی جگہ سینٹری ٹاول مستعمل ہے۔

ثقل دان کیوں متروک ہوا؟

دسترخوان سے ''ثقل دان'' کا متروک ہونا اس بات کی علامت ہے کہ ہندوستان کی تہذیب شائستگی اور نفاست کے حسین دور سے نکل گئی۔ انگریزوں کی غلامی کے بعد نفاست اور شائستگی پر بہت اثر پڑا اور اب ''ثقل دان'' کو کوئی نہیں جانتا، عہد غلامی میں ہماری تہذیب نفاست ہی سے نہیں نفیس برتن اور اس کے نتیجے میں نفیس خیال سے بھی محروم ہوگئی ہے اور اب یہ نفیس لفظ اتنا اجنبی ہے کہ اہل علم اور اہل زبان بھی اس سے ناواقف ہیں۔[۹۰] جب کہ دسترخوان پر ایسے برتن کا وجود آج بھی ضروری ہے جس میں فاضل اشیاء ادھ چبے نوالے منہ سے نکالی ہوئی ناگوار اشیاء کو اس طرح رکھا جائے کہ دوسروں کو ناگوار نہ گزریں، مگر آزادی کے پچاس سال گزرنے کے باوجود ہمارے دسترخوان اس برتن اور ہماری زبان اس لفظ سے محروم ہے۔

خالد حسن قادری نے متروکات کی لغت میں بہت سے قیمتی لفظ جمع کیے ہیں جن سے قدیم عہد کی تہذیب، ثقافت، تہذیبی نفاست، ذکاوت، تنوع، وسعت، ذہانت، تخلیقی قوت، ذہنی

اینچ، زبردست قوت مشاہدہ کا اندازہ ہوتا ہے۔

مثلاً مرد و زن کے لیے، عفت سیماب عورت و مرد کے لیے ان کی حرکات اور سفلی جذبات کے لیے مستعمل الفاظ کی فہرست ملاحظہ کیجیے۔ یہ الفاظ اب متروک ہو چکے ہیں۔ ان الفاظ کی تحقیق سے برعظیم پاک و ہند کی پوری تہذیب، اس تہذیب میں اسلامی تہذیب کی پیوندکاری اور ہند میں مسلمانوں کے زوال کی پوری تاریخ سامنے آجائے گی۔ دنیا کی کسی زبان میں ان موضوعات پر اس قدر الفاظ نہیں ملتے۔ ایک جانب یہ فصاحت بھی ہے لیکن دوسری جانب دور زوال کی سنگین علامت بھی، جب جسم ہی تمام توجہ، دلچسپی اور لسانیاتی تحقیق کا مرکز بن جاتا ہے مغرب کا حال بھی آج اس سے مختلف نہیں۔ فرق یہ ہے کہ ہند میں مذہب موجود تھا مغرب سے رخصت ہو گیا، مذہب کی موجودگی سے معاملات ایک خاص دائرے سے باہر نہ جاسکے۔

☆ابھسار کا ☆اچھال چتی ☆اٹکنا، ☆ اچکنا، ☆اچھال چھکا، ☆ اُچھلنا، ☆ادھیڑنا ☆اڑھلنا، ☆اُدھلی، ☆اڈو، ☆چیرا بندی، ☆وگ ناری، ☆ دنا، ☆ٹھیکری ☆دو ورقی ☆شلفینہ ☆بل، ☆ کبر، ☆اچھوتی ☆ دھانگڑ، ☆رٹ کیل، ☆سرت ☆شیپ ☆قُبل ☆قُلتیں ☆اڑناگن ☆ازار بند کا نہ کھلنا، ☆ازار بند کا ڈھیلا، ڈھیلی، ☆استنجے سے استنجا لڑنا، ☆بر، ☆بردھانا، ☆بھاڑ، ☆بھٹنی ☆ بھوگی، ☆ گوکھ دالی، ☆ گولک، ☆ آپس میں رہنا، ☆آختہ، ☆آسن تلے آنا، ☆آلنگن، ☆ ابکیشی، ☆اپچتی، ☆اپروش، ☆جار، ☆جارج، ☆چیٹیا، ☆ دواج، ☆ نجھوٹی، ☆ شلخ، ☆برکنی، ☆آبستہ، ☆آختہ، ☆اختی گھوڑی ☆آس ڈگانا، ☆آلنگ، ☆چُل، ☆آلول، ☆ آم، ☆ آنڈ، ☆ابسن ☆ابھرنا، ☆اپروش، ☆اپسرا، ☆اُپلاسی پھولنا، ☆اترنا، ☆اتارا، ☆ماراتارا، ☆اٹ سٹ، ☆اٹک، ☆اٹک مٹک، ☆اٹنگن ☆اٹوی، ☆اٹھل، ☆اٹھنا، ☆ایٹرن، ☆اچپل، ☆اچپلا ☆اختہ، ☆اُدمات، ☆اُدھماتی، ☆ادھر چلنا، ☆ادھڑنا، ☆ادھل گئی، ☆ اُرلگنا، ☆اردلی اترنا، ☆ارسانا، ☆ارس پرس، ☆اروند سے ہونا، ☆اڑناگن، ☆اس سے، ☆اسامی، ☆کھلانے

والی اسامی، ☆ اسپ، ☆ استنجا لڑنا، ☆نسویا، ☆انکنا، ☆اوروج، ☆اوربل، ☆باسنا، ☆بائیکو، ☆بیرن، ☆ببری، ☆بیسیا، ☆بتولن، ☆بچکانی، ☆نوچی، ☆براگ، ☆بُرجری، ☆بُرکنی، ☆بروگن ☆برھا، ☆بندھیا، ☆بندھیج، ☆بوجھ پکڑنا، ☆بودلی، ☆بلھاڑا، ☆بھٹنی چوچی، ☆بھگ، ☆بھوگ، ☆بھوگی، ☆پاتر، ☆پاکی لینا، ☆پُتریا ☆پتوا، ☆پرچل، ☆پنڈی، ☆پھُنو ☆پیغلہ، ☆پیکھنا، ☆تریا چرتر، ☆تسکری، ☆تھوک لگانا، ☆تیا ☆ٹیٹر اہلانا، ☆ٹیل، ٹپکی پڑنا، ٹنا، ☆جارج، ☆جاف، ☆جھانوی لینا، ☆جانوی باز، ☆جیوڑا، ☆چپٹا، ☆پدمنی، ☆چترنی، ☆چڑ، ☆چنڈی، ☆چھاتی گدرانی، ☆چھتیسی ☆چھپ تختی، ☆چیرا اتارنا، ☆چیرابند، ☆خام پارہ، ☆ختک، ☆دار / دارا، ☆دگ ناری، ☆دواج، ☆دوں، ☆دوورتی، ☆دوباجو، ☆دیوداسی، ☆دھانگڑ، ☆ڈور ہونا، ☆ڈھینڈھا، ☆راتنا، ☆رٹ کیل، ☆سادھوی، ☆ستو خورہ، ☆ستونتی، ☆سرت، (۱۷۳) سلونا / سلونی، ☆سمبھوگ، ☆سنجوگ، ☆سنکر، ☆سنکھنی، ☆سپنی، ☆شلک، ☆شپس، ☆صندل گھسنا، ☆قلتین، ☆انکنا، ☆وعشت، ☆ویشیا، ☆گات، ☆عینن ☆لیلاوتی، ☆ماخام، ☆منہ کی لوئی اترنا، ☆کاڑھ، ☆لگواڑ، ☆کوک، ☆سامابینہ، ☆سوکیہ، ☆پرکیہ وغیرہ وغیرہ............

[آنچل] آج کل خواتین یہ لفظ عموماً استعمال کرتی ہیں، (۱) بچے کو فیڈ کردو، (۲) فیڈنگ کر کے آتی ہوں، لیکن ساٹھ ستر سال پہلے سینہ چھاتی اور پستان کے لیے آنچل کا لفظ مستعمل تھا اور Feeding کے لیے آنچل دبانا، آنچل دینا معنی بچے کا دودھ پینا، بچے کے منہ میں چھاتی دینا۔

[آبلہ فرنگ]: ایک جنسی بیماری جو یورپ کے ملک فرانس سے ہندوستان پہنچی۔ یہ لفظ یورپ اور ہندوستان کی اخلاقی اور معاشرتی حالات کی عکاسی کرتا ہے۔ عیسائیت کے خلاف بغاوت کے بعد یورپ میں جنسی آزادی، عریانی اور فحاشی کا طوفان آ گیا جو ابھی تک جاری وساری ہے۔ جس کے نتیجے میں جنسی بیماریوں کا طوفان بھی اٹھا جب کہ ہندوستان گہوارہ مذہب ہونے کے باعث اس جنسی بیماری سے محفوظ تھا، مذہب اور اخلاقیات کا بیماریوں کے وجود اور عدم سے گہرا تعلق ہے۔

عصر حاضر میں ''ایڈز'' بھی مغرب سے درآمد ہوا ہے اور پوری دنیا اس جنسی بیماری سے شدید خطرے میں مبتلا ہوگئی۔

[آٹھ پھری]: آٹھ پہریا: چوبیس گھنٹے کے ملازم کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ ملازم اب بھی بڑی بڑی کوٹھیوں میں کام کرتے ہیں، لیکن یہ اصطلاح متروک ہوگئی قدیم زمانے میں طبقاتی تقسیم کے باوجود اصطلاح اس بات کا تعین کرتی تھی کہ خادم کس طبقے سے تعلق رکھتا ہے۔ جدیدیت یہ ہے کہ فرد کے طبقے کا پتہ نہیں چلتا، طبقہ تو ختم نہیں ہوسکا مگر اس کی علامت ختم کردی گئی۔

[اروئی / آروچ]: حمل کے سبب پیٹ کی بیماری جس میں ابکائیاں کثرت سے آئی ہیں، مرض آج بھی موجود ہے لیکن مرض کا نام متروک ہوگیا ہے جس کے باعث عورتیں ڈاکٹر سے گفتگو کرتے ہوئے موثر ابلاغ نہیں کرسکتیں۔

[آسمانی فرمانی]: پرانے زمانے میں معاہدے یا سرخط وغیرہ میں ایک شق رکھی جاتی تھی کہ اگر موسمی تباہ کاری یا سرکار کے نامناسب مطالبات کے سبب زمیندار کو نقصان ہو یا اخراجات میں اضافہ ہو تو رعیت کو اس کی تلافی کرنی پڑتی تھی۔

[آسن ڈولنا]: بزرگوں کا آمادہ امداد ہوجانا۔ صرف لفظ ہی نہیں یہ طور طریقہ بھی اب متروک ہوگیا ہے۔

[آلتمغا]: فرمان شاہی کے ذریعے عطا کردہ معافی کی دوامی زمین، یہ زمین اب بھی سیاسی عسکری، انتظامی اشرافیہ کو سرکار عطا کردیتی ہے، ہزاروں ایکڑ زمین لوگوں کے پاس ہے لیکن اس کے لیے کوئی لفظ ایجاد نہیں ہوا۔

[اُبرا اسبرا]: بچا کھچا، باقی ماندہ پس خوردہ جو عموماً فقیروں کو دے دیا جاتا تھا اب فریج اور فریزر میں محفوظ کردیا جاتا ہے تاکہ خود کھائیں یا مہمانوں کو کھلا دیں، عید قربان کے موقع پر تمام گوشت محفوظ کرکے مہینوں تک کھایا جاتا ہے جس کے باعث ذہنی، اخلاقی، روحانی اور جسمانی بیماریاں شدت سے پیدا ہورہی ہیں۔

ترانوے XCIII

[ابی]: گلی ڈنڈا کھیلتے ہوئے ضرب اول کو کہتے ہیں، دوسری کوڈبی گلی ڈنڈا اب ختم ہوگیا ہے اور اس کی جگہ انتہائی مہنگے کھلونوں نے لے لی ہے جس کے باعث لوگوں کے اخراجات آمدنی سے بڑھ گئے ہیں۔

[اُپسنا]: اشیائے خوردنی کا بدبودار ہونا، یہ لفظ اب مستعمل نہیں رہا۔

[اپھرنا]: مال پا کر مغرور ہو جانا نخوت وغرور سے بھری چال: شہروں میں یہ چال عام ہے اس لیے یہ لفظ متروک ہوگیا۔

[اپھننا]: جھاگ پیدا ہونا۔ دہی سڑتا ہے تو جھاگ پیدا ہوتا ہے۔ یہ صورت اب بھی درپیش ہوتی ہے لیکن یہ لفظ متروک ہے اور کوئی متبادل بھی نہیں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جدیدیت نے تخلیقی صلاحیت پر بھی اثر ڈالا ہے۔

[اٹاری، اٹریا]: کاٹھ کباڑ بھرنے کی جگہ جو عموماً چھت میں بنائی جاتی ہے غالباً انگریزی کا Attic بھی اس سے ملتا جلتا ہے۔ گھروں کی چھتیں اتنی چھوٹی ہیں کہ اٹاری ختم ہوگئی ہے، فلیٹوں کی آمد کے بعد مودی خانہ [اسٹور] اور Attic بھی متروک میں داخل ہو گئے ہیں، کشادہ گھروں میں اٹاری یا مودی خانہ ہوتا ہے لیکن اس کے لیے انگریزی لفظ اسٹور استعمال کیے جاتے ہیں۔

[اجلی، دھوبن]: واشنگ مشین نے دھوبی اور دھوبن کو متروک کر دیا ہے، چھوٹے شہروں اور گاؤں میں یہ ثقافتی ہستیاں موجود ہیں لیکن ان کے لیے مہذب لفظ ''اجلی'' کوئی نہیں بولتا۔

[اُجوانا]: ایک برتن سے دوسرے برتن میں پانی ڈالنا، کمیٹی کے نل، کنوئیں، شہروں میں ختم ہوگئے ہیں دیہاتوں میں اب بھی ہیں لیکن یہ لفظ متروک ہوگیا ہے۔ شہروں میں عورتیں گھروں کے اندر ''اجوانا'' کے عمل سے گزرتی ہیں لیکن زبان بہت سادہ ہوگئی ہے۔ جدید نقطہ نظر یہ ہے کہ زبان کو بہت آسان چاہیے تاکہ دماغ پر بار نہ پڑے کیوں کہ عصر حاضر میں انسان لطف ولذت کو حاصل زندگی سمجھتا ہے اور ہر اس شے کو جو لطف ولذت کی راہ میں رکاوٹ ہو فراموش کر دینا چاہتا ہے۔ تخلیقی عمل محنت کا طلب گار ہوتا ہے۔

[اجــــولی]: دونوں ہاتھ دعا کی طرح ملانا اور ان میں خم ہو، ان دونوں ہاتھوں میں جگہ کی مقدار کو اجولی کہتے ہیں۔ وقت ضرورتِ کسی چیز کو پکڑنے کے لیے ہدایت دی جاتی ہے لیکن اس ہدایت کے وقت یہ لفظ زبان پر نہیں آتا، زبان ایک اچھے لفظ سے محروم ہے اکثر گھروں میں بعض چیزوں کو اٹھانے کے لیے صرف اجولی استعمال کرنا ضروری ہوتا ہے لیکن اس موقع پر طویل جملوں کے ذریعے بات سمجھائی جاتی ہے۔ مختصر لفظ استعمال نہیں کیا جاتا۔

[اُجھینا]: چولہے میں ایندھن جوڑنے کی ایک وضع جس سے آگ بہت جلد مشتعل ہو جاتی ہے، سوئی گیس آنے کے باوجود بقرعید کے موقع پر سیخ کباب لگانے کا رواج بہت عام ہو گیا ہے۔ عہد قدیم میں یہ رواج نہ تھا، لوگ گھسن کبابی سے ہی کباب کھاتے اور اسی سے کباب لگواتے تھے لیکن کباب لگانے کا رواج عام ہونے کے باوجود "اجھینا" متروک ہو گیا۔

["اچــاوا"]: سوتے میں بڑبڑانا، ڈراؤنے خواب دیکھنا، خود کلامی حالت نیند میں، یہ بیماری اور علامتیں اب بھی ہیں ان کے اظہار کے لیے انگریزی اردو کا کوئی لفظ مستعمل نہیں، کیفیت بیان کرنے کے لیے طویل جملے بولے جاتے ہیں، اختصار تہذیب جدید سے رخصت ہو گیا ہے۔

[احــمقانه]: عامل یا کارندے کی غلطی سے رقم کم وصول ہوئی ہو تو اسے خود اپنی گرہ سے وہ رقم ادا کرنی ہوتی ہے۔ قدیم عہد میں احتساب کا نظام زندہ تھا، جدید عہد میں احتساب کا نظام نیچے سے لے کر اوپر تک ختم ہو گیا ہے۔ بعض جگہ یہ نظام قائم ہے لیکن یہ اصطلاح متروک ہے۔

[ادقچه]: کنارے پر بھاری کام والی چادر جسے توشک پر اس طرح بچھاتے ہیں کہ کنارے نیچے لٹکتے رہیں چادر مستعمل ہے لفظ متروک ہے۔

[ادھن]: پانی جو کھانا پکانے کے لیے پہلے چولہے پر گرم کرتے ہیں۔

[اَرُبھــک]: کسی جانور کا بچہ۔ یہ لفظ بھی متروک ہو گیا، متبادل تخلیق نہیں ہو سکا۔

[ارجـــــن]: وہ عورت جو ہر وقت میکے والوں کی بڑائی کرتی ہے۔ افسوس کہ یہ روایت بھی اب ختم ہوتی جا رہی ہے۔ اب خواتین میکے والوں سے بھی خوش نہیں، صبر و شکر رخصت ہو گیا ہے، شکایت

رہتی ہے کہ کیا دیا؟ کہاں دے دیا؟ نظر اپنے گھر کی آسائش پر رہتی ہے اور بھابھیوں پر کہ یہ اچھے گھر میں آ گئیں ہم کمتر گھروں میں بیاہے گئے، مغربی تہذیب اور جدیدیت کی خاص علامت خود غرضی نفس پرستی حریص اور حاسد طبیعت ہے۔

[اُردابیگنی]: مردانہ لباس کی ہتھیار بند عورت جو شاہی محلوں میں پہرا چوکی دیتی اور حکم احکام پہنچاتی ہے۔ یہ طبقہ اب ختم ہو گیا کیوں کہ مغربی تہذیب کے غلبے کے نتیجے میں پردہ کا نظام سرکار دربار کی سطح پر کاملاً ختم ہو گیا اور عمال حکومت کی خواتین پردے کو دقیانوسی چیز سمجھنے لگیں۔

[ارسٹا]: ماہوار حساب کتاب، ۷۰ کے عشرے تک عورتیں عموماً شہروں میں آمد و خرچ کا حساب رکھتی تھیں، جدیدیت (ماڈرن ازم) کے نتیجے میں یہ روایت بھی ختم ہو گئی اس لیے اکثر گھروں میں خرچے بہت بڑھ گئے ہیں جس کے نتیجے میں رشوت، حرام خوری، عیاشی، طرز زندگی بن گئی ہے۔

[ارگجا]: صندل گلاب کافور مشک عنبر اور مکھن کے امتزاج سے تیار شدہ خوشبو جس کا رنگ زرد ہوتا تھا، یہ خوشبو عیش و عشرت کے اس دور کی تصویر پیش کرتی ہے جس کا منطقی انجام مسلمانوں کا زوال تھا، خوشبو کو اسلامی معاشروں میں خاص مقام حاصل ہے لیکن اس میں اسراف و تبذیر کا پہلو سنت رسول اور احکام اللہ کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ قدیم دور کے کھیل، کھانوں، رسموں اور خوشبوؤں کی تاریخ مرتب کی جائے تو معلوم ہوگا کہ عہد زوال میں زندگی کا مقصد کھانا خوش بو سونگھنا لہو و لعب اور عورتوں سے نثر اور شاعری میں کلام کرنا رہ گیا تھا۔ ''خیر القرون'' عہد رسالت وعہد صحابہ کے کھانوں کی فہرست تیار کی جائے تو ہم شرم سے اپنے سر جھکا لیں گے۔ سادگی عین اسلام ہے۔ یہ رسول اللہ کا قولِ فیصل ہے سادگی اس امت سے رخصت ہو چکی ہے جو دنیا میں اسلام نافذ کرنے کی مدعی ہے۔ لہٰذا اس امت کا اقتدار بھی رخصت ہو گیا ہے۔

[اروا]: بغیر ابلا صاف شدہ چاول

[اڑاڑا]: لکڑیوں کا احاطہ جس میں رات کو چوپایوں کو گھیر کر رکھتے ہیں، بقر عید کے موقع پر اس کا استعمال عام ہے، مگر لفظ مستعمل نہیں۔

چھیانوے XCVI

[اڑھ دل]: دن کو مزدوری کرنے والا (گرمیوں کے موسم میں رمضان میں مزدور عموماً رات کو مزدوری کرتے ہیں)۔

[اڑھیکن]: لڑھکنے والے برتن کو روکنے کے لیے لگائی جانے والی چیز آج کل صرف ''روک لگانا'' عام ہے۔

[اڑھنگن]: برتن کو لڑھکنے سے روکنے کے لیے نیچے رکھنے کی چیز (الماری، میز وغیرہ کے نیچے کاغذ، لکڑی کے ٹکڑے وغیرہ رکھ کر توازن برابر کیا جاتا ہے لیکن اس عمل کے لیے کوئی لفظ مستعمل نہیں۔[لغت میں عورتوں سے متعلق اکثر الفاظ متروک ہیں؟ یہ اہم سوال ہے۔]

[اسادھ]: ناقابل علاج مہلک بیماری، بیمار کے بارے میں گفتگو یا اس کے سامنے بات کرتے ہوئے اس لفظ کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

[اسارنا]: دور کرنا، ہٹانا، جگہ سے بے جگہ کرنا۔

[یافت کی اسامی]: ملازمت جس میں رشوت کی خوب آمدنی ہو، پہلے یہ اصطلاح معروف تھی کیونکہ گناہ کا تصور باقی تھا، اب جدیدیت کے باعث یہ اصطلاح متروک ہوگئی اور رشوت لینا طرزِ زندگی بن گیا ہے۔

[اسانا]: غلے کو ہوا کے رخ رکھ کر اڑانا تاکہ بھوسی نکل جائے۔ یہ کام اب بھی ہوتا ہے لیکن اس کے لیے کوئی لفظ مستعمل نہیں۔

[اسکانا]: تپی کو ابھارنا لو کو بڑھانا، جوش دلانا، یہ لفظ بھی مستعمل نہیں جب کہ یہ کام اب بھی کیے جاتے ہیں ایسے موقع پر اپنی بے زبانی پر کسی کو حیرت نہیں ہوتی۔

[اسکفه] چوکھٹ کے اوپر کی لکڑی
[اترنگ] چوکھٹ کے نیچے کی لکڑی

ان لفظوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم عہد میں لوگ کس قدر گہری قوت مشاہدہ، قوت تخلیقی اور قوت گویائی کے مالک تھے، جدیدیت نے ان تمام صفات سے انھیں محروم کردیا ہے۔

[اسوامی بکری]: مالک کی عدم موجودگی میں فروخت، فروخت ناجائز۔
[اسیچنا]: آگ پرآہستہ آہستہ پکانا، دھیمی آنچ پر پکانا، جدید طرز زندگی نے ہر چیز میں عجلت پیدا کردی ہے لہٰذا لفظ بھی متروک ہوتے جارہے ہیں۔
[اشٹ]: منگل، سفید گھوڑا
[اکالہ]: جسم یا عضو کو گلادینے والی بیماری، کینسر کے لیے عمدہ لفظ ہے۔
[الل پڑنا]: سواری میں اگر پیچھے بوجھ زیادہ ہو اور سواری آگے ہلکی ہو تو اس کیفیت کو کہتے ہیں۔
[الوتے بلوتے]: نوکر اور باضابطہ ملازموں کے علاوہ اور نوکر پیشہ لوگ ان کی اولاد متعلقین، بیوائیں، فقیر، معذور وغیرہ ہند کے بعض علاقوں میں ملازمین کے علاوہ ان لوگوں کی بھی پرورش کی ذمہ داری صاحب خانہ پر ہوتی ہے۔ اس اصطلاح سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد قدیم میں سرکار کے ساتھ ساتھ غیر سرکاری سطح پر بھی مسلمانوں کے یہاں مضبوط نظام کفالت موجود تھا اور امراء اس ذمہ داری کو فریضے کے طور پر ادا کرتے تھے، عہد جدید میں یہ روایت متروک ہوگئی ہے اور لفظ بھی متروک ہوگیا ہے کبھی کبھی منفی معنوں میں طنزاً استعمال کیا جاتا ہے۔
[الول کھیل . اگول]: گھوڑے یا بچھڑے کی اچھل کود بقرعید اس اصطلاح کے استعمال کے لیے مناسب موقع ہے جب شہروں میں رہنے والے بچے ان مناظر کا نظارہ کرتے ہیں۔
[انواسنا]: کورے برتن کو پانی وغیرہ ڈال کر مستعملہ بنانا، عورتیں اب بھی نئے برتن کے استعمال سے پہلے پانی ڈال کر چھوڑ دیتی ہیں لیکن اس کیفیت یا عمل کو لفظوں کا پیرہن دینے سے قاصر رہتی ہیں ان کی عاجزی ناقابل بیان ہے۔
[اُوربل]: بالوں کی وہ لٹیں جو عورتیں دونوں کنپٹیوں پر جماتی ہیں۔
[اونجری]: مسلمان زمیندار فصل کے اناج میں کچھ حصہ کسی بزرگ یا پیر کے نام پر الگ کردیتے ہیں، یہ حصہ زکوٰۃ، عشر، صدقات، خیرات کے سوا ہوتا تھا، انفاق کی روایت بہت مستحکم تھی اب نفاق کی روایت مستحکم ہے یہ روایت سے جدیدیت کا سفر ہے۔

[ایمہ]: علماء فقراء، سجادہ نشینوں کو دی ہوئی زمین، قدیم عہد میں علماء کو اہم مقام حاصل تھا اب یہ مقام سیاست دانوں اور عسکری وانتظامی اشرافیہ کو دے دیا گیا ہے۔ طاقت کا دائرہ بدل گیا۔

[باختری]: شہر کا وہ علاقہ جہاں گانے بجانے والے رہتے ہیں گویوں، اور مغنیوں کو قدیم معاشرے میں اعلیٰ درجہ حاصل نہ تھا۔ ایک الگ مخلوق کے طور پر جانے جاتے اور الگ رہتے تھے، لوگ ان سے گانے سن لیتے لیکن خود یہ کام پسند نہ کرتے، دوسری صورت اب بھی برقرار ہے۔ حسین شہید سہروردی وزیراعظم پاکستان سے فلم سازوں، گلوکاروں، اداکاروں وغیرہ کا وفد سے ملاقات کے لیے ایوان وزیراعظم آیا، ملاقات کے اختتام پر وفد نے تصویر کھنچوانے کی خواہش کا اظہار کیا تو سہروردی نے انکار کر دیا، پچاس کے عشرے تک ہمارے حکمرانوں کا رویہ قدیم روایت کا اظہار تھا، اب صورت حال یکسر مختلف ہوگئی ہے حکمراں خود بھی گانے لگے ہیں۔

[بادریہ]: روشن دان جو مکان کی چھت میں ہوا آنے جانے کے لیے یا مکھیوں، مچھروں، پتنگوں کو نکالنے کے لیے بناتے تھے، جدید فن تعمیر میں یہ روایت بھی متروک ہوگئی۔

[باری وار]: وہ پہرہ دار جو باری باری بہرہ دیتے ہیں اتنی عمدہ اصطلاح بھی متروک ہوگئی ہے۔

[بالوعہ]: وہ تنگ منہ کا کنواں جس میں بیت الخلا وغیرہ کا پانی ڈالا جاتا ہے۔ یہ کنواں آج بھی موجود ہے لفظ غائب ہے۔

[بانڈا]: عضو بریدہ مختون۔ بنگالی ہندو مسلمانوں کو حقارت سے کہتے تھے، معذور افراد کے لیے یہ لفظ استعمال کیا جاسکتا ہے۔

[باولی]: بڑا کنواں جس میں اترنے کی سیڑھیاں ہوں، شہروں میں یہ کنوئیں ختم ہوگئے ہیں، کراچی میں اس قسم کا آخری کنواں جامعہ ملیہ ملیر کی مرکزی مسجد کے سامنے تھا اسے بھی پاٹ دیا گیا ہے۔

[ببروتا]: مسخرہ آوارہ اب انھیں کامیڈین کہا جاتا ہے۔

[بت]: مسلوں اور کتابوں میں ناموں کو الگ کرنے کے لیے کھینچی جانے والی لکیر، یا حساب

کتاب کی مدات علیحدہ کرنے کے لیے کھینچی گئی لکیریں۔

[بتوری]: ورم جو سخت ہو جاتا ہے۔

[بتھرانا]: پھینکنا، ...... چھڑکنا ضائع کرنا۔ عورتیں یہ لفظ بھول گئیں۔

[بجکا]: کھیت کی حفاظت کے لیے پھونس کا بنا پتلا، اب اسے پُتلا بولتے ہیں۔

[بچالا]: ایسی جگہ جہاں آسانی سے خیال یا نگاہ نہ جا سکے، عورتیں اپنی چیزیں اکثر ایسی جگہوں پر رکھتی ہیں لیکن اس جگہ کے نام سے ناواقف ہیں۔

[بداھنا]: بیج ڈالنے کے فوری بعد اسے ڈھکنے کے لیے ہل چلانا۔

[بربنڈ]: بے باک، بے شرم

[بردھانا]: نسل کشی کے لیے گائے کو سانڈ سے جفتی کرانا، اس پورے عمل کو کتنی خوبصورتی سے ایک لفظ میں سمو دیا گیا ہے۔ فصاحت و بلاغت عہد قدیم کا اعجاز تھا، جدیدیت پسند طبائع اس جوہر سے عموماً محروم ہیں۔ حیاء دن بہ دن کم ہوتی جا رہی ہے۔

[بروٹ]: پیٹ کا ورم، کتنا شائستہ لفظ ہے۔

[بروٹھا]: ملحقہ کمرہ، بغلی کمرہ، کوٹھری، اندرونی حصہ ڈیوڑھی۔

[برھا]: وہ پتلی نالیاں جن کے ذریعے ایک کھیت سے دوسرے کھیت میں پانی پہنچایا جاتا ہے۔

[بسارنا]: بھولنا، محو ہونا۔ متروک الفاظ میں بیشتر عورتوں کے استعمال کے ہیں اس حوالے

[بساھنا]: خریدنا مول لینا۔ سے تحقیق کی ضرورت ہے۔

[بغلانا]: راستہ چھوڑنا، راستہ سے ایک طرف ہو جانا، یہ تہذیب اب رخصت ہو گئی ہے لوگ راستوں پر کھڑے رہتے ہیں اور راستہ دیتے ہوئے تردد فرماتے ہیں، تہذیب ختم ہوئی تو لفظ بھی رخصت ہو گیا۔

[بُکلانا]: احمقوں کی سی حرکتیں کرنا، بے وقوفوں کی طرح بولنا۔

[بگیر بچہ]: مسلمانوں میں بچے کی پیدائش سے متعلق ایک رسم، اس قسم کی رسوم کا تاریخی اور

تنقیدی جائزہ مرتب کیا جائے تو ہند میں مسلمانوں کے زوال کی وجوہات کا تعین آسان ہوگا۔ ہر گھر، خاندان، قبیلے، شہر میں اس قدر رسوم تھیں اور ان رسوم پر اٹھنے والے اخراجات اور ضائع ہونے والے وقت کا تجزیہ کیا جائے تو ہوش ربا نتائج سامنے آئیں گے۔ ایک اور رسم تالے دکھانا ہے، جریدہ شمارہ ۲۵ صفحہ ۳۰۲ ملاحظہ کیجیے اس رسم کی تفصیل وہاں ہے۔ ''رامے خور'' روہیل کھنڈ کے مسلمانوں کی قومی رسم اسے بھی متروک الفاظ کی لغت میں دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ رسومات بتاتی ہیں کہ وقت، دولت اور صلاحیتیں کس طرح ضائع کی جاتی تھیں۔

[بلائی]: کواڑ بند کرنے کی لکڑی۔

[بجھوٹی]: مانع حمل، دوا عصر حاضر میں اس کا استعمال عام ہے افسوس ہے کہ بولنے والے اس دوا کے لیے آسان لفظ سے محروم ہیں۔

[بندر گاؤ]: وہ زخم جو بڑھتا چلا جاتا ہے بندر کا زخم خشکی پر آتا ہے تو اسے نوچ ڈالتا ہے، یہ زخم آج بھی موجود ہے اس کا علاج بھی ہوتا ہے، مریض مرض کو بیان نہیں کرسکتا، ڈاکٹر کہتے ہیں خطرناک Infection ہے۔

[بنو لا چابنا]: فضول باتیں کرنا، یہ کام عہد جدید میں عام ہے لیکن اصطلاح مفقود۔

[بوچا]: ایک سواری جسے پالکی کی طرح کہار اٹھاتے ہیں، حج کے موقع پر بانڈوں کے لیے استعمال ہونے والی کرسی کو بوچا کہا جاسکتا ہے۔

[بوجنا]: دبک کر بیٹھنا، گھات میں بیٹھا جسم دبا کر بیٹھنا۔

[بُور کے لڈو]: بھوسی کے لڈو جو دیکھنے میں خوشنما ولذیذ مگر گلے میں پھنستے ہیں، مجازاً ہر خوشنما چیز مگر تکلیف دہ اور خراب، یہ اصطلاح بھی اب متروک ہوگئی ہے۔

[بوھنی]: دن کی پہلی بکری، چھوٹے تاجروں میں یہ لفظ اب بھی مستعمل ہے مگر بڑے تاجروں نے اسے ترک کردیا ہے۔

[بھائی]: پری یا روح جو بچوں کو سوتے میں ہنساتی اور رلاتی ہے۔

[بھٹیھال]: دریا کے بہاؤ کے ساتھ، بھٹیانا

[بھدرا]: نامبارک

[بھرمانا]: لالچ دے کر اکسانا بھڑنا،

[بہری]: چندہ، قسط، حصہ برابر کا حصہ باری

[بھگل نکالنا]: جھوٹی غربت ظاہر کرنا

[بہلا]: بانجھ جانور

[بھنبھوا]: فقیر جو فاقہ کے سبب لٹیرا بن گیا ہو، اس دور کے فقیر بھی جرأت مند تھے، اس عہد کے فقیر خودکشی کر لیتے ہیں، خودکشی کی شرح بہت بڑھ گئی ہے پاک و ہند کی قدیم تاریخ میں میں کبھی اتنی خودکشیاں نہیں ہوئیں جب کہ وہ سلاطین، ملوک اور بادشاہوں یعنی آمریت ڈکٹیٹرشپ کا دور تھا اور اب جمہوریت کا دور ہے جمہور کی حکومت ہے۔

[بھیگی بلی بتاتا ھے]: حقیقت معلوم کیے بغیر اندازے پر باتیں بنانا جو کبھی درست بھی ہو جاتی ہیں، ایک امیر کا خاص مصاحب تھا اس نے پوچھا کیا بارش ہو رہی ہے، اس نے بیٹھے بیٹھے بتا دیا کہ بارش ہو رہی ہے، امیر نے پوچھا کیسے معلوم ہوا، ارشاد ہوا باہر سے ایک بلی آئی تھی اسے چھو کر دیکھا تو بھیگی تھی اس سے سمجھا کہ بارش ہوتی ہے۔ یہ عمدہ محاورہ ہے۔

[بیتال]: وہ بدروح جو مردہ پر متصرف ہوگئی ہے۔

[بیٹرن]: کسبیوں کا ایک فرقہ، بیٹرن اور گھڑ چڑھی ہندو فرقے ہیں گھر چڑھی سب سے اعلیٰ ہے اس لفظ کی تحقیق سے ہندوستان میں کسبیوں کے ادارے کی پوری تاریخ معلوم کی جا سکتی ہے۔

[بیلابردار]: وہ شخص جس کے ذمہ امیر کی سواری نکلتے وقت، روپیہ نچھاور کرنے کی خدمت ہو یہی رسوم ورواج زوال کا سبب بنے۔

[بینڈا]: مشکل سے قابو میں آنے والا، دروازے کو روکنے کی لکڑی۔

[بینی]: لکڑی کا ٹکڑا جو دروازہ بند کرنے کے بعد جھری کو بند کرنے کے لیے لگاتے ہیں پٹ کا وہ

حصہ جو دوسرے پٹ پر بند ہوتے وقت اوپر آجاتا ہے۔

[بیونگا نھیں پھرا]: وہ ضدی بچہ جس کی کھال نہ ادھیڑی گئی ہو۔

[پارہ دوز]: جوڑ پیوند لگانے والا، پہلے یہ کام کرنے والے بہت نظر آتے تھے، اب برائے نام رہ گئے ہیں، لوگ پیوند زدہ یا رفو کردہ کپڑے پہننا پسند نہیں کرتے، گھریلو اخراجات میں اضافہ کا سبب سادگی کی روایت سے انحراف ہے۔

[پــا کھـا]: مکان کی دیوار کے ساتھ چھپر وغیرہ ڈال کر خادم نوکروں کے لیے ایک سایہ دار جگہ بنا دی جاتی ہے یہ جگہ آج بھی بنائی جاتی ہے مگر اس کے لیے کوئی لفظ مستعمل نہیں ہے۔

[پـا کـی لینا]: مخفی اعضاء سے بال صاف کرنا، یہ اصطلاح بھی شاذ مستعمل ہے مگر عمدہ اصطلاح ہے، عہد قدیم میں حجام سے استرے لے کر پاکی لی جاتی تھی، اب استرے عام ہو گئے ہیں، لہٰذا پاکی کے عمل سے حجام بے دخل ہو گئے ہیں اور گھروں میں یہ عمل کر لیا جاتا ہے۔

[پایل]: سر کے بجائے پاؤں کی طرف سے پیدا شدہ بچہ۔

[پتــنـگ]: اس لفظ کی تشریح میں خالد حسن قادری نے جو حوالے دیئے ہیں ان کا مطالعہ دلچسپ ہے۔ بادشاہ وقت اور شاہی خاندان کا دلچسپ مشغلہ پتنگ بازی تھا، اس موضوع پر تحقیق مزید کی جائے تو پتنگ سے متعلق صنعت، شوق، جذبات، کیفیات، اصول وضوابط پر مشتمل ایک لغت مرتب ہو جائے گی۔ پتنگ میں دلچسپی لینے والے پتنگ کی طرح کٹ کر رہ گئے۔

[پتــواس]: پرندوں کے بیٹھنے کا اڈہ، بانس میں مربع چھتری باندھ کر چھت پر کھڑا کر دیتے ہیں، یہ اڈہ اب بھی گھروں پر نظر آتا ہے لیکن لفظ متروک ہو گیا ہے۔

[پٹوا]: پٹوا سگھڑ ہوتا تو پہلے اپنی داڑھی رنگتا۔ رنگ والے کے لیے لفظ متروک ہو گیا۔

[پرخیا]: آزمائش کرنا

[پسا]: دونوں ہاتھ بھر کسی چیز کا آنا خواتین کے الفاظ ہیں لیکن خواتین اب گھریلو کام کم کر رہی

[پکھارنا]: کھنگالنا پاک کرنا ہیں لفظ متروک ہو رہے ہیں۔

[پکھروٹا]: پان کی گلوری یا بیڑے پر لپٹا چاندی یا سونے کا ورق، بعض اسے نخرہ کے معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں اور عام لوگ کسی رکاوٹ یا مسئلے کو پکھروٹ کہتے ہیں۔

[پنگا]: خمیدہ، ٹانگوں والا

[پیپلا]: تلوار کی نوک، ۱۹۷۰ء کے انتخابی معرکے میں ''جماعتی'' کی پھبتی کے مقابلے پر پیپلا کی پھبتی ایجاد کی گئی جو آج تک مستعمل ہے لیکن بولنے والے اس لفظ کے مفہوم سے ناواقف ہیں۔

[پنیڈی]: سردیوں کے موسم میں گھروں میں تیار کی جانے والی مغزیات ومقویات کی ایک قسم اب گھروں میں سردیوں کا استقبال بازار کی مٹھائیوں، مغزیات اور مقویات سے ہوتا ہے، حالاں کہ ہر گھر میں ''فوڈ فیکٹری'' موجود ہے، سہل پسندی اور آرام طلبی جدیدیت کا خاص وصف ہے۔

[تاقی]: گھوڑے کی دونوں آنکھوں کا مختلف رنگ ہونا، بلی وغیرہ کی بھی دورنگی آنکھیں ہوتی ہیں۔اس کے لیے کوئی لفظ نہیں ملا۔

[تپکنا]: پھوڑے میں پس پڑنے پر ٹیس اٹھنا۔ٹیس حاضر لفظ غائب۔

[تربندی]: زخم دواؤں میں بھیگی پٹی باندھنا

[ترپولیا]: ایسی عمارت جس کے تین دوازے ہوں۔

[تمباکو]: اس لفظ سے متعلق دلچسپ معلومات خالد قادری صاحب نے مہیا کی ہیں۔جس میں درباری حکیم کی ذہانت، فطانت اور دوراندیشی بیان کی گئی ہے جس نے اکبر کو تمباکو پینے سے منع کر دیا تھا۔اب مغرب نے تمباکو کو زہر قرار دے دیا ہے۔

[تناخور]: تنہا کھانا کھانے والا، دوسروں کی ضرورت وتکلیف سے بے پروا، یہ اصطلاح بھی متروک ہوگئی ہے جب کہ جدیدیت کے باعث یہ رویہ عام ہوگیا ہے۔

[تھانگ]: خفیہ مقام جہاں چور مال مسروقہ رکھتے ہیں۔

[تھایت]: تین چار آدمیوں پر مشتمل تحقیقاتی مجلس جو کسی مسئلے پر ثالثی کرے۔

[بٹھانا]: قوت لایموت کے لائق روزینہ دینا، اگر پہلے یہ کام غیر سرکاری سطح پر ہوتا تھا تو اب

سرکاری سطح پر ہوتا ہے، سرکاری ملازمین کے مشاہروں کے لیے یہ اصطلاح برمحل ہے، لیکن بھتانا کے بجائے تنخواہ مستعمل ہے۔

[ٹپک نویس]: وہ اخباری نمائندہ جو محض سنی سنائی باتوں کو بطور خبر کے پیش کرے۔ عصر حاضر کی صحافت کے لیے یہ اصطلاح نہایت برمحل ہے۔ ایک اور اصطلاح جو اردو اخبارات کے لیے مستعمل ہے۔ وہ He said Journalism کیونکہ اردو اخبارات بیانات اور پریس ریلیز کثرت سے اور شوق سے شائع کرتے ہیں۔ عدالتوں میں بعض وکیل مقدمہ چلانے کے بجائے تاریخیں لیتے رہتے ہیں ان کے لیے "تاریخی وکیل" کی اصطلاح مستعمل ہے۔

[ٹھپٹھانا]: افسوس رنج میں اپنا سر خود پیٹنا

[ٹھیپی]: بوتل کا منہ بند کرنے کی روک

[ٹھا کا]: زور کی آواز، ملاقات جس میں دوستی اور مواسات کی بہت نمائش ہو

[جامگی خوار]: اس نوکر کو کہتے ہیں جس کی تنخواہ کچھ نہ ہو روٹی کپڑے پر اس سے کام لیتے ہوں، قدیم عہد میں اس بات کا خیال رکھا جاتا تھا کہ ہر فرد کے عہدے سے اس کی معاشرتی حالت کا اندازہ ہو جائے اور اس کے طبقے کا تعین بھی۔ جدید عہد میں جامگی خوار بہت بڑھ گئے ہیں لیکن انھیں خادم اور چوکیدار کہہ کر اصل حقیقت چھپا دی جاتی ہے۔ سرکاری افسران کے گھروں میں جدید طرز کے جامگی خوار کثرت سے نظر آتے ہیں، انھیں تعلقات کے ذریعے سرکاری ملازمت دلا دی جاتی ہے اور گھر میں روٹی رہائش دے کر خدمت کے لیے مختص کر لیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی کوٹھیوں اور بھٹوں میں جامگی خواروں کی کثرت ہے۔

[جز گیر]: کتاب پڑھتے ہوئے اسے کھلا رکھنے کی چیز "بک مارک" یہ لفظ بالکل اجنبی ہو گیا ہے اور کتاب بھی پاکستانی معاشرے میں اجنبی شہ ہو گئی ہے۔

[جھٹاس]: خالد قادری صاحب نے اسے شراٹا لکھا ہے لیکن احسان دانش نے مچھلی کے تلے جانے سے پیدا ہونے والی آواز کو شراٹا کہا ہے چھٹاس لفظ مینہ کی زوردار آواز کے لیے معروف ہے۔

[جھو جھرا]: چینی یا مٹی کا غیر پختہ برتن جسے بجا کر دیکھیں تو کھنکھناتی ہوئی آواز نہ نکلے۔
[جیھڑی]: مٹی کے گھڑے پانی بھر کر تلے اوپر رکھ کر سر پر لے جاتے ہیں، گھڑوں کی یہ ترتیب جیہڑی کہلاتی ہے۔ شہروں اور دیہاتوں میں یہ عمل آج بھی جاری ہے لیکن لفظ متروک ہے۔
[چراغی]: فقراء کو دی جانے والی خیرات یہ رقم انفاق کی شرعی اقسام کے سوا ہوتی تھی جس سے قدیم معاشرے کی فیاضی کا اندازہ ہوتا ہے فیاضی کی روایت جدیدیت کے زیر اثر اعلیٰ معیار زندگی، اور ہوس زر کے باعث دن بہ دن کمزور سے کمزور تر ہوتی جا رہی ہے۔
[چرنٹی]: وہ بالغ کنواری یا جوان شادی شدہ لڑکی جو ماں باپ کے گھر میں رہے۔
[چشک]: امراء کے ہاں کا وہ کھانا جو دستر خوان سے بچ جاتا ہے اور ملازموں کے کام آتا ہے آج کل اس کھانے کا مقام فریج اور فریزر ہے۔
[چمر برھی]: موسم سرما کے ختم ہونے کے بعد جو بارش ہو آج کل اس بارش کے لیے کوئی لفظ نہیں ہے۔
[حاضری]: دیہات میں کڑوا پانی کہلاتا ہے، دہلی میں حاضری میں مردے کی تدفین کے بعد قریب یا آشنا کے گھر سے مرنے والے کے گھر کھانا آتا تھا۔ پہلے پہل پڑوس سے کھانا لازماً آتا تھا اب یہ روایت ختم ہوتی جا رہی ہے، رشتہ دار بندوبست کرتے ہیں، ورنہ گھر والے ہوٹل سے کھانا منگوا لیتے ہیں، رشتے ناتے کمزور ہو گئے ہیں۔ حاضری غیر حاضر ہے۔
[خصی پر نالہ]: ایسا خفیہ پرنالہ جس کا پانی دیوار کے اندر ہی اندر گرتا ہو، قدیم طرز تعمیر میں اس پرنالے کے باعث بارش رکنے کے بعد شور محشر بپا نہیں ہوتا تھا، آج کل بارش رکنے کے بعد کئی گھنٹے تک پرنالے سڑک اور گھر میں گرتے رہتے ہیں اور پریشانی کا سامنا ہوتا ہے۔
[دانایاں فرنگ احمقان ہند]: یہ محاورہ نہایت دلچسپ ہے اور آج کل حسب حال ہے کہ فرنگ کے دانا ہند کے احمق کے برابر ہوتے ہیں۔
[دندان مزد]: فقراء وغیرہ کو ان کی دعوت کے بعد پیش کردہ نذرانہ، یہ روایت اب خال خال ہے۔

[راهنا]: چکی یا سل کو نوک دار آلہ سے ضرب لگا کر کھردرا کرنا۔ سل والے بھی ختم ہو رہے ہیں۔

[سنکل]: دروازے کی زنجیر، کنڈی، تالا زنجیر کتنا عمدہ لفظ متروک ہو گیا۔

[سنگ فرش]: پتھر کے وہ تراشیدہ ٹکڑے جو فرش کے چاروں طرف اسے دبانے کے لیے رکھے جاتے ہیں تا کہ ہوا سے نہ اڑے دو عشرے قبل کراچی کی مساجد اور گھروں میں ریت کی چھوٹی چھوٹی تھیلیاں اس مقصد کے لیے استعمال ہوتی تھیں اور ان کا کوئی نام نہ تھا۔

[سھرنا]: جاڑے میں کپکپانا، ٹھٹھرنا، کتنا خوبصورت لفظ متروک ہو گیا۔

[سیل]: تفریح کے لیے کسی مقام پر جانا، پکنک کا یہی ترجمہ ہے، سیل سے سیلانی نکلا ہے۔ مگر سیل متروک ہو گیا۔

[سنبدھ]: وہ سوراخ جسے چور چوری کرنے کے لیے دیوار میں بناتے ہیں۔

[شبنمی]: وہ موٹی چادر جو کھلے آسمان کے نیچے سوتے وقت پلنگ پر بطور چھت تان دیتے ہیں اوس سے بچنے کے لیے باہر سونے کا رواج ختم ہو گیا، رہی سہی کسر فلیٹوں نے پوری کر دی۔

[شرطی]: لاٹری، قرعہ اندازی۔

[شمسہ]: پھندنا جو تسبیح وغیرہ میں لگاتے ہیں۔

[شمسی]: نوکر پیشہ ملازم عورتیں، ماہواری کے دوران تین چار دن کی رخصت کا حق رکھتی تھیں یہ رخصت شمسی کہلاتی تھی، یہ سہولت، آمریت، بادشاہت، ملوکیت اور جہالت کے زمانے میں دی جاتی تھی، مغرب اور جدید جمہوریتوں میں ایسی سہولت کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قدیم عہد میں خاص دائرے میں کام کرتی تھیں، جدید عہد میں مساوات کے غیر اسلامی فلسفے کے تحت عورت اور مرد کو برابر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر یہ سہولت مہیا کر دی جائے تو تمام ادارے اپاہج ہو جائیں گے اور سرمایہ داری کی خدمت ممکن نہ ہو گی۔

[شیشا]: قارورہ یا قارورہ رکھنے کا برتن آج کل اس کے لیے Bed pan کا لفظ عامی و عالم یکساں استعمال کرتے ہیں۔

[صنم کا کھیل]: مولوی سید احمد صاحب دہلوی لکھتے ہیں:

اس کھیل کو اس طرح شروع کرتے ہیں کہ چند ہم عمر باہم مل کر ایک جگہ بیٹھ جاتے ہیں اور دائیں جانب سے حرف الف کا دورہ شروع کرتے ہیں یعنی ان میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ صنم آمد، دوسرا اس سے پوچھتا ہے از کجا؟ وہ کہتا ہے از احمد نگر۔ غرض آخیر تک اسی طرح اس سے سوال کرتے جاتے ہیں۔ وہ ہر ایک کا جواب دیتا جاتا ہے جب الف کا دورہ ختم ہو جاتا ہے تو بے کا دورہ شروع کرتے ہیں اور اسی طرح یے تک لے جا کر ختم کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ایک چیز کا جواب دینے میں بھی عاجز و قاصر رہتا ہے تو اسے اس طرح شرمندہ کرتے ہیں کہ جس حیوان کی چاہتے ہیں اس سے بولی بلواتے ہیں۔ بعض لوگ الف، عین، حا، ہا، سین، صاد، ذال، زائے، ضاد، ظا کا فرق نہیں کرتے اور زیور و شیرینی وغیرہ چاہتے ہیں سو پوچھ بھی لیتے ہیں۔ تمثیلاً یہاں ایک سوال کر کے اس کا جواب بھی لکھا جاتا ہے۔ صنم آمد؟ از کجا؟ از احمد نگر، کجا می رود؟ بہ آگرہ۔ بر چہ سوار است؟ اشتر۔ چہ پوشیدہ است؟ اچکن۔ در دست چہ دارد؟ انگشتری۔ چہ می خورد؟ انگور۔ چہ می نوشد؟ آب۔ چہ می سراید؟ ایمن کلیان۔ شعرے ہم یاد دارد؟ آرے (یہاں پر چاہے جس زبان کا شعر پڑھے اختیار ہے) اس کھیل سے اندازہ ہوتا ہے کہ قدیم عہد میں کھیل بھی محض اچھل کود اور ہنگامہ ہائے کے لیے نہیں ہوتے تھے ان میں بھی مقصدیت ہوتی تھی اور کھیلنے سے بچوں کی صلاحیتیں پروان چڑھتی تھیں۔

[عرب سرائے]: عرب سرائے دہلی کے ایک مشہور علاقے کا نام ہے۔ فرہنگِ آصفیہ کے مؤلف مولوی سید احمد صاحب نے خود اس کا مختصر حال اس طرح لکھا ہے:

''یہ ایک تین دروازے کی چھوٹی سی بستی شاہجہاں آباد عرف دہلی سے تین میل کے فاصلہ پر جانب جنوب موضع غیاث پور میں مقبرہ ہمایوں کے متصل اور درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ العزیز کے قریب واقع ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت نظام الدین اولیاء اکثر اس سرزمین پر تشریف لا کر بیٹھا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اس سرزمین سے کمال انسیت ہے۔ کیوں کہ یہاں

سے مجھے بوئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آتی ہے۔ یہ بستی ۱۴ جلوس اکبری مطابق ۹۴۹ ہجری قدسی میں نواب حاجی بیگم صاحبہ ہمایوں بادشاہ کی بیوی نے حج سے آنے کے بعد بسائی تھی۔ جس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب نواب حاجی بیگم صاحبہ مکہ معظمہ کے حج کو تشریف لے گئیں تو وہاں سے انھوں نے ایک ایسا تحفہ لانا چاہا جس سے تمام ہندوستان میں بزرگی اور قیام کے ساتھ ان کا نام یادگار رہے۔ چناں چہ انھوں نے وہاں کے علماء فضاء کی رائے سے نہایت نجیب الطرفین عرب جو حضر موت اور خاص بیت اللہ کے رہنے والے عابد زاہد اور فاضل تھے مع شجرہ شرافت مختلف قبیلوں سے اسی مرد بہم پہنچائے۔ ان میں فقیہہ باحسن، باوجود، سقاف، باطہ، باکثیر وغیرہ اور ان کے خدمتی لوگ تھے۔ حاکم عرب کی اجازت سے ان کو یہاں لائیں اور موضع غیاث پور میں انھیں کے نام پر ایک گاؤں بسا کر عرب سرائے کے نام سے نامزد کیا۔ ان لوگوں نے یہاں آ کر اس بستی کو نمونۂ عرب بنا دیا۔ جا بجا عربی کھجور کے درخت، عرب کا ملوکا ساگ لگایا۔ قہوہ اور صلوٰۃ کو رواج دیا۔ اس واقعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انحطاط کے دور میں بھی مسلم حکمرانوں کو رسالت مآبؐ سے کتنی محبت تھی۔

[غـچـلـی پـن]: آج کل دعوتوں میں کھانے کے موقع پر جو رویہ ہوتا ہے اس کے لیے موزوں اصطلاح ہے۔ یہ رویہ ماضی میں متروک تھا اب لفظ متروک ہے۔

اردو ہندی تنازعہ کا تاریخی پس منظر:

متروکات کے مباحث کا ایک افسوسناک باب اردو ہندی تنازعہ بھی ہے جسے ہمارے بعض محققین نے حاتم و ناسخ کی تحریکات متروکات سے جوڑنے کی کوشش کی ہے۔ بہ ظاہر یہ بات درست نظر آتی ہے لیکن تاریخ اور تحقیق اس مفروضے کی نفی کرتے ہیں اردو ہندی تنازع پر عزیز احمد اور ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے اپنی کتابوں ''برصغیر میں مسلم کلچر'' اور ہسٹری آف پاکستان مومنٹ اینڈ لینگوتیج کنٹروریسی'' [۹۱] میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ایک کتاب اس مسئلے کی بنیادیں مسلمانوں کی ''مقامیت سے گریز کی حکمت عملی اور آٹھویں صدی میں ہندی ادبی روایت کی تحریک میں تلاش کرتی ہے۔ دوسری کتاب اس مسئلے کی بنیاد

انگریزوں کی آمد اور فورٹ ولیم کالج کے ذریعہ ہندوؤں کے لسانی تعصب اور انگریزوں کی سیاست میں ڈھونڈتی ہے۔ دونوں کتابیں اس موضوع پر نہایت اہمیت کی حامل ہیں لیکن ان دونوں کے درمیان ایک کڑی کی ضرورت ہے۔ اس کڑی کو تلاش کرنے کے لیے نہ صرف اصلاحات اور متروکات کی تحریکوں کا از سرنو جائزہ لینے کی ضرورت ہے بلکہ اس بات کا جائزہ لینے کی بھی ضرورت ہے کہ جب آٹھویں صدی سے دیوناگری رسم الخط میں راجستھانی برج بھاشا، ماتھیلی اور اودھی ادب برابر لکھا جارہا تھا اور اس سارے ادب میں ایک واضح ہندی سمت بھی ملتی تھی[۹۲] تو سرکاری سطح پر اس واضح سمت کو فطری طریقوں سے تبدیل کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی گئی اور اگر یہ ممکن نہیں تھا تو اس زبان اور رسم الخط کی سرپرستی کیوں نہیں کی گئی اور اکثریت کی زبان کو کیوں نظرانداز کیا گیا؟

مشرقی پاکستان اور سندھ میں اردو، بنگلہ اور سندھی زبانوں کے تنازعات کا پس منظر اگر ذہن میں رہے تو بہت سی گتھیاں سلجھائی جاسکتی ہیں اور مستقبل میں ماضی کی غلطیوں سے نئے چراغ روشن کیے جاسکتے ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ دنیا بھر میں مسلمانوں کے عروج و زوال کے پیمانوں کو خالص مادی نقطہ نظر سے جانچا جارہا ہے جس کا نتیجہ پے در پے شکست ہے۔ مسلمانوں کا زوال اس دن شروع ہوگیا تھا جس دن انھوں نے دلوں کو تسخیر کرنے کے لیے دعوت و تبلیغ کے اصل فریضہ سے ہاتھ اٹھالیا اور تسخیر کائنات کشورکشائی اور جہاں آرائی کو اصل فریضہ حیات سمجھ لیا۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مسلمانوں کے زوال کا اصل سبب دعوت و تبلیغ کے کام سے عدم دلچسپی کا رویہ تھا۔ قرآن اور سنت سے عروج کا جو مفہوم ملتا ہے وہ سورۃ فتح میں واضح کردیا گیا ہے ''فی دین اللہ افواجاً'' اسلام اور امت مسلمہ روئے زمین پر قبضہ کرنے، سروں کے مینار کھڑے کرنے، کشتوں کے پشتے لگانے اور کائنات کو تسخیر کرنے کے لیے مامور نہیں کی گئی، اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو تسخیر کائنات کے لیے نہیں عبادت رب کے لیے پیدا کیا ہے۔ اس امت کا اصل کام دعوت و تبلیغ ہے۔ یہ دعوت ہی اس امت کی

مخفی اور حرکی توانائی کی روح ہے۔ اس دعوت کی راہ میں درپیش ہر رکاوٹ کے خلاف حالات وزمانہ کی رعایت اور قرآن وسنت میں طے شدہ اصولوں کے مطابق اجتہاد، جہاد اور قتال کی مکمل اجازت ہے۔ یہ امت بنیادی طور پر امت وسط ہے اس کا اصل کام دعوت ہے، اقتدار، حکومت، طاقت، شان وشوکت اگر دعوت کی راہ میں رکاوٹ بن جائے اور لوگ دین کے دائرے میں داخل نہ ہوں تو فتوحات کا کیا فائدہ؟ دعوت کا یہ عمل اس بے پناہ محبت اور شفقت کے بطن سے پھوٹتا ہے جس میں داعی مدعو کی خیر خواہی کے لیے ہمہ وقت بے قرار رہتا ہے۔ اس کی واحد آرزو یہی ہوتی ہے کہ اس کے عزیز، اقارب اطراف وجوانب کے سب لوگ جنت میں داخل ہوجائیں یہ آرزو اس کے اندر ایک ایسی تڑپ گداز کشش تب وتاب، سوز وساز اور بے قراری پیدا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو رسول رحمتؐ سے کہنا پڑتا ہے کہ ''آپ داروغہ نہیں ہیں کیا آپ اپنی جان کو ان کے غم میں گھلا دیں گے''۔ محبت کا یہ جھرنا جس قلب سے پھوٹتا ہے وہ قلب دنیا کے پورے قالب کو بدل ڈالتا ہے وہ خلق کے لیے ریشم کی طرح نرم اور رزم حق وباطل میں فولاد کی طرح سخت ہوجاتا ہے۔

عروج وزوال کا اسلامی تصور:

دلوں کو فتح کرنا ہی عروج ہے اگر ساری کائنات تسخیر ہوجائے اور فتح بھی ہوجائے لیکن کسی ایک فرد کا دل نہ بدلے اور وہ دائرہ اسلام میں داخل نہ ہو تو یہ عروج نہیں زوال ہے۔ یہ عروج طاقت سے نہیں محبت کی کیفیت سے عطا ہوتا ہے۔ خلق سے محبت ایسی محبت جو مدعو کو فتح کرلے یہ فتح دائمی ہوتی ہے۔ جو دلوں کو فتح کرلے وہی فاتحِ زمانہ بھی ہے اور فاتح آخرت بھی۔ المیہ یہ ہے کہ عباسی عہد کے آغاز سے اس امت نے دعوت کا کام ترک کردیا۔ قوت وشوکت کے مظاہرے دین کی اصل روح پر غالب آگئے اور امت قومیت میں تبدیل ہوگئی اس قومیت کے مظاہر ہندوستان کی مختلف تحریکوں میں اور جمال الدین افغانی کی تحریک میں خاص طور پر نظر آتے ہیں۔ امت پہلے مسلم قومیت بنی پھر قومیت کے شجر خبیث سے ترکی،

عربی، ہندی، ایرانی کردی۔قومیتیں وجود پذیر ہوئیں پھر سلسلہ یہیں ختم نہیں ہوااس کے بعد پنجابی، پشتو، بلوچ قومیتیں برآمد ہوئیں، قومیت شاخ در شاخ پھوٹتی چلی جاتی ہیں اور امت تحلیل ہو جاتی ہے۔ امت سے قومیت کا سفر دراصل زوال اور انحطاط کا سفر ہے۔ جب دریا قطرہ اور صحراء ذرہ بن جائے تو عروج قصہ پارینہ بن جاتا ہے۔قوم پرستی کی تحریک ایک خاص قوم اور خاص زماں و مکاں کے لیے ہوتی ہے لہٰذا یہ تحریکیں عموماً خاص علاقائی، لسانیاتی، نسلی، وطنی اور مقامی گروہ کے مخصوص محدود مفادات کا تحفظ کرتی ہیں اور امت کے بجائے قوم کی ترجمانی کرتی ہیں۔ عباسی عہد سے لے کر آج تک پوری دنیا کی اسلامی تاریخ میں کوئی ایسی تحریک نہیں ملتی جس نے غیر مسلموں میں دعوت دین اور تبلیغ کو اپنی تحریک کا اصل ہدف قرار دیا ہو، اس وقت دنیا بھر میں کام کرنے والی تمام تحریکیں یا تو مسلمانوں کو مسلمان رکھنے کی تحریکیں ہیں یا محض اصلاح اور احیاء کی تحریکیں ہیں۔

دعوت اور احیاء کی تحریکوں کا فرق:

دعوت و اصلاح کی تحریکیں اور احیاء کی تحریکوں میں ایک بنیادی نوع کا فرق ہے۔ دونوں تحریکوں کی اہمیت اپنی جگہ لیکن دونوں کا طریقہ کار مختلف ہے۔ احیاء کی تحریکیں نعرہ مستانہ، ہمت مردانہ اور جرأت رندانہ پر یقین رکھتی ہیں۔ وہ آندھی اور طوفان کی طرح آتی اور چھاتی چلی جاتی ہیں۔ ان کے مثبت اثرات بھی ہوتے ہیں، منفی اثرات بھی، اس کے برعکس دعوت و تبلیغ کی تحریکوں کا کام، کام کا اسلوب اور معاشرے میں اثر پذیری کا طریقہ احیائی و اصلاحی تحریکوں سے الگ ہوتا ہے، وہ شبنم اور دیمک کی طرح کام کرتی ہیں۔ شبنم کی آواز کبھی کسی نے سنی ہے؟ لیکن صبح طلوع فجر کے وقت ہر پھول، شاخ، پتہ، گھاس کی پتی زمین کا ذرہ ذرہ شبنم سے تر بتر ہوتا ہے۔صبح سویرے شبنم روئے زمین کا منہ دھلاتی ہے اور اس زمین پر موجود ہر شے کو اپنے وجود سے تروتازہ کر دیتی ہے۔ دیمک اپنا کام رفتہ رفتہ دکھاتی رہتی ہے، جب کام مکمل ہو جاتا ہے تو وہ نمودار ہوتی ہے۔اس کے طلوع کا مطلب یہ

نہیں ہوتا کہ اس نے کام اب شروع کیا ہے، جب وہ عمارت کی بنیادیں کھوکھلی کر دیتی ہے تو نمودار ہوتی ہے اور اپنے توانا وجود کا اعلان کرتی ہے۔ دعوت کی تحریکیں نیچے سے اوپر کی طرف جاتی ہیں جبکہ احیائی تحریکیں اوپر سے نیچے کی طرف سفر کرتی ہیں، ایک سفر فرش سے شروع ہوتا ہے دوسرا سفر عرش سے دعوتی تحریکیں فرد کو بدلتی ہیں پھر معاشرے کو بدلتی ہیں، دوسری تحریکیں حکومت کو بدلنا چاہتی ہیں دونوں میں تطابق کی ضرورت ہے۔ دعوت دین کا کام نہایت صبر و تحمل، عرق ریزی، قربانی اور صلہ و ستائش کی تمنا سے بے پرواہو کر محض آخرت کی کامیابی کے لیے ہوتا ہے۔ یہ دنیا اور اس دنیا کے علائق سے داعی بے پرواہ ہوتا ہے۔ وہ حاضر و موجود سے بے زار ہوتا ہے۔

اسے تمکن فی الارض نعروں اور اقتدار کے لیے غیر اخلاقی رسہ کشی کے نتیجے میں نہیں انعام کے طور پر عطا کیا جاتا ہے جس کا وعدہ اللہ نے ان بندوں سے کیا ہے جو ''صالح ہیں'' دعوت کی تحریکیں دین کا بنیادی کام کرتی ہیں، وہ قربانی لینے کے بجائے قربانی دینے کو اہم سمجھتی ہیں، وہ انبیاء کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ''لوگوں سے اجر کی طلب گار نہیں ہوتیں'' دعوت اور اجرت کی طلب قرآن کی نظر میں دو متضاد نقطہ نظر ہیں۔ داعی حریص اور منصب کا طالب نہیں ہوتا وہ کسی کا حریف نہیں ہوتا وہ ہر ایک کا خیر خواہ ہوتا ہے، اس کی مثال سورج اور چاند کی طرح ہوتی ہے جو بلاتفریق اپنی روشنی سے کافر و مومن کو یکساں طور پر مستفید کرتے ہیں۔ اس لیے داعی دلوں کو فتح کرتا ہے اس کا اقتدار دائمی ہوتا ہے۔ اسے عارضی اقتدار بھی عطا ہوتا ہے۔ سیاست دان اقتدار کو فتح کرتا ہے یہ عارضی ہوتا ہے۔ اس کے لیے وہ بھرپور کوشش کرتا ہے۔ عالم اسلام کی تحریکیں تبلیغ دین کی تحریکیں نہیں ہیں ان کے مخاطب مسلمان ہیں، غیر مسلم اور کفار نہیں۔ ان معنوں میں ہندوستان میں مسلمانوں کا زوال یہی تھا کہ اقتدار ملنے کے بعد وہ فریضہ دعوت سے غافل ہو گئے اور عروج کے اس تصور کو بھول گئے جو سورہ فتح میں بیان ہوا ہے کہ ''لوگ جوق در جوق دین میں داخل ہو رہے ہیں۔ عروج یہی ہے کہ دنیا

کے تمام لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو کر جنت کے حقدار ہو جائیں۔ اگر یہ عروج حاصل نہ ہوا تو زوال مقدر ہے لہٰذا طاقت ور ہونے کے باوجود بہت سی مسلمان ریاستیں اصلاً زوال پذیر ریاستیں ہیں عروج سائنس کی ترقی اور بلند معیار زندگی سے نہیں ملتا، عروج کا اسلامی تصور یہ ہے کہ کتنے لوگ آخرت میں کامیابی کے حقدار ٹھہرے اور اس کا مادی مظہر یہ ہے کہ کتنے لوگوں نے دل و جان کے ساتھ دین کی دعوت کو قبول کیا۔ افسوس کہ عصر حاضر کے بیشتر مسلم مفکرین کے یہاں عروج کا تصور محض مسلمانوں کا اقتدار سائنسی اور معاشی ترقی رہ گیا ہے۔ مادیت کے تصور میں آخرت بھرتی کے طور پر شامل ہے۔

یہ سوال نہایت اہم ہے کہ ہندوستان میں ریاستی سطح پر تبلیغ و دعوت کا کام کیوں نہیں ہو سکا یا کیوں نہیں کیا گیا اور مسلمانوں نے مقامی زبانوں کی تحصیل اور اس میں کمال حاصل کرنے پر کیوں توجہ نہیں دی۔ اگر صوفیاء بزرگ، درویش نہ ہوتے تو ہند میں مسلمانوں کی تعداد برائے نام ہوتی، مسیحی بھائیوں میں زبانیں سیکھنے کا زبردست رجحان تھا اس کی بنیادی وجہ صلیبی دعوت وتبلیغ کی روح ہے جس کے زیر اثر مسیحی راہبوں نے دنیا کے کونے کونے کو چھان مارا اور زبانوں پر عبور حاصل کیا۔ سترہویں اور اٹھارہویں صدی میں لسانیات میں جو عظیم الشان ترقی ہوئی ہے اس کا سہرا ان عیسائی مبلغین کے سر باندھا جائے گا جنھوں نے تبلیغ کے لیے اجنبی زبانوں کو سیکھا ان پر عبور حاصل کیا اور لسانیات ادبیات کے ساتھ ساتھ عیسائی مذہبیات کی زبردست خدمت کی۔ افسوس یہ ہے کہ مسلمان اس معاملے میں ان سے بہت پیچھے رہے۔ یہ بات درست ہے کہ عیسائی مشنریوں کو حکومت برطانیہ کی مکمل پشت پناہی حاصل تھی اور برعظیم پاک و ہند میں کمپنی کی حکومت نے انھیں مراعات دیں اور بعض تاریخی شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان میں عیسائیت کا فروغ کمپنی کی حکومت کے اہداف میں ایک اہم ہدف تھا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ برعظیم پر کئی صدیوں تک مسلم حکومت کے باوجود ہندوستان کی بیشتر زبانوں سے مسلمان دانستہ طور پر ناواقف کیوں

رہے؟ اس بے تعلقی کی بنیاد کیا تھی؟ غالباً زبانوں سے عدم واقفیت دعوت وتبلیغ کی راہ میں اہم رکاوٹ بن گئی۔

ہندوستان ایرانی تجربے سے کیوں محروم رہا:

ہندوستان کے برعکس اسلام عرب وعجم میں پھیلا تو دونوں خطے مکمل طور پر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے یہی اصل غلبہ تھا، یہی عروج تھا اور غیر مسلموں کی تعداد برائے نام رہ گئی۔ ایران میں اسلام آیا تو ایرانی قوم کی اکثریت دائرہ اسلام میں داخل ہوگئی اور ایرانی تہذیب اور زبان اسلامی رنگ میں ڈھل گئے۔ عربوں نے ایرانی تہذیب وثقافت کے عناصر سے کوئی تعرض نہ کیا، محبت کی اس روایت کے باعث ایرانی زبان عربی زبان کے سانچے میں ڈھل گئی۔ ایرانی قوم پرستی کے دور میں فارسی سے عربی کو نکالنے کی زبردست تحریک اٹھی یہی صورت ترکی میں پیش آئی۔ ترکی قوم پرستی کے بعد عربی اذان پر بھی پابندی لگا دی گئی، ایران وترکی کے تجربات کی تفصیلات جریدہ شمارہ ۲۵ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ ایسا کوئی مستند تاریخی حوالہ نہیں جس سے یہ ثابت ہوسکے کہ عربوں نے ایران پر غلبہ پا کر یہاں کے لوگوں کو عربی الفاظ یا تراکیب کو فارسی میں داخل کرنے پر مجبور کیا ہو۔ ایسی کوئی تاریخی شہادت دستیاب نہیں کہ عربوں نے جبر کے ذریعے اوستا، فارسی الفاظ کو متروک قرار دیا ہو۔ تاریخ بتاتی ہے کہ اسلام کے تداول کے ساتھ ہی ایرانی تمدن اسلامی تمدن کے قالب میں ڈھل گیا۔ مسلمانوں نے کوشش کی کہ اسلام سے پہلے کے تمدنوں کو اپنی زبان رابطہ یعنی عربی میں منتقل کردیں اس طرح اسلام کے عظیم تمدن کی حامل سب زبانیں عربی سے اثر پذیر ہوئیں۔ اس کے باوجود جن لوگوں نے فارسی میں عربی الفاظ استعمال نہیں کیے اور اپنی زبان کے ذریعے ہی قوم کو خطاب کیا اس پر کوئی معترض نہیں ہوا۔ مثلاً ابن سینا، البیرونی، الجرجانی کی کسی نے نہ مذمت کی نہ تکفیر کہ وہ علمی کتابوں میں فارسی ہی کیوں لکھتے ہیں اور عربی کلمات کیوں نہیں لاتے۔ [۹۳]

ایران، افریقہ، ہسپانیہ، پرتگال کے تجربات:

سوال یہ ہے کہ ایران کا تجربہ ہندوستان میں کیوں نہیں دہرایا جاسکا اور کیا وجہ ہے کہ ہندوستان میں اسلام کا نفاذ تو ہوا لیکن نفوذ نہ ہوسکا اور ہندی تہذیب اسلامی تہذیب کے قالب میں نہیں ڈھل سکی اور ہند کی اکثریت نے ایران کی طرح قبول اسلام کے لیے پیش قدمی نہیں کی؟ اس کا جواب خارج میں ڈھونڈنے کے بجائے داخل میں ڈھونڈنے کی ضرورت ہے۔ ہندوؤں کی تاریخ انگریزوں کی سازش اور ہندو احیاء کی تحریکوں میں تلاش کرنے کے بجائے اپنے اعمال اور عُمال کے نامۂ اعمال میں ڈھونڈنے کی ضرورت ہے اور اس قرآنی آیت میں کہ ''اے اللہ ہمیں کافروں کے لیے فتنہ نہ بنا۔ الممتحنہ آیت ۵

ایران کے تجربے سے قطع نظر مسلمانوں اور عربی اثرات کے نتیجہ میں جنوبی افریقہ کے ایک حصے میں افریقانہ اور دوسرے حصے میں کریول Creole زبانیں وجود پذیر ہوئیں۔ ہسپانیہ میں مسلمانوں کے غلبے کے بعد ہسپانوی زبان کے پہلو بہ پہلو ''الخمیادو'' زبان وجود میں آئی۔ عربی خط والی پرتگالی بھی نمودار ہوئی۔ [۹۴] اسلام عالم عرب، فارس، افریقہ، ہسپانیہ اور پرتگال میں نئی زبانوں کے وجود کا باعث بنا لیکن کیا وجہ ہے کہ وہ ہند میں سنسکرت، ہندی زبانوں اور دیوناگری رسم الخط پر اثر انداز نہ ہوسکا۔

علامہ اقبالؒ نے فتح ایران کے حوالے سے لکھا ہے:

تاریخ اسلام کا اہم ترین واقعہ فتح ایران ہے، جنگ نہاوند نے عربوں کو ایک حسین ملک کے علاوہ ایک قدیم تہذیب بھی عطا کی۔ اس فتح کے نتیجے میں عرب ایک ایسی قوم سے روشناس ہوئے جو سامی اور آریائی عناصر کے امتزاج سے کئی ایک تہذیبوں کو جنم دے سکے۔ فتح ایران سے ہمیں وہی کچھ حاصل ہوگیا جو فتح یونان سے رومیوں کو ملا تھا۔ [۹۵]

لیکن سوال یہ ہے کہ فتح ہندوستان سے اسلام عربوں اور ترکوں کو وہ کچھ کیوں حاصل نہ ہوسکا جو فتح ایران سے حاصل ہوا تھا۔ عربوں کی اسلامی تہذیب اپنی بے پناہ سادگی

اور حسن معمرائی کی کشش کے ذریعے ایران کی عظیم الشان تہذیب پر چھا گئی۔ لیکن ہندا س رحمت سے محروم رہا۔ اسلامی تہذیب عجمی تہذیب کے قالب میں روح بن کر اس طرح سائی کہ ایرانی تہذیب کا رنگ و روغن تبدیل ہو گیا اور اس کے تمام غیر اسلامی عناصر اس سے الگ ہو گئے۔ محققین نے لکھا ہے کہ اسلام ایک عالی شان مذہب کے ساتھ ساتھ ایک زبردست تہذیبی قوت بھی ہے جو ہر تہذیب وتمدن کے قالب میں روح بن کر سما جاتا ہے اور اپنی منفی اور حرکی طاقت کے باعث عالیشان سے عالی شان تہذیب وتمدن کو اپنے رنگ میں رنگ لیتا ہے اور اپنی انفرادیت بھی برقرار رکھتا ہے۔

للولال کی پریم ساگر:

اردو ہندی تنازعے کی بنیاد نہایت سادگی کے ساتھ فوٹ ولیم کالج کی جانب سے دیوناگری رسم الخط میں ''للولال جی'' کی ''پریم ساگر'' سے جوڑنا صورت حال کا صرف ایک رخ ہے اور یہ رخ بھی منفی ہے۔ ڈاکٹر خلیق انجم نے ''اردو ہندی تنازعہ بیسوی صدی میں اردو کے مسائل کے'' زیر عنوان اپنے تحقیقی مضمون میں صورت حال کا یہی رخ اسی تناظر میں نہایت شدت مگر جامعیت سے پیش کیا ہے۔ ان کے خیال میں:

ہندی اردو تنازعہ اس وقت شروع ہوا جب فورٹ ولیم کے جان گل کرسٹ نے للولال جی سے ''پریم ساگر'' لکھوا کر ہندوستانی بہ خط ناگری کے نام سے ایک علیحدہ زبان کی بنیاد رکھی۔ اس وقت غالب کی عمر صرف پانچ چھ سال تھی۔ ہمارا خیال ہے کہ دیوناگری اور ہندی میں کتابیں تیار کرانے میں گل کرسٹ کی بدنیتی کو دخل نہیں تھا۔ ہاں، بعد میں برطانوی حکومت نے اپنی بدنیتی کی وجہ سے دیوناگری اور ہندی کی کتابوں کو ہندوؤں اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے استعمال کیا۔ گل کرسٹ کو کالج کی نصابی کتابیں تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ انھوں نے ساٹھ نصابی کتابیں تیار کیں، جن میں سے انچاس اردو رسم الخط میں تھیں، دس دیوناگری رسم الخط اور ایک دونوں رسم الخط میں تھی۔ دیوناگری میں دس کتابوں

میں سے چھ کتابیں ایسی تھیں جن کا رسم الخط تو دیوناگری تھا لیکن زبان اردو تھی۔ باقی چار کتابوں کا رسم الخط دیوناگری اور زبان مغربی ہندی کی بولی برج بھاشا تھی۔ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ برج بھاشا کی پہلی کتاب للولال جی کی ''پریم ساگر'' تھی۔ یہ ہندی کی پہلی کتاب تھی اور ہندی زبان کا آغاز اسی کتاب سے ہوتا ہے۔ دیوناگری میں کتابوں کے مترجموں کو یہ ہدایت دی گئی تھی کہ وہ سنسکرت کے زیادہ سے زیادہ الفاظ کا استعمال کریں۔ اس طرح پہلی بار ''پریم ساگر'' سے اردو اور ہندی دو الگ زبانوں کی حیثیت سے شناخت قائم ہوئی۔ برطانوی حکومت نے ہندوؤں اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے تاریخ اور زبان کا استعمال کیا۔ انگریز مورخین خاص طور سے ایلیٹ اور ڈاؤسن (Elliot-Dowson) نے عہد وسطیٰ کی تاریخ یہ ثابت کرنے کے لیے لکھی ہے کہ یہ عہد ہندوؤں پر مسلمانوں کے غیر معمولی ظلم و ستم کی داستان ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے ہندوؤں کو ورغلایا کہ وہ برطانوی حکومت کو یادداشتیں اور درخواستیں دیں کہ جہاں جہاں انتظامیہ میں اردو کا استعمال ہوتا ہے وہاں دیوناگری رسم الخط میں ہندی کا استعمال ہونا چاہیے۔ مدن لال گوپال نے لکھا ہے کہ:

''ہندوؤں اور مسلمانوں میں مستقل طور پر کشیدگی پیدا کرنے کے لیے ۱۸۰۰ء میں پیدا ہونے والی ہندی کا استعمال کیا گیا۔ اس طرح ہندوستانی قومی تحریک کے مقابلے میں ہندی قومی تحریک کو فروغ حاصل ہوا''۔ مدن لال گوپال نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

''دنیا کے کسی بھی حصے میں کبھی ہندی نام سے بولی جانے والی کوئی زبان نہیں تھی''۔

ہندی کی پیدائش پر تبصرہ کرتے ہوئے F.E.K.Key نے لکھا ہے کہ:

''للولال جی اور ان کے ساتھی اور فورٹ ولیم کالج کے ذمہ داران کی وجہ سے ہندی وجود میں آئی۔ فورٹ ولیم کالج کے قیام سے پہلے ہندی زبان کا کوئی وجود نہیں تھا اور نہ ہی اس زبان میں کوئی تخلیقی کام ہوا تھا''۔

ایف۔ ای۔ کے۔ کی نے یہ بھی لکھا ہے:

''ہندی بولنے والوں کے لیے ایک ادبی زبان کی تخلیق کی گئی، ایسا کرنے کے لیے برج بھاشا میں سے، جسے ہندی کہا جاتا تھا، اردو، عربی اور فارسی کے الفاظ نکال کر سنسکرت کے الفاظ استعمال کیے گئے''۔

آدھی صدی سے زیادہ عرصے تک ہندوستان کے لوگ اس نئی زبان کی طرف متوجہ نہیں ہوئے لیکن ۱۸۵۷ء کے ناکام انقلاب کے بعد ہندوستانی سیاست کا منظرنامہ بدل گیا۔ انگریزوں کو ہندوستان پر مکمل سیاسی اقتدار حاصل ہوگیا اور اب ''پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو'' کی پالیسی پر عمل آوری کے امکانات زیادہ روشن ہوگئے۔ برطانوی افسروں نے ہندوؤں اور مسلمانوں، دونوں کو زبان کے نام پر ایک دوسرے کے خلاف بھڑکایا۔

جیوتریندر داس گپتا نے لکھا ہے کہ:

''انیسویں صدی میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان جو رقابتیں ہوئیں، سیاسی سطح پر ان کا پہلا اظہار ہندی اور اردو کی رقابت کی صورت میں ہوا''۔

حالی نے اس سلسلے میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ برطانوی حکومت نے ہندوؤں کے ذرائع پر غور کرنے کے لیے ایک ایجوکیشن کمیشن قائم کیا تھا۔ ہندی کے بہی خواہوں نے اس کمیشن کو یادداشتیں پیش کیں، جن میں مطالبہ کیا گیا کہ جو مقام اردو کو حاصل ہے وہ ہندی کو دیا جانا چاہیے''۔[۹۶]

اس ضمن میں محققین نے یہ بات بھی لکھی ہے کہ بہار میں دیوناگری رسم الخط کے نفاذ کے بعد اردو ہندی تنازعہ مزید شدت اختیار کرگیا۔ مسلمانوں نے اس کی شدید مخالفت کی، لیکن اس تمام تنازعے میں بنیادی سوال یہ ہے کہ ''ہندوؤں کا یہ مطالبہ کہ جو مقام اردو کو حاصل ہے وہ ہندی کو دیا جانا چاہیے'' اور مطالبہ بھی اس وقت جب ایک جانب ہندوستان پر مسلمان حکمران نہیں رہے تھے اور انگریزوں کی حکومت قائم تھی جو ہندوؤں کو اپنا رفیق بنارہی

تھی دوسری جانب جمہوریت کے مغربی تصورات کو عین اسلامی سمجھ کر قبول کیا جا رہا تھا تو لسانی مسئلے پر مسلم شدت پسندی کیا محض مسلم قوم پرستی کا فطری ردعمل تھا یا اس کے دوسرے اسباب تھے؟ ہندوؤں کے پیش نظر یہ تھا کہ رعایا ہم پہلے بھی تھے اور اب بھی رعایا ہوں گے۔ عزیز احمد کے الفاظ میں ۱۸۳۵ء میں فارسی کے بجائے انگریزی کو تعلیم و انتظامیہ کی زبان بنانے کا نقصان مسلمانوں کو زیادہ پہنچا، ہندوؤں کے لیے تو یہ صرف ایک غیر ملکی زبان سے دوسری غیر ملکی زبان میں تبدیلی تھی۔ [۹۷] ہندوؤں کا مطمع نظر محض یہ تھا کہ جس طرح پہلے سابق آقاؤں سے تعاون کیا گیا ہے تو نئے حکمرانوں سے تعاون کیوں نہ کیا جائے؟

عزیز احمد نے ان اہم سوالات میں سے چند سوالات کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ یہ جوابات اہم تاریخی ماخذات سے مزین ہیں۔ ہندی اردو تنازعہ کا سراغ تاریخ میں ڈھونڈتے ہوئے وہ بتاتے ہیں:

۱) ''سبک ہندی کو جیسا کہ برٹلز نے لکھا ہے، ایک اسلوب کا رنگ دینا بڑی حد تک ایک معاشرتی مظہر ہے۔ اس کی جڑیں ایک طرف ہندوستان میں مسلمان اشرافیہ کی علیحدگی پسندی اور دانشورانہ خود پسندی میں اور دوسری طرف اپنے گرد و پیش کے طبعی ماحول سے ذہنی فرار کے باعث بال کی کھال نکالنے والی وہمیات کی بھول بھلیوں میں گرفتار رہنے میں پوشیدہ ہیں۔

۲) شعرائے دہلی نے ولی کو اپنا لسانی معیار تو بنایا لیکن اسے خود اپنے تخیل کے رنگ میں رنگ دیا۔ شعرائے دہلی نے جو خالص اردوئے معلیٰ پر فخر کرتے تھے اور جس نے فارسی طرز ادا اور صوری و معنوی خوبیوں کو اخذ و قبول کر لیا تھا، دکنی طرز ادا اور ہندوستانی زبانوں سے مستعارات کو رد کر دیا اور خاص طور پر ان مستعارات کو جو ہندو مذہب، ثقافت اور تصور کائنات سے تعلق رکھتی تھیں۔

۳) ہندوستانی اور ہندو عناصر کا یہ استرداد اجتماعی نفسیات کا غیر شعوری عمل تھا۔ اس عمل

میں ثقافتی معاندانہ ماحول اور فضا میں اپنی ثقافتی بنیادوں، نشانات واشارات اور اظہار کے محصور الفکر نمونوں کے تحفظ کا یہ فطری جذبہ کارفرما تھا۔ اس عمل میں تمثالی پیکر اور تخیل کاری کلیتاً فارسی نظیروں سے اخذ کی گئی یعنی فارس اور وسط ایشیا کے ان دیکھے مناظر وہاں کی آوازیں اور خوشبوئیں۔ ان کے مقابلہ میں ہندوستانی مناظر، آوازیں اور حسیاتی وجذباتی تجربات کو شاعرانہ اظہار کی لطافت سے خالی تصور کر کے چھوڑ دیا گیا۔ اردو شاعری میں نفسیاتی عمل، عثمانیہ ترکی شاعری میں فارسی روایات کے دخل کرنے کے عمل سے مشابہ تھا جو اناطولیہ کی معاشرت اور مناظر کو، تہذیب درباری شاعری کے لیے ناموزوں مواد سمجھتا تھا اور اسے صرف عوامی شعراء کی مشق کے لیے موزوں سمجھتا تھا۔ شاعرانہ ذہن کی یہ کیفیت جو مکمل طور پر غیر ہندوستانی علامات واستعارات کا سہارا لیتی ہے اس کی مثال اردو کے عظیم ترین شاعر غالب (۱۷۹۶ء...... ۱۸۶۹ء) کے قطعہ ''چکنی ڈلی'' سے دی جا سکتی ہے۔ چکنی ڈلی خالص ہندوستانی چیز ہے۔ غالب نے اس کے لیے آٹھ استعارے استعمال کیے ہیں جن میں سے سات غیر ہندوستانی مسلم ثقافت سے تعلق رکھتے ہیں۔ صرف ایک استعارہ یا تمثال ہندوستانی ہے یعنی مسی آلود سر انگشت حسیناں لیکن ہندوستانی استعارہ ہونے کے باوجود اس کی زبان انتہائی فارسی آمیز ہے۔

(۴) اردو شاعری نے ہندوستانی فضا سے الگ رہ کر کوئی کمی محسوس نہیں کی۔ اس نے اصول ریاضی کے عمل ضرب سے اپنے اندر وسعت در وسعت پیدا کی اور تمثالی پیکروں، علامات، کنایات، اشارات اور رموز وامثال کی ختم نہ ہونے والی دولت ذخیرہ کر لی، جو ذہن اور جذبات کے عمومی تقاضوں سے مناسبت رکھتی تھی۔ مسلم ہندوستان کے ثقافتی تجربات کے اشارات وکنایات ان مآخذ سے، جن کا آغاز ملک سے باہر ہوا تھا لاشعوری طور پر مجبوراً چنے رہے۔ ہندوانہ ثقافتی ومعاشرتی ماحول میں ڈوب جانے کا فطری خوف اس کے عجیب وغریب دیوتا، ہندوستانی مناظر سے کم وبیش بت پرستانہ محبت اس کی چونکا دینے والی حقیقت پسندی

اور اس کی دلفریب مہک اور آہنگ سے یہ ایک واضح جبلی فرار تھا۔ اٹھارویں صدی کے دوران مسلم پریشان خاطری کو جو سیاسی یا اقتصادی قوت کی حامل نہیں رہی تھی اور بالعموم مستقل اور مسلسل فتنے فساد، عدم تحفظ اور نیست و نابود ہونے کے خوف سے دوچار تھی۔ اردو شاعری میں جذباتی گریز کا ایک جز یہ ہاتھ آ گیا۔ ہندوستانی موضوعات کا رد بھی ایک طرح سے شخصی نظم وضبط کا اظہار تھا یعنی قدامت پرستانہ جذباتی اشاریت سے غیر مصالحانہ مطابقت تاکہ روحانی، جذباتی اور تخلیقی سطح پر اپنے امتیاز اور تفریق کو قائم رکھ سکے۔ اس کا مطلب یا اس کے اندر یہ مقصد ہرگز پوشیدہ نہیں تھا کہ ہندوانہ طریقہ ہائے اظہار یا ان کی موثر تردید کر کے کوئی جھگڑا مول لیا جائے۔ اردو کا مثبت رجحان اس امر کا آئینہ دار تھا اور اسی لیے اس کے اندر یہ نیم شعوری جذبہ کارفرما تھا کہ وہ بیرونی دنیائے اسلام سے اپنے فنکارانہ استحکام کو محفوظ رکھے اور اس سے منسلک رہے جس کا سررشتہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ اس کا منفی رخ یہ تھا کہ وہ ہندوؤں کی سرزمین ہندوستان سے بغیر کسی خاص جدوجہد کے لاتعلق رہے۔

۵) ''ہندی'' شاعرانہ زبان وطرز ادا سے پہلوتہی جسے دہلی اور لکھنؤ کے اردو شعراء نے ناقبول اور ترک کرنا شروع کر دیا تھا، اسی طرح کا جبلی وفطری عمل تھا اور یہ عمل ہندوستانی ماحول سے موضوعاتی بے تعلقی کا لازمی نتیجہ تھا۔ میر سودا اور مظہر نے دوسخنے کو بالکل ترک کر دیا جو ہندی دوہے کا ورثہ تھا۔ جیسا کہ گب نے لکھا ہے کہ نہ صرف عرب ذہن بلکہ ہر جگہ ''مسلم ذہن فنکارانہ گفتگو سے فوراً متاثر ہوتا ہے۔ الفاظ منطق یا سوچ کی غربال میں چھننے کے عمل کے بغیر جو ان کے اثرات کو کمزور یا سن کر سکتے ہیں، براہ راست دماغ میں نفوذ کر جاتے ہیں'' اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فارسی وترکی الاصل علامات وکنایات براہ راست تجربے سے صدیاں دور ہو کر بھی ہندوستان میں کیوں اور کس طرح ترقی کرتی اور نمو پاتی رہیں۔ اسی طرح عرب ذہن کی جزرسی نے ہر جگہ مسلمانوں کے شاعرانہ تجربہ کے وقوف وآگہی پر بڑا زبردست اور گہرا اثر چھوڑا ہے۔ اسی سے یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ تمام تر تخلیقی

قوت کا ارتکاز صنف غزل موتیوں کی جانب ہی کیوں ہوا جس کا ہر شعر جدا جدا مضمون کا حامل ہوتا ہے اور پوری غزل موتیوں کی لڑی کی طرح ایک مشترک بحر و وزن کے روایتی رشتہ میں منسلک ہوتی ہے۔

(۶ جمالیاتی قدر افزائی کے یہ رخ، جن کی جڑیں آفاقی اسلامی ثقافت کی روح میں اتنی گہرائی تک پیوست ہیں، ہندو ذہن کم و بیش ان کو سمجھنے سے قاصر رہا۔ اس کے ردعمل کو چٹرجی نے ان الفاظ میں سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔ ''اردو ادب کی اپنے ابتدائی دور کے پورے دائرہ میں .... فضا اشتعال انگیز حد تک غیر ہندوستانی رہی ہے۔ ہندوستان کی ہر اس شے کی طرف سے قصداً آنکھیں بند کر لی گئی تھیں جسے فارسی شاعری میں برتا یا شامل نہیں کیا گیا تھا'' ہندوستانی ماحول کے اردو سے خارج کر دیے جانے کے باعث ہندوؤں کی اکثریت نے بھی اس کو رد کر دیا اور للولال کے ۱۸۰۳ء کے تجربہ کے بعد انھوں نے موجودہ ادبی ہندی اختیار کر لی جو (دراصل) اردو کی سنسکرتائی اور ہندیائی ہوئی شکل ہے۔ ہندی احیاء کی یہ تحریک دراصل مبالغہ آمیز جواب تھا، مسلمانوں کی بیرون جات سے شعور وجدان کے لیے مواد حاصل کرنے کی خواہش اور چیلنج کا۔ چٹرجی آگے چل کر لکھتے ہیں کہ ''ایک ایسا ادب اور زبان جس کی بنیاد ایسے آدرش پر ہو جو ہندوستان ہی کی سرزمین پر ہندوستان اور ہندوستان کی ثقافت کی نفی پر مبنی ہو، ہندوستان کے سپوتوں کا اس کے مقابلے میں اٹھ کھڑا ہونا جو اپنی قومی ثقافت سے چمٹے ہوئے ہوں، لازمی اور لابدی تھا اور یہ چیلنج انتہائی سنسکرت آمیز ہندی کی صورت میں رونما ہوا۔

(۷ فورٹ ولیم کالج سے پہلے نثری اردو ادب میں ہندوستانی ماحول سے احتراز اور علیحدگی کے اور زیادہ پیچیدہ نقشے اور نمونے نظر آتے ہیں۔ جب کہ مذہبی تحریرات میں وہ عربی نحو کی پیروی کرنے کی کوشش کرتی ہے اور نثری عشقیہ قصوں میں اس نے داستان کی خیالی عالم آرائیوں اور بالخصوص داستان امیر حمزہ کے سلسلے میں خود کو گم کر دیا، جو ترکی سے لے کر جاوا

تک پوری اسلامی دنیا میں جاری و ساری تھا۔ اردو میں داستان ایک باہمی ہلاکت آفرین، پیچیدہ اور لاانتہا حالات و واقعات کا ذخیرہ بن گئی جس میں امیر حمزہ (پیغمبر اسلام صلعم کے عم بزرگوار کا افسانوی مرقع) کی فوج، عیاروں کی مدد سے، کافر بدمعاشوں، مردوں اور عورتوں پر جو سحر و جادو سے کام لیتے تھے، سحر زدہ شہروں میں رہتے تھے یا انھیں ساحروں کی مدد حاصل ہوتی تھی، فتح حاصل کرتے تھے۔ داستانوں کے یہ جادوگر ہندوؤں سے نیم مماثلت رکھتے تھے۔ داستانوں کے ان پٹے ہوئے اور مستقل تصادمات میں ایک اسلوبی اور مبہم عکس ان مستقل ہنگاموں اور انتشار کا نظر آتا ہے جن میں مغلوں کے دور مصائب یعنی اٹھارہویں صدی اور انیسویں صدی کے اوائل میں ایک قوم دوسری قوم سے دست و گریبان نظر آتی تھی۔

(۸) ہندوستانی فضاء و ماحول سے بے توجہی اور روگردانی کے مقابلے میں ہندوستانی عناصر کی قبولیت کی مثالیں بہت کم اور منتشر ہیں۔ بیانیہ نظم میں ہندوستانی مواد بہت ہی کم پیش کیا جاتا تھا۔ صرف ایک ''طوطی نامہ'' اس سے مستثنیٰ ہے جس نے دکنی میں بخشی کے تین مقلد پیدا کیے۔ شمالی ہند کا صرف ایک شاعر قابل ذکر ہے جو انیسویں صدی کے وسط میں گزرا ہے اور جس نے ہندوستانی فضا اور زندگی، رنگ، لطافت، گہرائی اور موزونیت و روانی کو دریافت کیا اور جس نے بغیر کسی جھجک اور ہچکچاہٹ کے اس کے متعلق لکھا اور دربار کے صیقل شدہ اور منجھے ہوئے معیار سے بے نیاز ہو کر تمام ذرائع سے ذخیرۂ الفاظ مستعار لیا۔ یہ شاعر نظیر اکبر آبادی (وفات ۱۸۳۰ء) تھا جسے اس کے اپنے عہد کی نسل نے قابل التفات نہیں سمجھا بلکہ بڑی حد تک اس سے ناواقف رہی۔ اس کی دین داری کی جڑیں مروجہ تصوف میں پنہاں تھیں اور مذاہب کی یک جہتی میں اس کا شغف اس حد تک تھا کہ وہ دوسرے مذاہب ہندو سکھ وغیرہ ہم کے تیوہاروں پر نظمیں لکھتا تھا۔ بیسویں صدی کے تیسری دہائی تک وہ واحد اردو شاعر تھا جس نے ہندوستان کے گروہ در گروہ لوگوں سے ربط و ضبط رکھا اور بلا امتیاز ملت و مذہب سب

کے مذاق و پسند کے مطابق شاعری کی۔ ہندوستانی زندگی کی وجودیت میں ایسی گہری موضوعاتی دلچسپی صرف ایسی زبان میں بیان ہو سکتی تھی جو لوگوں کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ پر مبنی ہو اور لاتعداد روز مروں کے تنوع سے دھڑک رہی ہو اور دہلوی اور لکھنوئی شعراء کی شاعرانہ زبان کی ان سخت بندشوں سے آزاد ہو جنھیں ان شعراء نے نسلاً بعد نسل اپنے اوپر مسلط کر رکھا تھا۔

۹) اردو شاعری نے ہندوستان کی طرف اس وقت رخ کیا جب کہ مسلمانوں کی قدامت پسند جمالیاتی اقدار ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے اثراتِ مابعد کے تحت پارہ پارہ ہو چکی تھیں اور مغربی تنقید نے اسے فارسی کے تتبع میں تصنع تنگ نظری اور بے دست و پائی کے تعلق سے ہدف ملامت بنایا۔ حالی و آزاد دونوں قدرت کے موضوعات پر برابر لکھتے رہے لیکن ان کی مساعی میں شعوری کوشش کا احساس موجود ہے اور ان کا تخیل اور ذہن قریب قریب اپنے پیشروؤں جتنا ہی فارسی زدہ ہے۔

۱۰) اردو ادب سے تعلق اور اشتراک صرف ان ہندوؤں تک محدود رہا جو مذہبی یک جہتی کے قائل تھے مثلاً کھتری، کائستھ اور کاشمیری برہمن اور کچھ گنگ وجمن کے دو آبے کے حاشیہ کی جماعتیں۔ اس اشتراک کو ماضی میں فارسی کے استعمال کی ایک کڑی سمجھنا چاہیے۔ یہ اشتراک مسلم ہندوستانی ثقافت سے ان کی ہم آہنگی کے باعث بھی تھا۔ ہندو دانشورانہ شعور کے بڑے دھارے نے اردو کو منتخب نہیں کیا بلکہ اپنے اظہار اور ابلاغ کے لیے اس نے یا تو ہندی بولی یا علاقائی بولیوں کو ترجیح دی یا پھر سنسکرت کو۔ انیسویں صدی کے وسط سے پہلے جو ہندو اردو میں لکھتے تھے انھوں نے نہ صرف یہ کہ اپنی ثقافت سے ذہنی طور پر علیحدگی اختیار کی بلکہ اس ثقافت کو قبول کر لیا جس کے مآخذ دوہرے طور پر بیرونی تھے۔ اس سے اردو کے ہندو شعراء کی تخلیقی قوت رک گئی اور وہ بس فنونِ لطیفہ کی سطح تک پہنچ کر رہ گئے اور فنون لطیفہ کے یہ شائق اردو شعراء کے مشہور تذکروں

اور شاعری کے مجموعوں کے نامور مؤلف بن گئے، مثلاً لچھمی نرائن شفق یا لالہ سری رام۔" [۹۸]

عزیز احمد کے یہ دلائل اس وقت تک سمجھ میں نہیں آ سکتے جب تک عرب قوم پرستی کی شعوبی تحریک کو نہ سمجھ لیا جائے اور اس تحریک کے باقی ماندہ مذہبی عناصر کی ہیئت ترکیبی کو جو عربی ثقافت کو اسلامی ثقافت کے طور پر دنیا کے ہر خطے خصوصاً پاک و ہند میں آج بھی متعارف کرانے میں مشغول ہیں۔

رسول اکرمؐ کی سنت اور اسوہ حسنہ کی پیروی ہر مسلمان پر لازم ہے اس فرض سے انکار کی گنجائش ہی نہیں لیکن ہر تہذیب و تمدن کے صالح عناصر کو اپنے سانچے میں ڈھالنا اپنی تہذیب میں جذب کر کے اس کے غیر اسلامی عناصر کو پاک کرنا اور اس نئی تہذیب کو اسلامی تہذیب بنا لینا اسلامی تاریخ دعوت تبلیغ تمدن و تہذیب کا اصل سبق ہے۔ ہندوستان میں اس سبق کو فراموش کر دیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہند میں مسلمان فراموش شدہ تاریخ بن گئے۔ سبق سے انحراف دانستہ تھا یا نادانستہ بہر حال اس کے زبردست منفی اثرات مرتب ہوئے "مقامیت" سے گریز اور ہندی تہذیب کے صالح عناصر سے اغماض اور گرد و نواح سے لاتعلقی کی ان کیفیات کے زبردست منفی اثرات مرتب ہوئے غالباً اسی لیے ردعمل کے طور پر دکن میں "اردو" زبان کو "مسلمانی" زبان کہا جاتا تھا۔

عزیز احمد اس ردعمل کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اردو کے خلاف ادبی ہندی کا علیحدگی پسندانہ اور منکرانہ کردار تھا اور اس بات سے ہندوؤں کو کچھ زیادہ اختلاف نہیں تھا۔ وہ خود اسے "رسمی طور پر پاک اور صحیح" نہیں سمجھتے تھے اور اسے "جامنی" یا "یامنی" یا "یاونی" کہتے تھے یعنی وہ زبان جو "یاونوں" یا غیر ہندو وحشیوں کے لیے موزوں تھی۔ "ہندوؤں میں مسلمانوں کے لیے اس حد تک نفرت کی

وجوہات جاننا ضروری ہے۔ ان وجوہات کے بغیر ہم ماضی کے واقعات، حادثات اور سانحات کا درست تجزیہ نہیں کر سکتے۔ رسول اکرمؐ نے مدینہ سے یہودیوں کو بے دخل کیا اور جزیرہ العرب میں ان کا داخلہ ممنوع قرار پایا اس کے باوجود یہودیوں نے اندلس اور ترکی میں اپنے آپ کو محفوظ سمجھا اور آج بھی ترکی میں یہودیوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ لیکن اس دور کے یہودی ادب میں ایسی نفرت کا اظہار نہیں ملتا''۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ خالص اور سنسکرت سے بھرپور ہندی زبان (سنسکرت نستھا) میں جو پہلی کتاب تصنیف ہوئی وہ دیانند سرسوتی کی ''ستیارتھ پرکاش'' تھی جو متشدد ہندو احیاء پرست آریہ سماج کا بانی تھا۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے اس خیال کو شعور اور واقعیت کا جامہ پہنایا کہ ہندی کو پورے ہندوستان کی بین ہندو زبان ہونا چاہیے۔ سناتن دھرم، جو پنڈت شاردارام کی قیادت میں ہندو مذہب کے احیاء کی زیادہ اعتدال پسند اور روایاتی تحریک تھی، اس نے بھی ہندی کو استعمال میں لانے کی صلاح دی تھی۔

۱۸۶۷ء سے اس بات پر زور کم ہونے لگا کہ ہندی کلیتاً شمالی ہند کے ہندوؤں کی زبان ہے بلکہ اس بات پر زور دے کر پروپیگنڈہ کیا جانے لگا کہ انتظامیہ کی نچلی سطح پر اسے دفاتر میں بجائے اردو کے استعمال کیا جائے۔

متذکرہ بالا حالات میں اس کے برعکس سید احمد خاں اردو زبان کے ضیاء کو ہندوستانی مسلمانوں کے لیے اتنا ہی مضرت رساں سمجھتے تھے جتنا کہ ان کے مذہب کا ضیاء۔ ۱۸۷۰ء میں گارساں دی تاسی نے بڑے افسوس کے ساتھ لکھا کہ زبان کی چپقلش ہندوؤں اور مسلمانوں کو دو متحارب اور مخالف گروہوں میں بانٹ رہی ہے اور کچھ ہندو تو اردو کے بجائے انگریزی کے بطور سرکاری زبان قبول کرنے کے لیے تیار ہیں۔

سب سے پہلے بہار میں اردو کے بجائے ہندی کو تحریری بیان کے لیے قانونی

عدالتوں میں رائج کیا گیا اور پھر ۱۸۷۲ء۔۱۸۷۳ء میں صوبہائے متوسط اور بنگال کے ضلع دارجلینگ میں دفاتر زیریں میں اردو کی جگہ ہندی نے لے لی۔ اسی قسم کی تبدیلی کے لیے شمالی مغربی صوبہ (جو بعد میں صوبجات متحدہ سے موسوم ہوا) میں بھی دباؤ بڑھ گیا۔ ۱۸۸۱ء میں حکومت بنگال نے بہار میں ہندی کو دیوناگری رسم الخط میں تحریر کرنے کا قطعی حکم صادر کر دیا۔ ۱۸۹۸ء میں برطانیہ کی ہندی کی سرپرستی انتہا کو پہنچ گئی جب کہ شمال مغربی صوبے کے گورنر سرانتھونی میکڈانلڈ نے نہ صرف یہ کہ ہندی کو اردو کی جگہ صوبے کی عدالت ہائے زیریں میں زبردستی داخل کر دیا بلکہ مسلمانوں نے اس سلسلہ میں جو احتجاج کیا اس کے خلاف انتہائی انتقامی کارروائی کی گئی اور مسلم تعلیمی اداروں مثلاً علی گڑھ اور ندوۃ العلماء کے ساتھ ناقابل فہم معاندانہ سلوک کیا گیا اور سید احمد خان کے جانشین محسن الملک کی تذلیل کی گئی''۔[۹۹]

متروکات کے ضمن میں یہ مباحث ممکن ہے بعض طبائع کو بے ربط، اور غیر متعلق محسوس ہوں لیکن درحقیقت اس بے ربطی اور بے تعلقی میں بھی ایک گہرا تعلق پوشیدہ ہے۔ برعظیم پاک و ہند کی ملت اسلامیہ اور اردو لازم و ملزوم بن گئے ہیں۔ اس خطے کی سیاست اور تاریخ پر لسانیات کے گہرے اثرات سے انکار ممکن نہیں ہے لہٰذا لسانیاتی جائزہ صرف زبان تک محدود نہیں رہ سکتا اس کا تعلق اس زبان بولنے والی تہذیب، تمدن، تہذیب، اس مذہب کی اقدار، روایات، علمیات، مابعد الطبیعیات اور اس مذہب کے ماننے والوں کے طرز عمل کے ساتھ براہ راست منسلک ہے۔ شاید یہ بات ہمیں یاد ہو کہ تحریک خلافت میں موپلوں کی غلطی نے اس تحریک کی عمارت کو منہدم کر دیا اور یہ غلطی ایک عظیم خلیج پیدا کرنے کا سبب بن گئی۔

پاکستانی اور ہندوستانی اردو میں مستعمل الفاظ

خالد حسن قادری کی مرتب کردہ ''متروکات کی لغت'' میں شامل الفاظ کی تعداد تقریباً ۴۰۰۰ ہے ان الفاظ میں سے تقریباً ایک ہزار الفاظ ایسے ہیں جو پاکستانی اور ہندوستانی اردو میں مستعمل ہیں لیکن انھیں بھی متروکات کی فہرست میں شامل کر دیا گیا ہے ذیل میں ایسے الفاظ کی فہرست درج ہے:

آ

آب باراں
آب پاشاں
آب تابہ
آب دنداں
آبرو طلب
آبلۂ فرنگ
آبی
آبِ رز
آپ خورادی آپ مرادی
آپ روپ
آپ کاج مہا کاج
آپا
آپا دھاپی
آپس میں رہنا

آپتی
آتم (آتما/آتمہ)
آتمانند
آتمہ ہتیا
آتنک
آٹوپ
آٹھ پَہری (آٹھ پَہَریا)
آچارج (آچاری/آچارئیہ)
آختہ (اختہ)
آخر
آخر ہوا
آدم چشم
آدھار
آدیش
آڈھیان
آدم چشم

آدز
آرام
آرتا (آرتی)
آرتھی
آرجار
آرسی
آرسی مصحف
آروپ
آروپنا
آری
آریہ سماج
آڑجا
آڑ (اڑواڑ/اڑبنگا)
آڑا گوڑا (اڑگوڑ)
آڑھ
آڑھت

آڑھ (اڑھ)
آڑی
آڑے ہاتھوں لینا
آزاد
آزمانا
آس
آس تکنا، لگانا
آساوَنت
آسجنا (آس چھوڑنا)
آسرا
آسمان
آسن باسن
آسیب
آسیرِ واد (باد) / آسیر
وَچَن (بَچَن)
آسِن
آسَن
آسَن
آسُرُ۔ اسُرُ
آستھاَن
آسَرَم۔ آشْرَم

آش (آشا)
آکاس (آکاش)
آکاش وانی (بانی)
آکال
آگامی
آگہی
آگیا
آلتمغا
آلسی
آلُکس
آلُکسی
آم
آمَرس (امُرَس)
آملا (آوَلا)
آنچل
آنکھ آنی
آنکھوں میں گھر کرنا
آنکھیں دیکھنا
آنکھیں موندنا
آنڈ
آواگن (اواگون)

آوَبھاؤ
آوَبھگت (بھگت)
آئینہ بند (آئینہ بندی)

ا

اب اب کر کے
اب تب کرنا / ہونا
ابوجہا
ابھی ہاتھ منہ پر سے نہیں
اترے
اپنیوں پر آگیا
اتار
اتفاق
اٹک مٹک
اٹکل
اچپلاہٹ
اچھال چھتی
اچنت
احوال
اردو
اڑاڑا (کڑاڑا)
اڑسنا

ایک سوتیس CXXX

اڑنگ بڑنگ (اڑنگ تڑنگ)
اسامی
استری بھوگ
استنجا
اسم نویسی
اسٹشٹ
اساوری
اسّی
اک تالا
الوتے بلوتے
امانت
امید
انتظام دینا
اندھا کنواں
انگرکھا
اوپچی
اوٹ
اوٹ/اوٹل/اوجھل
اوچھا
اوکھی
اوگھٹ

اہنکار
ایک آنچ کی کسر
اِحمقانہ
اِدھر کاٹے اُدھر پلٹ جائے
اِزار
اِزدِحام
اِس
اِس پار سے اُس پار
اِس کاندھے چڑھ اس کاندھے اتر
اِسپ
اِستری
اِستعمال
اِسرار
اِسرائیل
اِستحقاق
اِشتہار
اِغماز
اِندو
اِندَر
اِندَردَھنُش

اِیواڑا
اَبڑ دَھبڑ
اَبھپرائے
اَبھاگا (اَبھاگی/اَبھاگیے)
اَبَسن
اَبوڑی
اَپار
اَپار
اَپھَڑانا/اَپھَڑ جانا/اَپھَڑنا
اَپسَرا
اَٹک (اٹکاؤ/اٹکنا)
اَٹھوانسا
اَٹھیل
اَٹھلانا
اَٹھوارہ
اَٹیرن
اَٹاری
اَٹ سَٹ
اَٹنا (اَٹ جانا)
اَجیرَن
اَجی

اَچیرن
اَچگر
اَچرا
اَچرج
اَچھوتی
اَچیت
اَچنبھا
اَچکن
اَختر بَختر
اَختہ
اُدھار
اُدھک
اُدھکار
اَدا
اَدَل بَدَل (ادلا بدلا/ادلی بدلی)
اَدھرم
اَدھن
اُدھورا
اُدھواڑ
اَڈّا

اَرتھی
اَرجَن
اَرجُن
اَرداس
اَردھنگی
اَردلی
اَرگنی
اَرمان
اَرواح
اَرولی
اَڑانا
اَڑنگ
اَڑنگ بڑنگ
اَڑی دھڑی
اَڑھنگن
اَڑبڑ
اَڑتل
اَڑنا
اَژدَھام
اَساڑھ
اَساونت

اَساودھانی
اَسوامی بَکِری
اَسوبھا
اَسیس/آسیس
اَست
اَسنگ/اَسنگھ
اَسری
اَسّی
اَسرار
اَسوار
اَسوار
اَشرافت
اَشُدھ
اَشرَاف
اَشرَفی
اَشلوک
اَکارَت
اَکال
اَکالی
اَکارَن
اَکھوا

اَکھنڈ
اَکالہ
اَگر دال
اَگنی
اَلبیلا / البیلی
اَلڑ / اَلہڑ
اَلھم
اَلخالق
اَمانی
اَماوس
اَمبیا
اَمِٹ
اَمراوتی
اَمَر
اَمَک / اَمَک / ڈھمک / امکا
ڈھمکا
اَمرس
اَناتھ
اَنترا
اَنکھڑی / اَنکھیا / انکھیاں
اَنکھوا

اَنوٹھا
اَنّ
اَنّ داتا
اَن
اَند ولَنا
اَندھرہ / آندھرا
اَنسویا
اَنکانا / آنکنا
اَنوٹ
اَنّ وَدھ
اَوتار
اَہنسا
اُبٹنا
اُبٹن
اُبل گیا
اُبلتی چاٹتا ہے
اُبھارنا
اُبھاڑنا (اُبھارنا)
اُبھرنا
اُپدیش
اُپی

اُتارا
اُترنا
اُتکل
اُتھل
اُتھل پُتھل
اُتو
اُترنگ (اترنگا)
اُٹھنگل
اُٹھک بیٹھک (اٹھتے بیٹھتے)
اُٹھنا
اُٹنگن
اُجڑا ۔ اُجڑی
اُچاپَت
اُچھال چھکّا
اُچھلنا
اُچاٹ
اُداس
اُداسی
اُداسی
اُداسا
اُدھار

اُدھڑنا
اُدِیَمْ
اُژدابیگنی
اُڑانا
اُڑنا
اُڑت کانوری
اُڑ فاختہ
اُس
اُسیر
اُسیر کرنا
اُکالنا
اُگٹ/اُکٹ
اُگاہنا
اُلاہنا/اُلہنا
اُلل پڑنا
اُورُوج
اُوبْ

ب

بابت
بائبل
بادیہ
بار
بارات عاشقاں بر شاخ آہو
باری
باسی کرنا
باگ موڑنا (باگ مڑنا)
بان
باندھو
باولی
بایاں
بٹیر بازی
بچونگڑا
بچھیا کا باپ
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
بسنت
بگیر بچہ
بلی دان
بلُوتے
بنولا چابنا
بوالہوس
بوتُو
بودلا
بوڑھی عید
بوکھلانا
بولتا
بوٹی
بھاپ
بھاڑا
بھاگ گئی
بھٹ
بھٹنی
بھرتر- بھرتھری/بھرتری
بھوگ
بھیانک
بھیگی بلی بتاتا ہے
بیتال
بیر
بیراگنی/بیراگی
بیرن/بیری
بیَراگ (وَیراگ)/بیراگن
بے داشت
براجمان (وِراجمان)
براجنا (وِراجنا)

برت (برتا)
بروگن (وِروگن)
برکت
بسارنا (بسرانا)
بستار
بستار (وِستار)
بسترا
بسرا
بسرام
بسَرنا
بکسنا (وِکسنا)
بلَسنا
بنتی (وِنتی)
بہانا
بہائی
بھشٹل
بیڑ
بیڑا باندھنا
بیڑن
بینی
بچوگ

بٹ باڑ
بخشی
بدھی
بَر
بَرج (وَرج)
بَرکھاسن
بَروٹھا
بَراہ
بَڑھا (بَڑہ/وَڑہ)
بَسولی
بَغلانا
بَکاوَل
بَگھار (بگھاری)
بَگل (وَگل)
بَلی
بَلہار (بلہاری)
بَوڑم
بَولا
بَہو
بَھاج
بَھاجی

بَھاڑ
بَھانت
بَھانجنا
بَھانڈا
بَھبکا
بَھبکانا
بَھٹ جانا (بَھٹنا)
بَھٹو
بَھٹو
بَھدرا
بَھدرک
بَھرمانا
بَھنڈے خانہ
بَھوج پتر
بَھیا۔ بھیے۔ بھیئی
بُر
بُرجری
بُرد
بُرد
بُرج (بُرج مضموم)
بُڑھ چود (بُڑ چود)

بُکا
بُکلانا
بُکنی
بُکی
بُو
بُور
بُور
بُوڑی
بُونٹ
بُہارن
بُہتا
بُھجنگ۔ بُھجنگا
بُھور
بُرکنی

پ

پاتال
پاکھا
پاکی لینا
پاگھنڈ

پانی پی پی کے کوسنا
پانی سے پتلا کرنا
پانی لگنا
پانی مرنا
پایل
پاؤں چل جانا
پاؤں پھیلانا
پاؤں ڈِگنا
پاؤں قائم کرنا
پاؤں کسی کا گلے میں ڈالنا
پاؤں گاڑنا
پتلی کا تارا کرنا
پتنگ بازی
پتیانا
پدماوتی
پدمنی
پدھان۔ پردھان
پراتھنا/پرارتھنا
پران
پرہیز
پس انداز

پپا
پکھروٹا
پلیتھن پکانا
پنڈارا
پنیری
پنیری جمانا
پھل
پھول آتے ہیں
پھیکا
پھٹکر
پیالہ نوالہ
پیٹھ لگنا
پیچ کرنا
پیچ لینا
پیڑ
پریتم
پنڈ
پنڈی
پَت
پٹریا
پَٹھا

پٹّن
پَدھارنا
پَدَم
پَر
پَربھو
پَرات
پَرماتما
پَرنام
پَرتل
پَلّا (پلّہ)
پَنہاری
پَنیری
پیچ
پُراتَم
پُشتی
پُھنّو

ت

تار ٹوٹنا
تارے دکھانا
تازی
تبارک

تختہ ہونا
تربندی
ترشول
تریاہٹ
ترلوک
تڑیڑے
تعریف المجہول بالمجہول
تکیہ کلام
تلوارا
تلوں میں تیل نہ ہونا
تمباکو
تمولی (تنبولی)
توسن
تھان
تھیوا
تھوک لگانا
تیکھا
ترمرانا
ترپھلا
ترمری
تریاچرتر

تل
تلنگا
تھیگلی
تیاگ
تاش
تد
ترنا
تسکر
تسکری
تھوتھا

ٹ

ٹانکی
ٹیک نویس
ٹپکی پڑنا
ٹک
ٹکور
ٹکورا
ٹکی لگانا
ٹوپی والا
ٹونے ٹوٹکے
ٹھاکر

ایک سو سینتیس CXXXVII

ٹھاؤں ٹھاؤں مارے

مارے پھرنا

ٹھٹھیرا

ٹھیکری چُننا

ٹُھرا

ٹُھیکری

ٹُھرِیا

ٹُھرَک

ٹُھرّا

ٹُھہاکا

ٹیسو

ٹیکر (ٹیکرا)

ٹینی

ٹُھٹ (تَٹ)

ٹُھسا

ث

ثابت

ج

جار

جاکڑ

جامہ

جانگڑ

جمان

جگر جگر، دگر دگر

جنتری

جنوائی

جوگا

جوں

جوین لگ گئیں

جہانگیری

جھاڑو

جھوٹا

جھجھر

جھور

جی

جی پگھلنا (جی پسیجنا)

جی کی امان مانگنی (جی کی امان پانی)

جیبھ چلانا

جیٹھ/جیٹھانی

جیوڑا

جیہڑ

جکڑی

جمانکی (جمانکی)

جَدی (یدی)

جگت

جَل لکڑ/جَل لکڑ

جَلیب

جَلوَہ

جَم

جَمدھر

جنگم

جنک دُلاری

جَنتر (ینتر)

جَھلا جَھل

جُرا (جرعہ)

جُزگیر/جزوگیر

جُزرس (جزورس)

جُگ

جُگ جُگ

جُگ دار (جگادری)

جُگادری (جغادری)

ایک سواڑتیس CXXXVIII

جُمعگی

جُواری

جُوت

چ

چبوترہ

چپکن

چپنی

چپنی چاٹ کرگزارا کرنا

چراغی

چکنی صورت

چلے جاتی ہے (چلی جاتی ہے)

چوت

چھچھانا

چھاتی پرمونگ دلنا

چھاتی پھٹنا

چھاتی گدرانی

چھانڈ (چھانڈنا)

چھری تلے دم لینا

چھی

چھَنڈنا

چھدّا

چیر

چیراا تارنا

چیلنج

چیں بولنا (چیں ماننا)

چاٹچی

چندرانا

چچھا

چہرہ

چیٹک

چیت

چَپَل رچَپلا

چَپّہ

چتُرا

چڑکٹا

چَشَک (چشک: فارسی)

چکلا

چکوتا

چکُلہ

چَموٹی

چَنڈی

چَنڈال

چوتالا

چوکا

چومکھا

چھبیلا

چھل

چھن

چُرا (چیری)

چُٹیا

چُل

چُمی (چُمی)

چُوانا

چُورمحل

ح

حاضری

حال حال

حج کا سا ارادہ ہے

حلّاج

خ

خاصہ پرُ

خاک پھانکنا

خاک ڈالنی (خاک ڈالنا)
خال خال
خالہ کا گھر
خانقاہ
خانہ آباد دولت زیادہ
خالُصَہ
خدا کے مارے
خصیوں میں تانت باندھ دینا
خصّی پرنالہ
خصّی پلاؤ
خفا
خلاصہ
خواص
خوش خَبَرُ
خون جگر پینا (خون جگر کھانا)
خون چاٹنا
خُشتَکُ
خَر
خَرِ بشا (خَرِ بشی)
خَصَم (خُصَم)
خَلْقَتُ کی گرمی

د

داب
دار/دارا
دارو
داروڑی
دام
دانایانِ فرنگ احمقانِ ہند
دائی
دایم المرض
دست فروش (دست فروشی)
دست گاہ
دست لاف
دستخطی
دستوری
دعوت شیراز
دل سوز خانہ تراش
دلی کی دلوالی منہ چکنا پیٹ
خالی
دووَرُقی
دھار پر مارنا
دھونتال پن

دھونسا
دھونسا کھانا
دھونی
دھونی لگانی
دھونتال
دیوان جی
دیواَن
دیوداسی
دیہہ
دِگمبر
دِلدّ ر
دِلَدّ رنکالنا
دِھپَرَج
دِھی/دِھیا
دَب
دَرپَنُ
دَل
دَمڑی
دَتّا
دَوُنا/دَوُنہ
دَھانگڑ

دُبّ

دُبدھا

دُربھاگی

دُوار

دُھتار/دُھتّر

دُھتا/دُھوترار

دُھتا

دُھتا دینا

ڈ

ڈاب

ڈار

ڈانگ

ڈانگر/ڈنگر

ڈِزیں مارنا

ڈلک/ڈھلک

ڈلک

ڈنڈے کھیلنا

ڈھنڈورا

ڈھوڑا

ڈینگ

ر

راس

رال

رَبڑ

رتّی

رتن

روکڑ

روکڑ ملنا

ریوڑی

ریوڑی کے پھیر میں آنا

رانجھ

رِیل

رِیل پیل

ز

زیارت و بازدید

س

سانبھر

سانجھ۔ سنجھا

سانڈو

ستارہ

ستوانسا

سٹکانا، سٹک جانا، سٹکنا

سر چڑھ کے مرنا

سرو چراغاں

سڑک

سفر کرنا

سلاطین

ساجی

سٹھ

سنگ پا، سنگ پائے

سنگِ فرش

سنہرا

سواری

سوال

سونٹھ

سوس

سوکن، سوت

سوگی

سولہ سنگھار

سوم

سوندھا

سونگھا
سوئی کے ناکے سے خدائی کو نکالنا
سوُنہہ
سیتا پھل
سیتل پانی
سیف زبان
سیندھ
سر چڑھانا
سر منڈانا
سرُ ہونا
سِفلی عمل
سِکورہ
سِیتنا - سینتنا
سِلی
سِیندھا
سَبزی
سَتّو خورہ
سَتُونتی
سَروپا
سَرُوہی

سَرز جُنہار
سَرز جَن
سَقطی نامہ
سَمپت
سَمپت
سَم
سَمبھاونا
سَمبھاونا
سَمبَت
سَمبَندھ
سَمرَن
سَناتَن دَھرم
سَناتَن
سَنکل
سَنکل
سَنجھا (سَندھیا)
سَنجیوَن
سَنجیوَنی
سَنجوگ
سَندھان
سَنگار

سَویمبر
سکھی - سکھیاں
سُمرن
سُدبل
سُونٹ

ش

شاخ سانہ
شام کے مردے کو کب تک روئیے
شامل
شان
شکتی
شلوکا
شمسی
شمع کا چور
شوبھا
شہد لگا کے الگ ہو جانا
شیتل
شیروانی
شیشا
شیشے میں اتارنا

شری

شق دار

شام

شبنم

شمسہ

شمع

شہر لگن

شدھی

شدھ

شہدا

ص

صبح خیزیا، صبح خیزا

صحنک

بی بی کی صحنک

صدا کہنا

صَنڈل گھِسنا

صَید

ض

ضِلَع

ط

طرَف

طرق

طیوروں

ظ

ظہیر

ع

عالم گیری

عرب سرائے

عسراء

عورتوں کے مہینے

غ

غل

غلام گردش

غُلیلا

ف

فارسی بگھارنا

فارغ خطی

فارغ خطی لکھوانا

فراق

(اسکے) فلک کو خبر نہ ہونا

فُوتی

فوتی فراری

فوتی نامہ

فوارہ

فُوہ

ق

قزلباش

قاضی قدوہ

قُبُل

قرآن اٹھانا

قُلَتَین

قیف

ک

کاتبی

کاج

کاجو بھوجو

کاچھ

کاچھی
کافر
کال پڑنا
کالا چور
کامنی
کان پر جوں نہ چلنا / کان
جوں نہ رینگنا
کٹوروں کی جھنکار
کچھ تم سمجھے
کچے گھڑے پانی بھرنا
کروڑ
کروڑا / کروڑی
کسبی / کنجری / کنچنی
کفن پھاڑ کے بولنا
کلنگ، کلنک
کلوٹا
کمال کرنا
کمری
کنچا
کوتوال
کوتھمیر، کوتمیر

کوٹھی
کوٹھی
کوٹھی بیٹھنا
کوک
کوک شاستر
کومل
کھٹائی میں پڑنا
کھڑا کھیل فرخ آبادی
کھلے بندوں
کھجلانا
گامنا
گانس
گپٹی
گپٹ
گترانا
گچھ، گچھار
گدو، گدّو
گر
گسنا
گسالا
گسن

گلاہو
گلسی
گلا
گلال، گلار
گلچان، گنجلی
گنجن
گوتھ
گٹم، کٹمب
گجلی بن
گرسی
گرسف
گم گم
گندی کرنا
گنڈ
گوگرمتا
گوچنا

گ

گابھ
گات
گاتھا
گانڈا

گل چھرے اڑانا

گلا بندھانا

گلاب

گلستان کا باب پنجم

گلے پڑنا

گنج

گنج

گنجایش

گنگارام

گوری

گوری

گولک

گہہ باندھنا

گہہ

گھاٹ

گھڑسال

گھڑی میں تولا گھڑی میں ماشا

گھوسی

گھونگھٹ

گھونگھٹ کا دروازہ

گھونگھٹ کرنا

گھونگھٹ کھانا

گھونگھری

گھونگی ۔ گھونگھی

گھر جانا

گیلڑ

گین باز

گِرز دھونا

گرز بھ

گلیز

گمک

گمٹ

گل بازی

گل ریز

گم

گوڑ

گہار

گھرسنا

گھڑ چڑھی

گھس پیٹھ

ل

لاش کو آگے دھرنا

لاہا

لَتر

لُترا

لَٹا پَٹا

لٹّس

لَٹنا

لُچ

لُچّا

لچھی

لَسکُنا

لُطفی

لعنت کرنا

لگ چلنا

لگّی

لنگی

لَہلُوٹ

لَہلَہانا

لیچڑ

لیر

لیلاوتی

لینا ایک نہ دینا دو

لہلوٹ

لیو، لیوا

م

ماپنا

مایا

مایاتوکل

مَت (متوالا)

مَتھنا

مُٹھ بھیڑ (مُڈ بھیڑ رمٹ بھیڑ)

مُچلکا (مُچلکہ)

مُچھندر

مُحرّمات

مَدھر

مربع نشیں ہونا

مُرشِدزادہ

مریم کا پنجہ

مُسرِف

مَسکانا (مُسکانا)

مُشرِف

مُغ

مُغلف

مُقاب

مُقیش

مُلاحِظہ

مَلاگیر

مَن

مَن بھاوَن (من بھاونا)

مَنصَب

مَنکا

مَنکنا

مُنہ پانا

منہ کی لوئی اترنی یا جانی

مُنہ دیکھنا

منہ کھلے کا کھلا رہ جانا

منہ کی دال نہیں جھڑی

مَونی

مَہاپَدم

مہتاب چھوٹنا

میاں

میت (میتا)

میر آتش

میر فرش

میور

مَیل کی چیونٹی

مینڈکی

مینڈھا

میوڑا

میوہ فروش

ن

ناریل توڑنا

ناک ہونا

ناگوری

نائدنا (نندنا)

نایِکا

نپٹ

نَخلِ ماتم

ندامت

نَرناری

نرنے

نَروان

نُسخہ

نغوظ
نکھارنا
نمازی کا ٹکا
ننانواں
نوّاب
نیارا (نیاری)
نیازا
نیر
نیک
نیگ
نیم کی مستی
نیمہ
نیل
نیو
نیوتا
نیُھر
نیہہ
نیارا

و

وقوف
وقوف دینا
ولایت
وستار (بستار)
وستار (بستار)
ویساچ
وَغشت

ہ

ہار
ہاڑ
ہاڑی
ہال
ہُدّ اٹدّی کرنا
ہدیانا
ہُرّا
ہربابی
ہُرزہ
ہَرزہ گو
ہرزہ گوش
ہَرَن
ہَریان
ہُڑک
ہُڑکنی
ہزار میخی
ہکابکا
ہلاہل
ہلکورا
ہاہ
ہے گا

ی

یاقوت
یاقوتی
یک نہ شد دو شد

کتابیات

۱۔ شمس الرحمان فاروقی ''لغات روز مرہ'' [ناشر آج کراچی]، ص ۱۵، طبع دوم، جولائی ۲۰۰۳ء۔

۲۔ شان الحق حقی ''نکتہ راز''، [عصری کتب کراچی]، ص ۶۵، طبع اول، فروری ۱۹۷۲ء۔

۳۔ انور سدید ''اردو ادب کی تحریکیں''، [انجمن ترقی اردو کراچی]، طبع دوم، ۱۹۹۱ء۔

۴۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری ''لسانی مسائل''، [مکتبہ اسلوب کراچی]، ص ۱۵۸۔۱۵۵، طبع اول ۱۹۶۳ء

۵۔ ڈاکٹر ندیم محمود ''متروکات کے مسائل خلط مبحث''، مشمولہ ''ادبی الجھنیں''، مانٹریال، ۱۹۹۶ء

۶۔ سید خالد جامعی ''متروک الفاظ تاریخ، تحقیق تحریکیں'' مشمولہ جریدہ ۲۵، شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ، کراچی، ص ۳۸، ۲۰۰۴ء

۷۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری ''لسانی مسائل'' [مکتبہ اسلوب کراچی]، ص ۱۵۰

۸۔ شمس الرحمان فاروقی ''لغات روزمرہ''، ایضاً، ص ۱۲

۹۔ ایضاً، ص ۱۵۔۱۴

۱۰۔ عزیز یار جنگ ''دستور فصاحت'' [مکتبہ عزیز حیدرآباد دکن]، طبع اول ۱۹۱۹ء

۱۱۔ مقدمہ ڈاکٹر انصار اللہ نظر، مشمولہ ''تلخیص معلّی'' کلب نادر، [انجمن ترقی اردو کراچی]، ص ۳۶، طبع اول ۱۹۷۵ء

۱۲۔ پنڈت وتاتریہ کیفی ''منشورات''، [فیض گنج دانش محل دہلی] ص ۴۹، طبع اول،

۱۹۴۹ء

۱۳۔ ایضاً،

۱۴۔ ڈاکٹر سلیم اختر ''اردو زبان کی مختصر ترین تاریخ''، [مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد]، طبع اول ۱۹۹۵ء، ص ۱۱۴

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۱۵

۱۶۔ ڈاکٹر انور سدید ''اردو ادب کی تحریکیں''، ایضاً، ص ۲۲۱۔۲۲۸۔

۱۷۔ عزیز احمد ''برصغیر میں اسلامی کلچر''، ترجمہ جمیل جالبی، [ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور]، ص ۳۱۹، طبع اول ۱۹۹۰ء

۱۸۔ مولوی محمد حسین آزاد'' آب حیات''، [سنگ میل پبلی کیشنز لاہور]، ص ۱۷۳، طبع اول سن ندارد

۱۹۔ ایضاً، ص ۱۸۲۔

۲۰۔ ایضاً، ص ۱۸۳۔

۲۱۔ سید خالد جامعی ''متروک الفاظ تاریخ، تحقیق تحریکیں'' مشمولہ جریدہ شمارہ ۲۶، [متروکات کی لغت جلد دوم] شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ کراچی، ص ۵۰، ۲۰۰۴ء

۲۲۔ ایضاً، ص ۵۰

۲۳۔ ایضاً، ص ۸۶

۲۴۔ سید خالد جامعی/خالد حسن قادری، جریدہ شمارہ ۲۵، [متروکات کی لغت جلد اول] شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ کراچی، ص ۲۸۳، ۲۰۰۴ء

۲۵۔ ایضاً، ص ۳۲۰۔۳۱۸

۲۶۔ پروفیسر اقبال عظیم ''مولانا تمنا عمادی'' مشمولہ تمنائے سخن [کلام تمنا عمادی]،

ص۱۲،[فاران پبلی کیشنز کراچی]،طبع اول فروری ۲۰۰۲ء

۲۷۔ ایضاً، ص ۱۳

۲۸۔ پنڈت وتاتریہ کیفی ''منشورات''، ایضاً، ص ۹۹

۲۹۔ مہذب لکھنوی ''اصلاحاتِ سخن'' [مغربی پاکستان اکیڈمی لاہور]، طبع اول ۱۹۹۹ء

۳۰۔ ڈاکٹر سلیم اختر ''اردو زبان کی مختصر ترین تاریخ''، ایضاً، ص ۱۸

۳۱۔ ڈاکٹر ندیم محمود ''مشاعرے کا ادارہ تاریخ کی روشنی میں''، ''ادبی انجمنیں''، مانٹریال ۱۹۹۶ء

۳۲۔ محمد حسین آزاد ''آب حیات''، ایضاً، ص ۱۶۷

۳۳۔ لچھمی نرائن ''تذکرہ چمنستان شعراء''، ص ۱۴ بحوالہ ''اردو ادب کی تحریکیں''۔

۳۴۔ مقدمہ ''تلخیص معلّی'' ایضاً، ص ۳۳۔۳۰

۳۵۔ ایضاً، ص ۳۷

۳۶۔ ایضاً، ص ۳۷

۳۷۔ محمد حسین آزاد ''آب حیات'' ایضاً، ص ۱۷۴۔۱۷۳۔

۳۸۔ ایضاً، ص ۲۹۹

۳۹۔ شان الحق حقی ''نکتہ راز'' ایضاً، ص ۳۹۹

۴۰۔ ایضاً، ۳۹۹

۴۱۔ شاہد احمد دہلوی بزم خوش نفساں مرتبہ جمیل جالبی [مکتبہ اسلوب کراچی]، ص ۲۰۳، طبع اول ۱۹۸۵ء

۴۲۔ شان الحق حقی ''نکتہ راز'' ایضاً، ص ۴۰۰

۴۳۔ ایضاً، ص ۴۰۱

۴۴۔ شمس الرحمٰن فاروقی ''لغات روزمرہ'' ایضاً، ص ۱۲۔

۴۵۔ ایضاً، ص ۱۶۔۱۵۔

۴۶۔ ایضاً، ص ۱۷

۴۷۔ ایضاً، ص ۱۹

۴۸۔ مولوی عبدالحق ''تنقیدات عبدالحق'' حیدر آباد دکن، اشاعت اول، ۱۹۳۴ء

۴۹۔ شمس الرحمان فاروقی ''لغات روزمرہ''، ایضاً، ص ۲۰

۵۰۔ ڈاکٹر سید عبداللہ مقدمہ نوادر الالفاظ [انجمن ترقی اردو کراچی]، ص ۲۸، ۱۹۹۲ء

۵۱۔ نکات الشعراء، ص ۹۴، شعرالہند، جلد اول ص ۲۶، بحوالہ ''لسانی مقالات''، قدرت نقوی۔

۵۲۔ تذکرہ قدرت بحوالہ شعرالہند، جلد اول، ص ۲۶، بحوالہ ایضاً

۵۳۔ قدرت نقوی ''لسانی مقالات جلد اول'' [مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد]، ص ۲۰۷، طبع اول ۱۹۸۸ء

۵۴۔ ڈاکٹر انور سدید ''اردو ادب کی تحریکیں''، ایضاً، ص ۲۱۹۔۲۱۸

۵۵۔ ایضاً، ص ۲۳۱

۵۶۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری ''لسانی مسائل''، ایضاً، ص ۱۵۹۔

۵۷۔ ڈاکٹر انور سدید ''اردو ادب کی تحریکیں''، ایضاً، ص ۲۲۴

۵۸۔ عبدالسلام ندوی ''شعرالہند'' بحوالہ ''لسانی مسائل''

۵۹۔ عزیز احمد ''برصغیر میں مسلم کلچر'' ایضاً، ص ۳۸۵

۶۰۔ ایضاً، ص ۳۸۷

۶۱۔ ڈاکٹر انصار اللہ نظر، مقدمہ ''تلخیص معلّٰی'' ایضاً، ص ۴۵

۶۲۔ ایضاً، ص ۴۵

۶۳۔ مقدمہ ''دیوان زادہ'' مرتبہ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار [خیابان ادب لاہور]، ص ۲۵، طبع ۱۹۷۵ء۔

۶۴۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری ''اصلاح زبان اردو'' مشمولہ ''لسانی مسائل''، ایضاً، ۱۶۳ تا ۱۴۹۔

۶۵۔ عبدالسلام ندوی ''شعرالہند'' حصہ اول، ص ۲۰۰، بحوالہ ''لسانی مسائل'' ایضاً

۶۶۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری ''لسانی مسائل''، ایضاً، ۱۶۳ تا ۱۴۹۔

۶۷۔ مسعود حسن خان ''پیش لفظ''، مشمولہ ''اردو میں لسانیاتی تحقیق''، مرتبہ ڈاکٹر عبدالستار دلوی''، [گوگل کمپنی بمبئی]، طبع اول ۱۹۷۱ء

۶۸۔ ڈاکٹر جمیل جالبی ''تاریخ اردو'' جلد دوئم، حصہ اول، ص ۱۴۸

۶۹۔ محمد حسین آزاد ''آب حیات''، ایضاً، سراج آرزو، ص ۱۰۵

۷۰۔ مولوی عبدالحق ''اردو شاعری میں ایہام گوئی'' مشمولہ ہم قلم کراچی، ص ۹، جون ۱۹۶۱ء

۷۱۔ ڈاکٹر سید عبداللہ مقدمہ نوادرالالفاظ، ایضاً

۷۲۔ ڈاکٹر سلیم اختر ''اردو زبان کی مختصر ترین تاریخ''، ایضاً، ص ۱۵۶

۷۳۔ سید خالد جامعی ''جریدہ شمارہ ۲۷''، شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ کراچی، ص ۴

۷۴۔ Duncan Forbes (1886): *A Dictionary, Hindustani and English, Accompanied by a Reversed Dictionary, English and Hindustani*, U.P. Urdu Academy, Lucknow, rpt., 1987.

۷۵۔ Fallon, S. W. (1879): *A New Hindustani-English*

Dictionary, with Illustrations, Hindustani Literature and Folk-Lore, U.P. Urdu Academy, Lucknow, rpt., 1986

۷۶۔ Platts, John T. (1884):*A Dictionary of Urdu, Classical Hindi, and English,* OUP, 1974.

۷۷۔ Yule, Col. Henry, and Burnell, A.C., (1886): *Hobson-Jobson, A Glossary of Colloquial Anglo Indian Words and Phrases, and of Kindred Terms, Etymological, Historical, Geographical and Dicursive,* New edition edited by William Crooke (1902), Rupa and Co., New Delhi, rpt., 1994.

۷۸۔الف *John. T. Platts,* A Dictionary of Urdu Classical Hindi and English, Munshiram Manoharlal Publishers, New Delhi.

ب۔ *Prof. R.C. Pathak,* Bhargava Hindi English Dictionary, Baragava Book, Varanasi.

ت۔ *John Beames,* A Comparative Grammar of Modern Aryan Languages, Munshiram Manoharlal Publishers, New Delhi.

ث۔ *Richard Barz and Yogendra Yadav,* An Introduction to Hindi and Urdu, Munshiram

Manoharlal Publishers, New Delhi.

ج۔ *John T. Platts*A Grammar of the Hindustani or Urdu Language, Munshiram Manoharlal Publishers, New Delhi.

ح۔ *Fallon, S.W.*A New Hindustani - English Dictionary with Illustrations, Hindustani Literature and Folk-Lore U.P. Urdu Academy, Luknow

۷۹۔ سید خالد جامعی ''جریدہ ۲۵، جریدہ ۲۶، متروکات کی لغت، جلد اول، جلد دوئم''، شعبۂ تصنیف وتالیف وترجمہ، جامعہ کراچی۔

۸۰۔ مشفق خواجہ ''سخن ہائے گفتنی''، مرتبہ مظفر علی سید [اکادمی بازیافت کراچی]، ص۲۴، طبع اول ۲۰۰۴ء

۸۱۔ ایضاً، ص ۲۵

۸۲۔ ایضاً، ص ۲۴

۸۳۔ ایضاً، ص ۲۴

۸۴۔ ایضاً، ص ۱۸۱

۸۵۔ طارق حبیب یوسفیات، [دوست پبلی کیشنز اسلام آباد]، طبع اول ۲۰۰۳ء، ص ۱۷۹

۸۶۔ ایضاً، ص ۱۸۰

۸۷۔ ایضاً، ص ۸۷

۸۸۔ محمد حسین آزاد ''سخندان فارس''، [مجلس ترقی ادب لاہور]، ص ۲۵۵۔۲۵۴، طبع اول، جون ۱۹۹۰ء

۸۹۔ سید خالد جامعی ''متروک الفاظ، تاریخ، تحقیق، تحریکیں'' ایضاً، ص۱۲۔۱۰

۹۰۔ ایضاً، ص۶۲۔۶۱

۹۱۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری ''ہسٹری آف پاکستان موومنٹ اینڈ لینگویج کنٹروری'' شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ کراچی، طبع اول ۲۰۰۱ء

۹۲۔ عزیز احمد ''برصغیر میں مسلم کلچر''، ص۲۸۳

۹۳۔ ڈاکٹر سید جعفر شہیدی، ''لغات وکلمات واژہ ہای نو'' ماہنامہ یغما تہران، شمارہ ۲۹۰، اکتوبر ۱۹۷۲ء،

۹۴۔ ڈاکٹر حمید اللہ پیرس ''ہسپانوی، اطالوی اور فرانسیسی کی پیدائش میں عربی کا حصہ''، مشمولہ جریدہ شمارہ ۲۴، مرتبہ سید خالد جامعی، شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ کراچی، ص۲۲۳، طبع ۲۰۰۴ء

۹۵۔ علامہ اقبال ''شذرات فکر اقبال'' ترجمہ افتخار صدیقی [مجلس ترقی ادب لاہور]، ص۱۰۱، طبع اول ۱۹۷۳ء

۹۶۔ ڈاکٹر خلیق انجم ''بیسویں صدی میں اردو کے مسائل اور ہندی اردو تنازعہ مشمولہ اخبار اردو [مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد]، اگست ۲۰۰۴ء

۹۷۔ عزیز احمد ''برصغیر میں مسلم کلچر''، ایضاً، ۴۰۴

۹۸۔ ایضاً، ص۳۹۰۔۳۸۵

۹۹۔ ایضاً، ص۳۹۵۔۳۸۷

متروکات کی لغت

(جلد سوم)

ک تا ی

مرتبہ

ڈاکٹر خالد حسن قادری

ک

کاتبی
اردو، مؤنث، اسم

۱۔ چھوٹی آستینوں کی صدری
۲۔ آدھی آستینوں کی کوٹ نما صدری

انہیں ہے اپنی امارت سے اب یہی منظور
کہ ہوں دو مور چھل اور ایک کاتبی سمور
بکی ہوں تب میں کہ جب کاتبی خلد مکاں
کی ہے تیرے فاقہ میں کوڑیوں کے مول
سوداؔ [مخمس ویرانی شاہجہان آباد]

کاتک کتیا ماہ بلائی چیت چڑی، بیساکھ لگائی

کاتک کے مہینے میں کتیا کو اور ماہ میں بلی کو اور چیت میں چڑیا کو اور بیساکھ میں عورت کو جوشِ شہوت ہوتا ہے۔ اور یوں بھی کہتے ہیں کہ بے ساکھ لگائی یعنی عورت کا کوئی وقت مقرر نہیں عورت ہمیشہ یکساں ہے۔
[محاورات ہند ۱۸۹۰ء]

کاج

کام، بٹن لگانے کا چھید
ایک پنتھ دو کاج۔ یعنی ایک راستہ میں دو کام کر لیے جائیں

کاجوبھوجو

نہایت نازک، نفیس، سبک چیز کو کہتے ہیں۔ جیسے کانچ یا شیشہ کی، ناپائیدار، ذرا سی ٹھیس سے ٹوٹ جائے، اسی لیے زوال پذیر کو بھی کہتے ہیں، اشارے سے ٹوٹ جانے

(۲) دو

واا۔ فرہنگ آصفیہ میں ہے:

''وہ چیز جسے کاری گرنے بہ اعتبار ظاہر تو نہایت خوشنما اور دل فریب بنایا ہو مگر پائدار نہ ہو۔ بی راحت کا شعر ہے۔

کاجو بھاجو ہوا کرتا ہے جہیز و گہنا
دیکھ جھومر ترا امراؤ بہو ٹوٹ پڑا

یہ لفظ کاغذ اور بھوج پتر سے جو دونوں نازک اور کم طاقت چیزیں ہیں بنایا گیا ہے۔ اول میں کاغذ سے کاغذو ہوا پھر غین حذف ہوکر کاذو، چوں کہ ذال کا تلفظ ان کی زبان سے نہیں نکلتا کاجو بنالیا۔ بھوج پتر سے بھوجو ہو جانا بہت آسان ہے۔ اس طرح پر کاجو بھوجو بنالیا''۔

بعض جگہ کاجو بھوجو کے معنی نازک مزاج اور مرزا پھویا کے بھی آتے ہیں۔ مولوی سید احمد صاحب دہلوی مولف فرہنگ لغات آصفیہ کو اس سے سخت اختلاف ہے۔ وہ نہیں سمجھتے کہ مرد کے واسطے ان الفاظ کا استعمال ہوتا ہے۔ اس لیے نہایت طنز سے لکھتے ہیں۔

''جو لوگ اس کے معنی میں نازک مزاج اور مرزا پھویا لکھتے ہیں شاید خاص ان کی چہار دیواری میں آدمی کی نسبت یہ لفظ بولا جاتا ہوگا''۔

خان بہادر مولوی سبحان بخش صاحب دہلوی نے

(۳) تین

محاورات ہند مطبوعہ ۱۸۹۰ء میں کا جو بھو جو کے معنی لکھتے ہیں:

''کا جو بھو جو، بدرجہ اوسط، نہ بہت خوب نہ بہت کم تر، کام چلاؤ۔''

کمال کرنا

اردو محاورہ

عام محاورہ ہے۔ مولوی سید احمد صاحب دہلوی مؤلف فرہنگ آصفیہ نے اس کی اچھی تشریح کی ہے۔ کمال کے جو مختلف معنی ہیں مثلاً اس مصرعہ میں ؎

اے کمال افسوس ہے تجھ پر کمال افسوس ہے۔

کمال دو الگ الگ معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اس کے استعمال اور فرق کی مثالیں دی ہیں۔ اسی کے ذیل میں نظام دکن میر محبوب علی خاں کا ایک فی البدیہہ شعر لکھا ہے۔ اس شعر کا انگریزی ترجمہ مشہور عالم شمس العلماء مولوی سید علی بلگرامی نے کیا تھا وہ ترجمہ بھی انگریزی میں ہی درج کیا ہے اس کے بعد بہادر شاہ ظفر کے اسی طرح ایک فی البدیہہ شعر کی تفصیل لکھی ہے۔ یہ باتیں عام طور پر معلوم نہیں، دلچسپ اور معلومات افزا ہیں۔ مولوی سید علی صاحب بلگرامی کا ترجمہ بھی یادگار حیثیت رکھتا ہے اس لیے ہم اسے فرہنگ آصفیہ سے التقاط کر کے اسی طرح درج کرتے ہیں ؎

''کمال کرنا، مغل متعدی، کسی تعجب خیز و حیرت انگیز بات

کابروے کار لانا، قیامت کرنا، کوئی عجیب یا انوکھا کام کرنا، کسی ہنر یا جوہر یا صنعت میں قابلیت دکھانا، اعجاز کرنا، استادی دکھانا، اعلیٰ درجہ کی لیاقت ظاہر کرنا، اپنی جدت طبع اور ایجاد کا ثبوت دینا، قابل تعجب کام کرنا

حضرت فصیح الملک داغ دہلوی سلمہ اللہ تعالیٰ ۔

ہزار کام مزے کے ہیں داغ الفت میں
جو لوگ کچھ نہیں کرتے کمال کرتے ہیں

اگر اس جگہ طنزاً کمال کرنا کے معنی لیں تو برا کرنا قابل افسوس کام کرنا، اچھا نہ کرنا وغیرہ چسپاں ہیں۔

اسی معنی کی نظیر کے واسطے ہمارے ہاتھ دکن کے سفر میں ایک ایسی عمدہ اور تازہ مثال آئی ہے کہ اگر ہم اسے کلام الملوک ملوک الکلام کے خیال سے فرہنگ آصفیہ کا سرتاج قرار دیں تو باعث فخر کتاب ہے۔ اور جو بہ لحاظ برجستگی و شستگی زبان درج لغات کریں تو انتخاب لا جواب۔ دراصل وہ ایک فی البدیہہ شعر ہے جو شکارگاہ مان کوٹہ کے مقام پر ۱۴ ذی الحج ۱۳۱۰ ہجری النبوی مطابق ۲۰ جون ۱۸۹۴ء یوم جمعہ کو جناب معلی القاب میر محبوب علی خاں بہادر سلطان حیدرآباد دکن آصف جاہ سادس بالقابہ کی زبان مبارک سے جس وقت کہ آپ دو جگادری شیروں کا شکار مار کر بندوق لیے ہوئے ان کی کمروں پر پاؤں پھیلائے بیٹھے ہیں اور

(۵) پانچ

راجہ لالہ دین دیال صاحب مصور جنگ نے جو اپنے فن میں یکتائے زمانہ ہیں شبیہہ مبارک اتاری ہے۔ اس سے خوش ہوکر زبان فیض ترجمان سے لالہ صاحب موصوف کی شان میں ارشاد فرمایا ہے۔اس شعر میں دو معنی کی نظیریں موجود ہیں ایک تو لفظ کمال کے نمبر ۴۔۵ کی [۴۔ اچرج کرم، انوکھی بات، حیرت انگیز اور تعجب خیز امر، طرفہ معاملہ، تصرف، اعجاز۔۵۔صنعت کاری گری، ہنرنمائی، استادی۔]

اور دوسری نمبر ے کی [۷۔از حد۔نہایت۔بدرجۂ غایت] چوں کہ اس جگہ کمال کرنے کے ساتھ شعر میں آیا تھا لہٰذا اسی موقع پر یہ شعر تمیناً و تبرکاً درج فرہنگ کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ دہلی کے ایک فی البدیہہ شعر کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ جو ایک ایسے ہی موقع پر سرزد ہوا تھا۔سلطان دکن کا یہ شعر راجہ دین دیال صاحب مصور جنگ نے مع ترجمہ انگریزی ہمارے نوجوان دوست میر شاکر بھی صاحب مؤجد فن خوش نویسی وغیرہ وغیرہ سے لکھوا کر خود فوٹو اتارا ہے۔ نتیجۂ طبع سلطانی وقریحۂ خاقانی اعلیٰ حضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی

عجب یہ کرتے ہیں تصویر میں کمال کمال
مصوروں کے ہیں استاد لالہ دین دیال

جس طرح اعلیٰ حضرت واالاشوکت نظام دکن نے راجہ دین دیال صاحب کے حق میں شکارگاہ کے مقام پر یہ برجستہ شعر فرمایا اسی طرح ایک مرتبہ ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ دہلی نے ایک موقع پر سکھ دیو پہلوان کی نسبت ارشاد فرمایا تھا۔ جس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ ایام غدر سے چند روز پیشتر الور کا مشہور پہلوان سکھ دیو نامی دہلی میں آیا اور بادشاہ کے حضور عرضی گذرانی کہ حضور تمام شہر میں منادی کرادیں کہ جس پہلوان کو دعویٰ کشتی ہو وہ کل جھروکوں کے نیچے آجائے ورنہ آپ میں لنگوٹ کھول ڈالوں گا یعنی اپنا ثانی نہ دیکھ کر کشتی سے عہد کرلوں گا۔ چنانچہ دوسرے روز عین ریتی میں جھروکوں کے نیچے دہلی کی تمام خلقت اور بڑے بڑے نامی پہلوان جمع ہوئے اور ایک بڑا بھاری میلہ لگ گیا مگر کسی کی ہمت نہ پڑی کہ سکھ دیو سے کشتی لڑے۔

آخر کار سکھ دیو نے بھاری بھاری گلدر ہلا کر طرح طرح سے ڈنڈ پیل کر ڈھیکلیاں کھا کھا کر اپنا زور دکھایا اور بادشاہ کے روبرو لنگر لنگوٹا رکھ کر آئندہ کشتی کرنے یکڑ لڑنے سے ہاتھ اٹھایا۔ بادشاہ سلامت نے اس کی خداداد طاقت اور دعوے کے ثبوت میں فی البدیہہ یہ شعر فرمایا۔ اور ایک چاندی کی تختی میں کھدوا کر اس کے گلے میں ڈلوادیا۔

(۷) سات

''صورت رستم سیرت گیو
یکتا گردمہا سکھدیو''

کاچھ، کاچھ کچھنا

دھوتی، لنگوٹی، گھٹنوں تک کا کپڑا جو لنگوٹی کی طرح باندھا جاتا ہے۔

کاچھ کچھنا: لنگوٹی باندھنا، مجازاً سانگ بھرنا، کھیل کھیلنا، تماشہ میں حصہ لینا

کاچھ کھولنا، فلاں پر کاچھ کھولنا: مجامعت کرنا

جب آنکھ اٹھائی ہنسنے سے جب نین لگے مٹکانے کو
سب کاچھ کچھے سب ناچ نچے اس رسیا چھیل رجھانے کو
نظیر اکبرآبادی

کاچھی

مالی، سبزی فروش

کارڈ
اردو، انگریزی، مذکر، اسم

[انگریزی تلفظ میں ر اور ڈ دونوں ساکن ہیں۔ لیکن اردو لفظ کے تلفظ میں ''ر'' پر زبر ہے مثل انگریزی کے اس کا تلفظ اردو میں غیر فصیح ہے''۔]

کیا یاد مدت میں بھولے سے بارے
ملے مجھ کو دو پوسٹ کارڈ تمہارے
مولوی احتشام الدین ناداںؔ دہلوی ایم اے

(۸) آٹھ

رسید اپنے منظوم کارڈ کی پائی
مگر تم کو وہ نظم شاید نہ بھائی

مولوی احتشام الدین ناداںؔ دہلوی ایم اے

کاڑھ — عضو تناسل

اردو، مذکر، اسم

کاس — ایک قسم کی گھاس جس سے رسی بناتے ہیں۔

اردو، برج، مؤنث، اسم

کاس — (کانسا دھات سے)

اردو، مذکر، اسم

جنوبی ہند میں رائج ایک سکہ کا نام جو انیسویں صدی کے اوائل تک رائج تھا۔ اسّی کاس کا ایک فنم اور ۱۲ فنم کا ایک روپیہ

کافر — کافریں مؤنث

اردو، مذکر، اسم،

معشوق، محبوب

کئی کافریں اور بھی دل نواز
لیے ساتھ ساتھ اس کے سب اپنا ساز

میر حسن [سحر البیان]

کال پڑنا — قحط ہونا، کمی ہونا، فقدان ہونا

خوب رو اب نہیں ہیں گندم گوں
میر ہندوستان میں کال پڑا
میر

کالا چور	نامعلوم آدمی، غیر شخص

گھر کا بھیدی ہے کون غیر از مور
یہ نہیں ہے تو اور کالا چور
میر حسن

کالا بال	موئے زہار، پشم، جھانٹ

کس طرح شہر کا نہ ہو یہ حال
شیدی کافور ہووے جب کتوال
چور کب اس کا زور مانیں ہیں
کالا بال اپنا اس کو جانیں ہیں
سودا [کتوال کی ہجو]

کام
اردو، سنسکرت الاصل، مذکر، اسم

۲۔ کام شاستر

[اصل تلفظ میں میم پر زبر ہے۔ لیکن جس طرح میم ساکن پڑھنا غلط ہے اسی طرح ما پڑھنا بھی غلط ہے۔ اردو میں ایسے تمام الفاظ کا تلفظ سکون آخر سے ہی کیا جاتا ہے۔ رام کی طرح]

۱۔ چاہ، خواہش، شہوت نفسانی

۲۔ وہ علم یا کتاب جس میں عورت مرد کے جسمانی تعلقات و معاملات کا ذکر ہو۔

۳۔ ایک دیوتا جو شہوت کا موکل ہے۔اسے کام دیو بھی کہتے ہیں۔

کام کا دیو تری پیٹھ پہ جس دم لاگا
مارے مستی کے نہ سوجھا تجھے پیچھا آگا
جا پڑا بنری پہ تو پہن کے سوہا باگا
چھانٹی جب ان نے دولتی تو پھر ایسا بھاگا
جتنا تھانبا نہ تھمبا اے مرے منہ زور بنے

سوداؔ[ہجو شیخ صبغۃ اللہ]

گامنا — چاہ، خواہش، تمنا، رغبت، ارادہ، نیت، آرزو

کامنی — نہایت حسین عورت

کاموں — چاولوں کو جو چڑھتے ہیں تو ایک غبار سرخ رنگ ان پر سے اترتا ہے وہ کاموں کہلاتا ہے۔اس کو حریص آدمی کھا بھی لیتے ہیں۔

ماموں منہ میں کاموں یعنی مفلس ہے۔

[محاورات ہند ۱۸۹۰ء]

کان پر جوں نہ چلنا۔
کان پر جوں نہ رینگنا

بے خبر ہونا، پروا نہ کرنا

ہر ایک کی جان سوز فرقت سے جلی
پر تم نے خبر کسی کی ایک بار نہ لی
دل زلف میں پھنس کے مرگئے لاکھوں کے
یہ بے خبری کہ کان پر جوں نہ چلی

میر شیر علی افسوس

گانس

اردو، برج، مونث، اسم

[نون غنہ]

۱۔خودرو لمبی گھاس

۲۔وہ گھاس پھوس وغیرہ جو افتادہ اور ویران مقامات پر ازخود بکثرت اُگ آتی ہے۔

کانس میں تیرنا

اردو محاورہ

خیالی پلاؤ پکانا، پرِ پروازِ تخیل پر اڑنا، جاگتے میں خواب دیکھنا۔

کبھی نہ پوجی دوار کا کبھی نہ کروا چوت
تو گدھی کمہار کی تجھے رام سے کیا کوت

نا آزمودہ کار سے کار درست نہیں ہوتا۔کار کی لیاقت ضرور ہونی چاہیے۔

[محاورات ہند ۱۸۹۰]

بعض ادبی شرفاء نے اس کو مہذب بنانے کے لیے۔

''تو گدھی کمہار کی تجھے رام سے کیا کام''

(۱۲) بارہ

بنالیا ہے حالانکہ غلط ہے

کپال
اردو، سنسکرت الاصل، مذکر، اسم

۱۔ سر، ماتھا، کھوپڑی
۲۔ تقدیر، قسمت

کپال پھوٹنا

تقدیر پھوٹنا

کپال کھلنا

نصیب جاگنے

کپالی آسن

سنیاسیوں کا سر کے بل کھڑا ہونا

کپٹ

دھوکا، فریب، کینہ، ، مکر، بغض

کپٹی

مکار، عیار، ، کینہ پرور

کپول (بروزن بول بمعنی کہہ)
اردو، سنسکرت الاصل، مذکر، مؤنث

گال، رخسار، عارض
سودؔا نے مؤنث نظم کیا ہے

بنی ہے بھوک سے دربانوں کے یہ منہ کی گت
کہ بوڑھی ہتنی کی جس طرح بیٹھ جائے کپول

سودؔا [ویرانی شاہجہاں آباد]

کترانا
اردو، فعل

۱۔ کتروانا
۲۔ بچنا

(۱۳) تیرہ

۳۔ بچ کر چلنا، کنارہ کرنا

۴۔ بے اعتنائی برتنا، بے رخی دکھانا، بھچکنا

خط کتروا کے آج قینچی سے
ہم سے ملنے میں جائے ہے کترا
سجاد

کٹ جانا
اردو محاورہ

[نوراللغات نے کٹ جانا جو اصل محاورہ ہے نہیں دیا۔ کٹ کٹ جانا دیا ہے جو اصل پر اضافہ ہے]

شرمندہ ہونا، خفیف ہونا، جھینپنا۔

دو چار گرم گرم جوتانوں کی لی اینچ
بلبل کو ہم نے ایسا ہی چھیڑا کہ کٹ گئی
انشاء

کٹک

دستہ، لشکر، فوج، کنگن چوڑی، پہاڑ کی ترائی

آیا کٹک اجل کے جب یکہ باز خاں کا
سر بھی کہیں نہ پایا پھر سرفراز خاں کا
نظیر اکبرآبادی

کٹم، کٹمب
(ہندی میں ٹ مضموم ہے)

خاندان، گھرانا، کنبہ

کٹنی مؤنث

کٹن، کٹنا
اردو، سنسکرت الاصل مذکر، اسم، وصفت

بھڑوا، عورتوں کی حرام کمائی کھانے والا، عورتوں کو حرامکاری کے لیے فراہم کرنے والا۔
جو جو بخیل کٹن زر چھوڑ کر مرے گا
نظیر

کٹنی
عورتوں کو بھگا لے جانے والی عورت، دلالہ

کٹوروں کی جھنکار
کٹورے بجنے کی آواز
قدیم دلّی کے بازاروں میں گرمی کے موسم میں سقّے مشک میں پانی بھرے کٹورے ہاتھ میں لیے پانی پلاتے پھرتے تھے۔

کُجلی بَن
[ک کے زبر سے بھی ہے]
جنگل جہاں ہاتھی بکثرت رہتے ہوں۔

کُچ، کُچا، کُچی
اردو، برج، مونث، اسم
کچیاں (جمع)
چوچی، تھن، پستان، چھاتی
وہ گات ایسی طرح دار، کچ یہ پاکیزہ
کہ سیوتی میں نہو وے گی اسی نرماہٹ
انشاؔ

کھٹنی
سرپستان، چوچی کی گھنڈی

کچال
اردو، کھڑی بولی، مونث، اسم

غلط روی، بری چال، بدراہ، بدچال، بدقماش، بداطوار

"یہ اس مال کو پاتے ہی لگا اندھا دھند لٹانے اور کچال چلنے"۔

لطائف ہندی

کچھڑ، کچھار

وہ زمین جو ندی وغیرہ کے کنارے ہو۔

کچھ تم سمجھے
محاورہ

کچھ تم سمجھے کچھ ہم سمجھے۔ جب دو آدمی چالاکی کی بات کرتے ہوں اور دونوں ایک دوسرے کی چالاکی کو بھانپ جائیں تو یہ فقرہ بولتے ہیں۔
حساب درستاں دردل، ہم تم برابر۔ مولوی سید احمد صاحب دہلوی لکھتے ہیں:
"کہ یہ ایک قصہ کی طرف تلمیح ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی پیادہ مسافر بہت سا روپیہ لیے جاتا تھا۔ رستہ میں اک سوار ملا۔ اِس نے اُس سے کہا یار ہمارا کچھ بوجھ رکھ لے۔ سوار نے پوچھا کیا ہے۔ اس نے جواب دیا روپیہ ہے۔ اس نے کہا میں کسی کی جوکھوں نہیں رکھتا جب سوار تھوڑی دور آگے بڑھا تو اس کی نیت میں فرق آیا کہ افسوس روپیہ رکھ کر گھوڑا نہ بھگایا۔ جو مفت میں گہرے ہو جاتے۔ ساتھ ہی اس پیادے کو خیال گزرا کہ اگر وہ لے کے چل دیتا تو تو کیا کرتا۔

تھوڑی دور چلا تھا کہ وہ سوار پھر آیا اور کہا کہ لا رکھ لوں۔ اِس نے اُس کو جواب دیا۔ کچھ تم سمجھے کچھ ہم سمجھے۔ وہ وقت گیا وہ بات گئی''۔

کچے گھڑے پانی بھرنا

فرہنگ آصفیہ میں ہے۔ دشوار اور ناممکن کام کرنا، سخت مشکل یا تکلیف اٹھانا، دقت میں پڑنا، سخت مصیبت جھیلنا

اس ستم گر سے مگر آنکھ لڑی ہے کہ حباب
کیسے کچے گھڑے پانی لبِ جو بھرتے ہیں
مومن خان مومنؔ دہلوی

اشک بھر لاؤ نہ دل دے کے میاں جراُتؔ تم
ابھی بھرنے ہیں تمھیں کچے گھڑے پانی کے
جراُتؔ

ہمارے نئے محاورہ داں نے گلشنِ فیض کے سبب یہاں بھی منہ کی کھائی ہے کہ اس محاورے کے معنی فرماں برداری اور غلامی کے لکھ دیے۔ یہ محاورہ بکرماجیت کی مشہور روایت سے لیا گیا ہے جس میں اس کے دھرم آتما اور صاحب کرامت ہونے کا اس طرح پر ثبوت دیتے ہیں کہ وہ کچے سوت کی ڈوری اور کچے گھڑے سے پانی کھینچ لیتا ہے اور کچے ہی برتنوں میں پانی رکھتا تھا مگر وہ پانی سے گارا نہیں ہو جاتے تھے۔

کدُّو، کدُّو
اردو، فارسی الاصل، مذکر، اسم

ایک عام ترکاری جسے اوکی بھی کہتے ہیں اوراسی کو گھیا کدو بھی کہا جاتا ہے۔ نہایت ہلکے سبز و سفید چھلکے کا لمبا ہوتاہے۔ دوسری قسم کا کدو زیادہ بڑا، بہت سخت موٹے چھلکے کا زرد گودے کا ہوتاہے یہ گول اور بیضوی شکل کا ہوتاہے۔

ایک اورقسم کا تلخ کدو ہوتا ہے جس کو اندر سے کھوکھلا کر کے سکھا لیتے ہیں اورفقراء اس کا پیالہ چنبل وغیرہ بناتے ہیں۔ اسے تونبہ تونبی کہتے ہیں۔[۱۲

۱۔ فقراء کا پیالہ، کشکول، بھیک کا پیالہ
۲۔ شراب کا پیالہ یا ظرف
۳۔ طنبورہ
۴۔ کاسۂ سر
۵۔ مردانہ عضو تناسل

گالی کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً ''کھاؤ تو کدو سے نہ کھاؤ تو کدو سے''

جب میں کچھ کو نجڑے کو کہتا ہوں
لہو پی پی کے اپنا رہتا ہوں
بخشے ہے مجھے یوں وہ دو بر دو
لیجو ترکاری کی جگہ کدو

سودا

اسی طرح ''میرے کدو سے'' یا ''تمہارے ہاتھ کیا کدو لگے گا'' اوراسی طرح کے محاورات میں اشارہ فحش گالی ہے۔

(۱۸) اٹھارہ

اصطلاحاً حقیر اور بے معنی شے، خاک دھول

سما گئے مرے سینے میں مثل دل شیشے
تمہارے مجنوں ہاتھ کیا کدو آیا
وزیر

[یہ شعر نور اللغات سے لیا گیا ہے مگر مولوی صاحب نے اس محاورے کے اصل مفہوم کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا]

کیا غم ہے اگر خبر نہیں آنکھ لڑاتی
یہ نرگس شہلا تو فقیروں کے کدو سے
انشاء

کَر
اردو، سنسکرت الاصل، مونث رمذکر، اسم

۱۔ مال گزاری محصول، خراج، باج، چنگی، ٹیکس، ۲۔ ہاتھی کی سونڈ ۳۔ روشنی کی کرن ۴۔ جز ۵۔ کمر، دھوتی ۶۔ ہاتھ، دست ۷۔ سر کے بالوں کی جڑوں کی خشکی

[میر نے مثنوی کر خدائی بشن سنگھ میں کر بمعنی ہاتھ استعمال کیا ہے۔ یہ قلیل الاستعمال ہے لیکن یہاں خوبی یہ ہے کہ بشن سنگھ کے موقع پر سنسکرت الاصل لفظ برتا ہے۔ سنسکرت اور فارسی الفاظ کے درمیان واو عطف کا استعمال میر کے تعرفات سے ہے۔ ۱۲]

ساقیا موسم جوانی ہے
کر و بادہ کی کامرانی ہے
میر

(۱۹) انیس

دھر اپنی چھاتیوں پر بین، کر دکھاتے ہیں
جو ان کی بانسری لیتی ہے کوئی چھین جھپٹ
انشا [قصیدہ دولہن جان کی تعریف میں]

تم دیکھو یا نہ دیکھو ہم کو سلام کرنا
یہ تو قدیم ہی سے سر پر ہمارے کر ہے
[منقول از آبحیات]

کر
اردو، فارسی الاصل، مونث، اسم

[کرّ و فر]
شان و شوکت، دبدبہ، شان، خوبصورتی، قوت
جنگل سب اپنے تن پر ہریالی سج رہے ہیں
گل پھول جھاڑ بوٹے کر اپنی دھج رہے ہیں
نظیر اکبر آبادی [برسات کی بہار]

کر باندھنا۔ کر لگانا
اردو

[کسی پر کر باندھنا یا لگانا دراصل مالیاتی اصطلاح ہے
مجازاً اٹل حکم دیدینا]
محصول عائد کرنا، ٹیکس لگانا
کوئی کام یا بات لازم کر دینا
حکم قطعی نافذ کر دینا
جس ہاتھ میں رہا کی اس کی کمر ہمیشہ
اس ہاتھ مارنے کا سر پر بندھا ہے کر سا
میر [دیوان۔ دوم]

گُزتی — گائے کے بچے کی کھال میں بُھس بھر کر گائے کے پاس رکھتے ہیں تا کہ وہ پورا دودھ دے
اردو، مونث، اسم

گُرسُف — ۱۔ سوف۔ روشنائی کی دوات میں ڈالا جانے والا کپڑا
اردو، عربی، مذکر، اسم
۲۔ وہ کپڑا جو عورتیں ماہواری کے دنوں میں ماہواری کے واسطے استعمال کرتی ہیں

گُرسی — لکھنؤ سے چودہ میل کے فاصلہ پر واقع ایک قصبہ کا نام جس کے رہنے والے عام طور پر احمق مشہور ہیں۔ اسی طرح شکار پور کے رہنے والے بھی احمق کہلاتے ہیں۔ کرسی کا ہے یا شکار پور کا ہے مترادف ہے چوتیا ہے کرسی اور شکار پور دونوں جدید بھارت کے شہر ہیں۔

کرم سینکہ — وہ حقہ جس کی نے پیشانی تک ہو۔ ظریف بولتے ہیں۔
[محاورات ہند ۱۸۹۰ء]

گُرنی — معماروں کا اوزار
جب راج نے قضا کے کرنی بسولی ٹانکی
نظیر اکبر آبادی

گُزوا — مٹی کی ہانڈی، مٹی کی بدھنا نما ہانڈی یعنی ایسا برتن جس میں ٹونٹی بھی ہو۔ عام طور پر اس طرح کے برتن میں گھی تیل رکھتے ہیں جو ٹونٹی سے گرایا جاتا ہے۔ پوجا پاٹ
پوربی اردو، مذکر، اسم

میں عام طور پر استعمال ہوتی ہے۔

کروا کُمہار کے، گھیو ججمان کے، ڈھر کو لے جابا

بہاری کہاوت

مٹی کا برتن کمھار کا گھی ججمان کا، (تو بے تحاشا) اُنڈیلے جا

دوسروں کا مال بے دردی سے لٹانے کے موقع پر کہتے ہیں۔

کرورا، کروڑا

اردو، برج، مذکر، اسم

۱۔ تکلیف، مصیبت، آفت، زحمت، کال

۲۔ حاکم، داروغہ، محتسب

"......اور سورہ غاشیہ میں فرمایا کہ اے پیغمبر تو صرف نصیحت کرنے والا ہے۔ کچھ ان پر کروڑا نہیں ہے۔"

حالیؔ۔ حیات جاوید [آگرہ ۱۹۰۳۔ حصہ دوم ص ۱۸۴]

غیروں کو آپ مجھ پہ کرورا بناتے ہیں

طالب میں ایک کا ہوں نہ خواہاں کرور کا

منیرؔ

[نور اللغات نے یہ شعر کرورا بنانا کی مثال میں درج کیا ہے اور معنی ترجیح دینا لکھے ہیں جو درست نہیں]

کروڑ

اردو، مذکر، اسم

ٹیکس، محصول، چنگی۔

کروڑا ر کروڑی

ٹیکس وغیرہ جمع کرنے والا، انسپکٹر، اوورسیر

گروہ
اردو، مذکر، اسم
زمین کا پیمانہ، کوس، تقریباً دو میل

گریال
اردو، مؤنث، اسم
[فعل کورنا سے اسم]
ا۔ اطمینان و فراغت کی حالت

گریال
پرندے کا مزے میں آ کر فراغت سے بیٹھنا اور چونچ سے اپنے پروں کو کریدنا۔ بہادر شاہ ظفر کا شعر ہے ۔

موسمِ گل کی خبر سن کے قفس میں صیاد
آ کے کریال میں ہر مرغ خوش آہنگ کھلا

کریال کے معنی اسی وجہ سے آنند، سرور، امن، راحت، آسودگی، بےفکری بھی آتے ہیں۔

گریال میں غلیلہ لگنا: عیش و آرام میں خلل پڑنا، انسان کے آرام و فراغت میں بیٹھا ہو اور اچانک کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے۔ غلیلہ ہے غلہ، وہ گولی جو غلیل میں رکھ کر پرندے کے مارتے ہیں۔ گویا پرندہ بےفکری سے شاخ پر بیٹھا۔ آرام سے اپنے پر چونچ سے کریدتا ہو اور اچانک اسے ایک غلہ آ کر لگ جائے۔
سجاد کا شعر ہے

بیٹھے اگر خوشی سے آ کر چمن میں بلبل
کریال میں غلیلہ ایسا لگے کہ اڑ جائے

کریال کے سلسلہ میں ایک ملتا جلتا لفظ کُریز بھی ہے۔ مولوی سید احمد صاحب فرہنگ آصفیہ میں کریز کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:

''پرندوں کا پرانے پروں کو جھاڑ کر نئے نکالنا، پرانے پر گرانا، پرندوں کے پر جھاڑنے کی کیفیت جس میں وہ نہایت بدنما اور بدہیئت معلوم ہوتے ہیں۔
صاحب فرہنگ جہانگیری لکھتے ہیں کہ لفظ کُریچ دو معنی میں آتا ہے۔ اول معنی وہ جھونپڑا جو اکثر دہقانی لوگ اپنے اپنے کھیتوں میں پھونس یا پولیوں وغیرہ سے بیٹھنے کے واسطے بنا لیتے ہیں اور نیز جب شکاری پرندوں جیسے باز و شاہین وغیرہ کے پر جھاڑنے کا زمانہ آتا ہے تو ان کو بھی گھروں میں باندھ یا پنجروں میں چھوڑ دیتے اور کہتے ہیں کہ کریز بستہ اند یعنی درخانہ بستہ اند۔ عوام نے غلطی سے پر گرانے کے معنی سمجھ لیے۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں حکیم سنائی اور حضرت امیر خسرو کے شعر میں بھی یہی معنی لکھے ہیں۔ مگر چوں کہ یہ معنی داخل اصطلاح ہو گئے اس وجہ سے دوسرے معنی یہی قرار دیے ہیں۔''

کرُوْ ۱۔ کیڑا [کیڑی، چیونٹی]

اردو، پنجابی الاصل، مذکر، اسم ۲۔ چیونٹی، چیونٹا

آسماں سے جونک ہی رو پایا
چاند کو کر دیا ہے کبو کمایا
میر حسن

کڑکھا
اردو، مذکر، اسم

برطانوی عہد کے ابتداء میں ہندوستانی فوج میں ایک خاص جمعدار اس کام کے لیے رکھا جاتا تھا کہ وہ جنگ کے وقت فوجیوں کو ہمت دلانے اور انہیں اکسانے اور جوش دلانے کے لیے کچھ کہے۔ اس ہمت افزائی کو کڑکھا کہتے ہیں۔

کڑکھیت
اردو، مذکر، اسم

انگریزی عہد کے ابتداء میں ہندوستانی فوج میں ایک جمعدار افسر اس کام کے لیے رکھا جاتا تھا کہ وہ جنگ کے وقت اپنے کلمات سے فوجیوں کے دل بڑھائے۔ اس جمعدار افسر کو کڑکھیت کہتے تھے۔

کسالا
اردو، عربی، مؤنث، اسم

کسل، سستی کرنا

۱۔ سستی، ڈھیلاپن، کاہلی
۲۔ سختی، تکلیف، مصیبت، دکھ
دل پچھا ہلا کی کو نپٹ کھینچ کسالا
لے یار مرے سلمہ اللہ تعالیٰ
میر

(۲۵) [illegible]

کسبی رکنجری رکنچنی
اردو، مؤنث، اسم

یہاں [دہلی] کے محاورہ میں کسبی اور کنچنی بازاری عورتوں کو کہتے ہیں۔ پنجاب میں ان کو کنجری کہتے ہیں اور یہاں کنجر ایک قوم ہوتی ہے کہ وہ زنا نہیں کرتے اور نہ ناچیں گاویں بلکہ چھاج وغیرہ بنا کر گزارا کرتے ہیں۔ کسبیاں کنچنیاں ناچتی گاتی ہیں زنا کرتی ہیں ان کی یہی معاش ہے اور کنجر نہ ہندو نہ مسلمان سب کے گھر کا اور مردار بھی کھاتے ہیں اور کنچن مسلمان ہوتے ہیں اکثر احکام اسلام کے بجالاتے ہیں۔

[محاورات ہند ۱۸۹۰ء]

کسن
اردو، مذکر، اسم

اذیت، ظلم

کسنا
اردو، مذکر، اسم

۱۔ کوئی چیز جس سے کسا جائے
۲۔ چادر بستر وغیرہ پلنگ پر بچھا کر ڈوریوں سے پائے کے اس حصہ پر کس دیتے ہیں جو اوپر کی سمت ہوتا ہے۔ اس طرح بستر یا چادر پلنگ درست رہتی ہے۔ یہ ڈوریاں حسب حیثیت قیمتی ریشم کی بھی ہوتی ہیں۔ جن میں چاندی کے گھونگرو پڑے ہوتے ہیں۔

کسے اوسپہ کسنے وہ مقیش کے
کہ جھبوں میں تھے جس کے موتی لگے

میر حسن [سحر البیان]

کفن پھاڑ کے بولنا

بے قراری سے بولنا۔ چپ رہنے کی طاقت نہ پا کر بولنا جب ایسا موقعہ یا بات ہو کہ معاملہ برداشت سے باہر ہو جائے اور بے بولے نہ رہ سکے۔

پیر ہو کے جوا ہوا شیخ مریدِ اطفال
مردے سب بولے کفن پھاڑ قیامت آئی

سید عبدالعلی عزلت

سکوڑا
پشتو، روہیل، کھنڈی، اردو

ا۔ایک قسم کی نباتات
۲۔جلی ہوئی روٹی۔جو روٹی کوئلوں پر پکائی جائے اسے پشتو میں سکوڑے بہ واو مجہول کہتے ہیں۔ روہیل کھنڈ میں جو روٹی جل جائے اسے کہتے ہیں کہ "جل کر سکوڑا ہوگئی"۔

عرشی

کلا

بہت چھوٹا حصہ، گانا بجانا، مکر، فریب، ہنر، فنون لطیفہ

کلابتو

زری کے کام میں آتا ہے۔ اسے نون کے ساتھ کلابتوں بھی لکھتے ہیں۔سونے چاندی کے تاروں کو ریشم کے ڈوروں پر بٹ کر چڑھاتے ہیں۔ زردوز بہت استعمال کرتے ہیں۔
فیلن نے اپنی لغت میں اس کی وجہ تسمیہ کل کا بٹا ہوا لکھا ہے۔

مولوی سید احمد صاحب فرہنگ آصفیہ کو اس سے بہت اختلاف ہے اور اس کے متعلق انہوں نے دلچسپ فقرے درج کیے ہیں۔

''جن لوگوں نے اس کی وجہ تسمیہ کل کا بنا ہوا لکھا ہے یہ محض گھڑت ہے۔ وہ ذرا اکبر نامہ کو آنکھ کھول کر دیکھیں اول تو یہ کل کے ذریعہ بنا ہی نہیں جاتا۔ ہاتھ اور پنڈلی کے رگڑے سے بنا جاتا ہے۔ دوسرے اگر بالفرض کل سے بنا جانا تسلیم کیا جائے تو بھی اس کی حقیقت نہیں معلوم ہو سکتی۔ جس مادہ سے اصلی حقیقت معلوم نہ ہو وہ مادہ نہیں کہلاتا۔ فیلن صاحب کو بھی ان کے نوجوان مددگاروں نے ایسا ہی دھوکا دیا ہے۔''

کَلاَل، کلار — شراب فروش

کَلسی
اردو، مونث، اسم
پانی کا چھوٹا برتن، بڑا برتن کلسا کہلاتا ہے۔

کُلمَا
پشتو، اردو
کلما کے معنی فرہنگ آصفیہ میں '' دلمہ، مصالحہ دار قیمہ بھری ہوئی بکری کی انتڑی، گلم اور لنگوچا ، تحریر کیے ہیں۔ نوراللغات میں صرف ''بکری کی انتڑی میں قیمہ مسالے کے ساتھ بھر کر پکاتے ہیں'' تحریر کیا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ کُلمہ پشتو میں آنت یا انتڑی کو کہتے ہیں اور قیمہ بھری آنت بھی وہاں کلمہ کہلاتی ہے۔ رامپور میں شریر لڑکے دوسرے لڑکوں کو اوئی تیرے کلمے میں سوئی کہہ کر چھیڑتے ہیں اور کلمے سے مراد مقعد ہوتی ہے۔

عرشی

کَلنگ، کلنک

داغ، دھبہ، بدنامی، رسوائی، ذلت

کلوٹا

پشتو، اردو

کالا کلوٹا اردو میں مستعمل ہے۔ کلوٹا تنہا استعمال نہیں ہوتا

''سیاہ فام آدمی کالا کلوٹا کہلاتا ہے۔ اس مرکب کا دوسرا جزو پشتو ہے۔ افغانی کلوٹ (بہ واو معروف) مرد کو اور کلوٹہ عورت کو کہتے ہیں۔ اہل ہند نے اپنے اصول کے تحت کلوٹا مرد کو اور کلول عورت کو کہا''۔

عرشی

کلوَل

اردو، برج، مونث، اسم

مصیبت، آفت، سختی، تکلیف

ہمیں غش آ گیا تھا وہ بدن دیکھ
بڑی کلول ٹلی ہے جان پر سے

میر

کلول — اٹھکیلی، چنچل پن، خوشی

کلید پیچ — [کلید = چابی، پیچ = بل، مڑوڑ]
اردو، فارسی الاصل، صفت

کلید پیچ اگر رقعہ یار کا آوے
تو دل کہ قفل کا بستہ ہے کیسا کھل جاوے
میر [دیوان چہارم]

کماویں میاں خانخاناں اڑاویں میاں فہیم — مولوی سید احمد صاحب دہلوی لکھتے ہیں: یعنی اعلیٰ دولت پیدا کرے اور ادنیٰ کے تصرف میں آئے۔ غیر مال سے بہرہ مند ہوں اور حقدار محروم رہے۔

عبدالرحیم خان خاناں نے جو بیرم خاں خان خاناں کا بیٹا اور اکبری نورتن کا ایک اعلیٰ رکن تھا اپنی ذاتی فیاضی اور سخاوت کے علاوہ اپنے غلام مرزا فہیم کو بھی اس کی بہادری خدمت گزاری اور جاں نثاری کے سبب ایسا ہی فیاض اور سخی بنا دیا تھا۔ چنانچہ جو کچھ خان خاناں کا مال تھا وہ سب فہیم کے اختیار اور ہاتھ میں تھا۔ جو کچھ خان خاناں کماتا فہیم اسے چاہے جس طرح خرچ کرتا۔ پس اس وجہ سے یہ مثل مشہور ہوگئی۔ چنانچہ فہیم آخر کار اپنے آقا پر ہی تصدق ہوا جس کا ذکر تزک جہاں گیری میں اس طرح لکھا ہے کہ جہاں گیر کو خان خاناں کی فتنہ سازی اور نیرنگ پردازی سے کھٹکا لگا رہتا تھا۔

کیوں کہ شاہجہاں کی بغاوت کے زمانے میں اس کا بیٹا داراب شاہجہاں کے پاس چلا گیا تھا۔ پس مشیران دربار کے مشورے سے خانخاناں کو نظر بند کر رکھا تھا اور اس کے گھر پر شاہی پہرا آ گیا تھا۔ ایک مرتبہ بادشاہ نے اس کا مال ضبط کرنے اور فہیم نام اس کے نمک حلال غلام کو پکڑ لانے کے واسطے کچھ آدمی بھیجے۔ اس نے نامردی کے ساتھ گرفتار ہونا اور اپنے آقا کا مال دوسروں کے ہاتھ لگنا مناسب نہ جان کر خوب داد مردانگی دی اور انجام کار اپنے نوکروں سمیت ہلاک ہوا۔

کُماہَہ
فارسی، اردو، مذکر، اسم

تعویز

''کماہہ بضم کاف تازی بروزن دوماہہ بمعنی تعویز''۔
[منتخب النفائس۔ کانپور۔ ۱۲۸۶ھ]

کُم کُم
اردو، سنسکرت، مذکر، اسم

زعفران

کمانچہ، کماچہ
اردو، مذکر، اسم

۱۔ سارنگی وغیرہ بجانے کا گز
۲۔ ایک نوع کا وائلن
۳۔ محراب دار چھت، طاق

(۳۱) اکتیس

کمانچوں کو سارنگیوں کو بنا
خوشی سے ہر اک اونگی تربیں ملا

میر حسن [سحرالبیان]

کم پائی
اردو، فارسی الاصل، صفت

۱۔ عارضی، غیر مستقل، دیر پائی کی ضد
۲۔ گوشہ نشینی، کم چلنے پھرنے کی عادت

کم پائی پھر بھی سیر کیا میں نے سب جہاں
آشفتہ خاطری نے پھرایا کہاں کہاں

میر

کمری
اردو، مذکر، اسم

کمری یہ لفظ کمر بمعنی پیٹھ سے ہے۔ ایک قسم کا شلوکا، کمر تک کی صدری، اس معنی میں یہ مؤنث ہے۔ لیکن ایک قسم کے گھوڑے کو بھی کہتے ہیں۔ گھوڑے کے ایک عیب کا بھی نام ہے، وہ گھوڑا جو چڑھائی پر نہ چڑھ سکے، کمزور کمر کا گھوڑا

میر حسن مثنوی سحرالبیان میں لکھتے ہیں ؎

نہ حشری نہ کمری نہ شب کور وہ
نہ وہ کہنہ لنگ اور نہ منہ زور وہ

اصطلاحات پیشہ وراں میں ہے ؎

خدا ناکردہ گر کمری ہو گھوڑا
تو ہانک اونچے پہ اسکو کرکے کوڑا

(۳۲) بتیس

چڑھے گر صاف تو کری نہیں ہے
جو ہو برعکس اس کے تو یقیں ہے

کم سوار

اردو، مذکر، صفت

اناڑی گھڑ سوار، شہسوار کا برعکس

''ایک کایستھ کم سوار گھوڑے پر بیٹھا بازار میں چلا جاتا تھا۔ کسی شاہسوار نے اسے مینڈکی سے بھی پیچھے بیٹھا دیکھ کر کہا۔......''

للولال جی [لطائف ہندی]

کم صلا

اردو، مذکر، اسم

خفیہ تحریر کا ایک اصول مندرجہ ذیل شعر میں مخفی ہے:

کم صلا او حط لہ درسع
حرف منقوطش را بجالیش دع

پہلے مصرعہ کے الفاظ جن حروف پر مشتمل ہیں وہ بدل جاتے ہیں لیکن جو نقطہ دار حروف ہیں وہ نہیں بدلتے۔ یعنی یہ حروف ایک دوسرے کے بدل جاتے ہیں: ک م۔ ص لا۔ او۔ ح ط۔ ل ہ۔ در۔ س ع۔ اور اس اصول کے مطابق'' سلامت'' ،''عصکت'' لکھا جائے گا۔

کناگت

مولوی سید احمد صاحب دہلوی لکھتے ہیں کہ اصل میں کنیاگت تھا۔ ہندوؤں کے ایک تہوار کا نام جس

(۳۳) تینتیس

میں وہ اکثر اپنی بیٹی کو عمدہ عمدہ کھانے کھلاتے اور آسن کے اندھیرے پاکھ کے ختم ہونے تک اپنے متوفی بزرگوں کے نام پر ان کی تاریخ یعنی یومِ وفات کو برہمنوں کو جمایا کرتے ہیں۔ بلکہ پنجاب میں تو یہ دستور ہے کہ کنواری لڑکیاں کناگت کے شروع سے ختم ہونے تک روزا اپنے گھر سے باہر چلی جاتی اور وہاں باہم خوب ایک دوسرے کی گت بناتی ہیں۔ عجب نہیں کہ اس کا ماخذ یہی ہو۔ مگر بعض پنڈت یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ اصل یہ لفظ کرنا گت تھا۔ جس وقت راجہ کرن جو بڑا سخی تھا اور دیگر اشیاء کے بجائے صرف سونے کا دان پُن کرنے والا تھا مر گیا اور فرشتے اسے سورگ میں لے گئے تو وہاں اس کو کھانے پینے کے لیے سونا ہی سونا ملا جو اس کے کسی کام کا بھی نہ تھا۔ پس اس نے پندرہ روز کے واسطے پھر دنیا میں آنے کی درخواست کی اور اب کی دفعہ پیدا ہو کر اناج اور غلہ ہی غلہ کا پن کیا۔ پس جب سے کناگت کی رسم جاری ہوگئی یعنی راجہ کرن کی گت (حالت) سے منسوب۔ نونورتی درگا مائی کے سولہ کناگت پتروں کے مشہور ہیں۔ جیسے ''آئے کناگت، پھولا کانس یا من اچھلے نونو بانس''۔

کَنْپانا اردو، فعل — تھرتھرانا، جگہ سے ہلا دینا، ہلا کر جگہ سے ہٹا دینا، کپکپا دینا

(۳۴) چونتیس

''پھر پھسلا دیا اور کڈھا دیا ابلیس نے ان دونوں کو بہشت سے''

شاہ عبدالقادرؒ [موضح القرآن۔سورۂ بقر]

کنٹر
اردو،صفت

بخل، کنجوس

کُنٹُک
برج،اردو،مذکر،اسم،صفت

بدخلق، بداطوار، کنجوس، کمینہ

''کنٹک بفتح کاف تازی وسکونِ نون وتائے ہندی مفتوح وآخر کافِ تازی کسیکہ بخیل وبدخلق باشد''۔

مولوی محبوب علی رام پوری۔

[منتخب النفالیس۔کانپور۔۱۲۸۵ھ]

کُنجا
اردو،صفت،مذکر

نیلی آنکھوں والا

کنجی (مؤنث)

کُنچن
اردو،برج،مذکر،اسم

سونا،زر،ناچنے والی

گلے کی صفائی وہ کرتی کا چاک
تڑاقے کی انگیا کسی ٹھیک ٹھاک
وہ کنچن سی اس میں کچیں لال لال
بھری رنگ سے قمقمے کی مثال

میر حسن [سحرالبیان]

گنچک، گنچکی
اردو، پراکرت، مؤنث، اسم
انگیا، کرتی

گنڈورا
اردو، فارسی الاصل، مذکر، اسم
چمڑے یا کپڑے کا دسترخوان

کنڈوری
اردو، فارسی الاصل، مونث، اسم
حضرت بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا کی نیاز جس میں صرف نیک و پاک بیبیاں شرکت کرتی ہیں اور نیاز کا تبرک مردوں کی نظروں سے الگ رکھا جاتا ہے

کندی کرنا
اردو
کپڑوں کو اچھی طرح مار کر اور پیٹ پاٹ کر صاف کرنا جیسے دھوبی عموماً کرتے ہیں
اسی لیے کنایتاً اچھی طرح مرمت کرنے اور مارنے پیٹنے کو بھی کندی کرنا کہتے ہیں۔

کنڈ
سنسکرت برج، اردو
ولد الزنا، ہندو شاستروں کے مطابق وہ اولاد جو کسی عورت کے شوہر کی زندگی میں دوسرے مرد سے پیدا ہوتی ہے یہ اولاد کریا کرم کی مستحق نہیں ہوتی۔

کنک
اردو، مذکر، اسم
ا۔ سونا، طلا، زر
۲۔ دھتورا

(۳۰۶) چھتیس

کنک کنک تیں سو گنی مادکتا ادھکائے

وہ کھائے بورات ہے یہ پائے بورات

لالو لال جی [لطائف ہندی]

سونا اور پھر دھتورا (یعنی مال و زر اس پہ نشہ) سو گنا نشہ بڑھاتا ہے۔ اس (دھتورے) کو آدمی کھا کر بہکتا ہے اور اسے (مال و زر کو) پا کر بہکتا ہے۔

کنگاج — دیکھیے کنگالش

کنگاش — دیکھیے کنگالش

کنگالش — [کنگال سے بنایا ہے]
اردو، مؤنث، اسم
۱۔ غربت افلاس

کِنگایش — [اصل فارسی میں کنگاج، گنگاج، کنگاش اور گنگاش ہے]
اردو۔ فارسی الاصل، مؤنث، اسم
۲۔ مشورہ، غور و فکر، تدبیر، صلاح
خاص طور پر کسی سازش کے لیے صلاح مشورہ

ان سے آزار دہی کی مری کنگایش ہے

ہردم ان سے مری خونریزی کی فرمایش ہے

واسوخت۔ میر

کنگنا

فرہنگ آصفیہ میں ہے کہ یہ ہندوؤں کی رسم میں استعمال ہوتا ہے۔ وہ کلاوہ کے ڈورا جو پھیروں کے وقت دولہا کی داہنی کلائی اور دلہن کی بائیں کلائی میں باندھا جاتا ہے۔ کپڑے کی وہ پوٹلی جس میں اسبند اور گینڈے کی کھال یا لوہے کا چھلا سپاری ہلدی وغیرہ رکھ کر دولہا کے ہاتھ لگن کے دن باندھ دیتے ہیں۔ اس گیت کو بھی کہتے ہیں جس میں کنگنا باندھنے کا ذکر ہوتا ہے اور وہ کنگنا باندھتے وقت گایا جاتا ہے۔ جیسے آ دموے ہریالے بنرے۔ گنگنا میں باندھوں کر پیچ تیرے۔

کنے

پاس، نزدیک، قریب

اضلاع رامپور میں اب تک اسی معنی میں بولتے ہیں۔

بلا کر انہیں شہہ کنے لے گئے
جوں ہی روبرو سب وہ شہہ کے گئے

[مثنوی میرحسن۔ص ۱۷]

یا غوث اعظم آپ سوا کون ہے مرا
کس کے کنے میں جاکروں تقریر الغیاث

[حضرت شاہ نیاز احمد صاحب نیاز بریلوی۔ قلمی مخطوطہ مملوکہ قادری]

کنیٹھا

لکھنؤ دہلی وغیرہ میں مکان کے کونے کو کنٹھیا کہتے ہیں۔
سید محمد عبداللہ بلگرامی [حل غوامض ۱۸۸۵ء]

کوا چھڑانا
اردو محاورہ

کسی منت یا بیماری یا اور کسی سبب سے صدقہ میں
کوے کو چھڑاتے ہیں
"[نواب حامد علی خاں کے خسر نواب فضل علی خاں]
نے خواجہ وزیر کا یہ مطلع پڑھا۔ ؎
جانور جو ترے صدقہ میں رہا ہوتا ہے
اے شہہ حسن وہ چھٹتے ہی ہما ہوتا ہے
استاد (ذوق) مرحوم نے کہا کہ صدقہ میں اکثر کوا
چھڑاتے ہیں اسی لیے زیادہ تر مناسب ہے۔
زاغ بھی گر ترے صدقہ میں رہا ہوتا ہے
اے شہہ حسن وہ چھٹتے ہی ہما ہوتا ہے
محمد حسین آزاد [دیوان ذوق۔ دہلی ۱۹۳۳ء]

کوت
برج، اردو، مذکر، اسم

کچا حساب، تخمینہ، اندازہ، قیاس، حساب کتاب کے
معاملے میں، پیمائش

کوتنا
برج، اردو، فعل

تخمینہ کرنا، قیاس کرنا، اندازہ لگانا
"فارسی: اندازہ کردن۔ عربی: خَرص۔"
[منتخب النفائس۔ ۱۲۸۵ھ]

کوتوال

فرہنگ آصفیہ کے مطابق محافظ شہر و قلعہ۔ شب
گرد۔ شحنۂ شہر کا رات کو گشت لگانے والا افسر۔ اس لفظ

(۳۹) انتالیس

کی تحقیق میں اختلاف ہے۔ اکثر لوگ تو اس طرف ہیں کہ یہ ہندی ہے۔ کوٹ بمعنی قلعہ اور وال بمعنی محافظ سے مرکب یعنی محافظ قلعہ و حصار۔
بعض کی رائے ہے کہ اصل میں یہ لفظ کوتہ وال یعنی مالکِ کوتہ ہے۔
کیوں کہ کوتہ ان بندوقوں کو کہتے ہیں جو سپاہی لوگ اکٹھی کر کے کوتوالی میں رکھ دیتے ہیں۔ غرض اس کے ہندی ہونے میں کلام نہیں اور یہیں سے یہ لفظ فارس و خراسان میں پہنچا ہے۔ البتہ اس قدر محل تأمل ہے کہ ہندی میں کوٹوال مرکب ہو کر کسی ہندی کوش یا پرانی تصنیف میں نہیں پایا گیا۔ ہاں کوٹ علیحدہ بولا جاتا اور بکثرت استعمال میں آتا ہے۔ لفظ کوتوال کے اشعار فارسی کتابوں میں برابر پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ درویش دہکی ملا محمد ظہوری وغیرہ کے اشعار اس وقت بھی ہمارے پیشِ نظر ہیں۔ پس اس لحاظ سے اسے مفرس خیال کرنا چاہیے۔

گوتھ
برج، اردو

کوتھ؟ بمعنی کیا مطلب، کیا کام، کیا واسطہ
تو گدھی کمہار کی تجھے رام سے کوتھ؟
دیکھیے: کوت

کوتھمیر، کوتمیر — ہرا دھنیا، کشنیز

کوتھی
برج، اردو، مونث، اسم

تلوار وغیرہ کی نیام کے نیچے بطور شام کے اکایا جانے والا لوہے وغیرہ کا ٹکڑا
''کوتھی چیز یکہ در پائین نیام شمشیر وغیرہ نصب کنند''
[منتخب النفائس۔ ۱۲۸۵ھ]

کوٹ گڑارا
اردو

قلعہ

کوٹھی
اردو، برج، مونث، اسم

ا۔ ساہوکاری کی دوکان، ساہوکارہ، مہاجنی اور روپیہ کے لین دین کا ادارہ، بنک، صرّافہ
۲۔ کارخانہ، فیکٹری، مال گودام
۳۔ ہر قسم کے سامان فروخت کی بڑی دوکان
۴۔ غلہ کا کھتہ، اناج رکھنے کا مٹی کا مٹکے نما برتن
۵۔ کنویں کی تہہ میں پکی اینٹوں یا مضبوط لکڑی کا گول چکر بنیاد کے طور پر ڈالتے ہیں یا اس لیے کہ ریت نہ بیٹھے۔

کوٹھی بیٹھنا

بنک یا کارخانے دوکان کا دوالہ نکلنا

کوٹھی بیٹھنا یا بٹھانا

کنویں کی تہہ میں اینٹوں یا لکڑی کا گول چکر بنیاد کے لیے ڈالنا

کوٹھی کھولنا — بنک یا کارخانہ لگانا یا شروع کرنا
[نوراللغات۔PLATTS]

کُوچنا
اردو، کھڑی بولی، فعل
۱۔ پھاڑنا، چیرنا
۲۔ چھید کرنا، چبھونا
۳۔ زخمی کرنا
۴۔ گھسانا

کور
اردو، برج بھاشا، مؤنث، اسم
کونا، کنارا، ٹکڑا، نوک، سرا
ذراسی کوئی چیز، ٹوٹا ہوا ٹکڑا، ریزہ
کمی، نقص، کسر

کانپے ہے سر بھگوتے ہوئے اس کی پور پور
کیا بات ایک بال کٹے یا تراشے کور
یاں تک ہے استرے و نہرنی کی دھار بند
نظیر

کورنا
اردو، فعل
۱۔ کھودنا، کھرچنا، صفائی کرنا، نوچنا
۲۔ پرندے کا چونچ سے پروں وغیرہ کو صاف کرنا

گَوْرَوْ — کرونامی خاندان کی اولاد جو دہلی کے بادشاہ تھے۔ جن کی پانڈووں کے ساتھ مہابھارت کی مشہور لڑائی ہوئی۔

اگرچہ دھرتراشٹر اور پانڈواں دونوں کے بیٹوں اور پوتوں کو کورو کہہ سکتے ہیں مگر بالخصوص دھرتراشٹر کے بیٹوں کو کورو اور پانڈواں کے بیٹوں کو پانڈو کہتے ہیں۔

کوڑی
۱۔جس طرح بارہ کا ایک درجن اس طرح بیس کی ایک کوڑی

کوک
۱۔عیاشی

کوک شاستر
۲۔جس میں جماع کے طریقے بتائے گئے ہوں وہ علم یا کتاب۔

کُوکَر مُتّا
(کوکر: کتا۔متا: پیشاب)
سانپ کی چھتری، سماروغ

کوکلا
اردو، برج، مؤنث، اسم
کوئل: سیاہ رنگ کا نہایت شیریں آواز پرندہ
کوکلا بولنا: شیریں بیانی
یہ لڑکے نازنین بولے ہیں کو کلا جوں مور
تمام رنگ کی بوچھارے ہے شورا بور
نظیر

کوکل آنکھ
مذکر
ایک پودا

کومَل — نرم، ملائم، نازک، لطیف، کچا

کھاری کنویں میں گیا — نکما بے فائدہ گیا، تلف ہوا

[محاورات ہند ۱۸۷۹ء]

کھاری کنویں میں ڈال دینا — مولوی سید احمد صاحب دہلوی لکھتے ہیں کہ ضائع کر دینا، کھو دینا، پھینک دینا، بے فائدہ کھونا، فائدے سے ہاتھ اٹھانا

دشمن سے سارا حال کہیں گے وصال کا
ڈالیں گے اپنی بات کو کھاری کنویں میں ہم

مرزا صابر

قناد اگر سنے ترے شیریں دھن کے وصف
کھاری کنویں میں قند کے کوزوں کو ڈال دے

بحرؔ

گھانڈا
مذکر، اسم — دودھاری سیدھی تلوار

کھپَّر — مٹی کا پیالہ جو فقیروں کے پاس ہوتا ہے

گھتّا — اناج رکھنے کا کوٹھا

کھٹائی میں پڑنا

کوئی کام تعویق میں پڑ جائے، برابر ٹلتا جائے اور کبھی سرانجام نہ ہوتو کہتے ہیں کہ کام کھٹائی میں پڑ گیا یا ڈال دیا۔

چرب و شیریں جو کلام ان کے یہی ہیں ہر بار
کچھ دنوں اب تو کھٹائی میں نمک خوار پڑے

رند

مولوی سید احمد صاحب دہلوی کہتے ہیں کہ یہ محاورہ سناروں سے لیا گیا ہے۔ کیوں کہ وہ اپنے بچاؤ کے واسطے زیور کے تقاضہ کرنے والے کو اکثر یہ دھوکا دے کر ٹال دیا کرتے ہیں کہ زیور تیار تو ہوگیا ہے اجلنے کے واسطے کھٹائی میں پڑا ہے دوچار روز میں نکال دیں گے۔ چنانچہ درزی کا بند اور سنار کی کھٹائی ایک مشہور مثل ہوگئی ہے۔

کھِجلانا
اردو، کھڑی بولی، فعل

چڑھنا، خفا ہونا، ناخوش ہونا، غصہ ہونا، زچ ہونا

''بیراگی نے کھجلا کے جواب دیا۔ بابا میں تو اپنے ٹھاکر کو ریجھا تا ہوں اور کوئی ریجھا تو کیا نہ ریجھا تو کیا۔''

[لطائف ہندی۔ نقل]

کھڈَگ

تلوار، تیغ

کُھرّا

گلا گھٹنے میں جو آواز نکلتی ہے۔

اور چرس کے پیئے سے تجھکو لگے گا کُھرا

نظیر اکبرآباد

کھرتل
بہت تیز، سخت مزاج

کھرکھوج
اردو، کھڑی بولی۔ اسم۔ مذکر
۱۔ نام ونشان، پتہ
۲۔ تباہی بربادی، خرابی، ستیاناس
نام ونشان غارت کردینا، تباہ و برباد کردینا

ہو یہ کھر کھوج مٹے چاہ نصیب اعدا
کرے اس دکھڑے کو اللہ نصیب اعدا
انشاء

کھڑاکھیل فرخ آبادی
اردو محاورہ
کام فی الفور یا کم خرچ، سستا
[محاورات ہند۔۱۸۹۰ء]

کھڑپچ
اردو، مؤنث، اسم
الٹی باتیں، اُچپچ

غلام میں تو ہوں ان صاحبوں کی کھڑپچ کا
سڑی تو صاحبی اسپر چبوترہ گچ گا
انشاء

کھڑی رکھی
ہنڈوی کسی سبب جو ملتوی رہتی ہے۔
ساہوکار بولتے ہیں۔ [محاورات ہند۔۱۸۹۰ء]

کھڑوا
کلائی میں پہننے کا زیور، کڑا

(۴۶) چھیالیس

دیکھے گا جب تو لے گا تیرا اتار کھڑوا

نظیر اکبرآبادی

کھڑپیچ

اردو، کھڑی بولی، مونث، اسم

دشمنی، غصہ، اعتراض، بغض، کینہ

کھڑپیچ نکالنا: غصہ اتارنا، دشمنی نکالنا

کھسلنا

اردو، برج، فعل

کھسکنا اور پھسلنا

فائدہ کھسکنے کے لفظ سے وہ کیفیت ظاہر ہوتی ہے جو پھسلنے اور کھسکنے دونوں لفظوں سے مجموعی طور پر ظاہر کی جاسکتی ہے۔ یہ لفظ آگرہ اور اس کے نواح میں آج بھی رائج ہے۔ بعض علمائے ادب کو یہ غلط فہمی ہے کہ یہ غلط لفظ ہے۔ زیادہ تر لوگ اس لفظ سے غالب کے خطوط کے ذریعہ آشنا ہوئے۔

میر غلام حسنین قدر بلگرامی کے نام خط میں ہے "حاجتی دھری رہتی ہے پلنگ پر سے کھسل پڑا پھر پڑ رہا"۔

[خطوط غالب۔ مرتبہ غلام رسول مہرؔ ص ۵۵۴]

چودھری عبدالغفور سرور کے خط میں ہے "پلنگ سے کھسل پڑا ہاتھ منہ دھو کر کھانا کھایا"۔

[مہر ص ۴۹۹، لاہور باردوم]

اس لفظ پر عام طور پر اعتراض کیا گیا ہے اور اسے غالب کے تسامحات یا مختصات میں شمار کیا گیا ہے۔ جناب نظم

(۴۷) سینتالیس

طباطبائی نے اپنی متعدد تحریروں میں جہاں اغلاط زبان گنائے ہیں وہاں غالبؔ کے کھسلنے کا بھی حوالہ دیا ہے۔

مولانا طباطبائی اپنی مشہور شرح غالبؔ میں لکھتے ہیں۔

''..........ایک جگہ لکھتے ہیں پلنگ پر سے کھسل پڑا کھانا کھالیا''۔حالانکہ اون کے معاصرین میں کسی کی زبان پر دہلی ولکھنؤ میں یہ الفاظ نہ تھے۔ انصاف یہ ہے کہ یہ دونوں [میر و غالبؔ] بزرگ زبان اکبرآباد کے لیے مایۂ فخر و ناز ہیں دوایک لفظوں کے نامانوس ہونے سے ان کی زبان پرحرف نہیں آ سکتا۔''۔(ص۹۲)

پھراسی شرح میں ایک اور موقع پر مولانا طباطبائی نے تحریرفرمایا''مرزاغالب مرحوم کی تحریروں میں میں نے محاورہ لکھنؤ کے خلاف چند اورالفاظ دیکھے اس کے بارے میں نواب مرزا خاں داغ صاحب سے تحقیق چاہی انہوں نے لکھا کہ یہ غلط ہیں......کرسی پر سے کھِسل پڑا اخلاف محاورہ ہے......[ص۹۔۱۵۸]

ان سب علمائے زبان وادب کو غلط فہمی ہوئی ہے اور اس باب میں حضرت داغ کا فرمایا ہوا بھی مستند نہیں۔کھسلنا نہ لفظ غلط ہے نہ خلاف محاورہ ہے اور نہ زبان اکبرآباد کے لیے مخصوص ہے۔ایک زمانہ میں یہ تمام اہل زبان شعراء اورادباء کے استعمال میں تھا۔پھرامتدادزمانہ سے اس کا استعمال کم ہوگیا۔بعد میں مفقود ہوا حالانکہ اکبرآباد اور

اس کے نواح میں آج تک رائج ہے۔کھسلنا کو علامہ نظم طباطبائی کا ''محاورہ لکھنؤ کے خلاف'' کہنا بھی درست نہیں ۔انشاء اللہ خاں انشآ کی زبان اگر لکھنؤ کے لیے درجہ استثناء نہیں رکھتی تو اور کس کی زبان رکھتی ہے؟۔انشاء جیسے شاعرو زبان داں ہیں سب جانتے ہیں۔ان کا شعر ہے۔

کھسل جاتا ہے جب مخمل کا تکیہ اپنے پہلو سے
تو یاد آتی کسی کی وہ مزے کی مجھکو کروٹ ہے

[کلام انشآء مرتبہ مرزا محمد عسکری الہٰ آباد]

لکھنؤ کے ہی ایک شاعر کا شعر ہے۔

الھڑپنے سے باندھا جو ڈھیلا تو پھرتے میں
پاجامہ اسکا پیڑو کے نیچے کھسل پڑا

حسین علی تاَسف لکھنوی

[دیوان غزلیات مرتبہ شبیہ الحسن نونہروی۔صفحہ ۹۵ لکھنؤ ۱۹۷۳]

محمد عطاء اللہ عطآ دہلی کے شاعر تھے۔قدرت اللہ قاسم نے مجموعہ نغز میں ان کے دو شعر نقل کیے ہیں۔

رکت پیاسا چھرا یاروں کا جس دم میان سے نکلا
عدو در ہر قدم درخونِ خود رپٹا گرا، پھسلا
اٹلم ،دھوکڑم، کپٹی بچھاڑم بانکہ، رندم
کہ از دھاکِ منِ دھوکڑ گگن از جائے خود کھسلا

[مجموعہ نغمہ حصہ اول ص ۳۹۹]

طبقات الشعراء۔قدرت اللہ شوق مرتبہ نثار احمد فاروقی

میں یہ شعر عظام کے نام سے دیا ہوا ہے جو امروہہ کا باشندہ تھا۔

ٹیلر۔ ہنٹر نے جو اردو کی لغت ۱۸۰۸ء میں مرتب کی ہے اس میں بھی کھسلنا کا لفظ درج کیا ہے۔

غرض اس لفظ کے متعلق صرف اتنا کہا جا سکتا ہے کہ اب سوائے زبانِ اکبر آباد کے اور کہیں شاید نہیں پایا جاتا اور متروکات میں شمار ہوتا ہے۔ لیکن ایک زمانے میں لکھنؤ اور دہلی دونوں جگہ کے شعراء کی زبان پر تھا۔

''میں جو رومال مدینہ شریف سے لایا تھا وہ بہت بڑا اور بھاری اور چکنا ہے۔ صبح کو ٹہلنے کے لیے سر پر باندھ کر جاتا ہوں لیکن ٹھہرتا نہیں کھسل پڑتا ہے......۔''

[اقتباس از ڈائری ۸/جنوری بدھ ۱۹۳۶ء
مولانا پروفیسر حامد حسن صاحب قادریؒ آگرہ]

کھسی
محاورۂ قلعہ معلیٰ

رنج

رات دن کا مذاق خوب نہیں
ہنسی میں کھسی بھی ہوجاتی ہے

عبیر ہندی

کہلانا
اردو، فعل مشتق

کاہلی کرنا

'' کاہلی سے کہلانا ۔ میاں مجبور ایک قدیمی شاعر تھے۔ استاد [ذوق] مرحوم ان کی باتیں کیا کرتے تھے کہ بڈھے دیرینہ سال تھے مکتب پڑھایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مشاعرہ میں غزل پڑھی۔ دیکھنا کس خوبصورتی سے فعل مشتق کو بٹھایا ہے۔ ؎

باتیں دیکھ زمانے کی، جی بات سے بھی کہلاتا ہے
خاطر سے سب یاروں کی، مجبور غزل کہلاتا ہے

آزاد [آبحیات، لاہور ۱۹۱۳ء]

کھلڑی
برج، اردو، مونث، اسم

سرِ ذکر کی کھال، کھال جو حشفہ کو ڈھکے رہتی ہے اور ختنہ میں قطع کی جاتی ہے۔
مولوی محمد ناصر علی صاحب غیاث پوری [اربع عناصر لکھنؤ ۱۹۲۹ء]

کھلنا
اردو، فعل

۱۔ آشکار ہونا۔ فاش ہونا
۲۔ حجابات برطرف کرنا، بے حجاب ہونا

بات اس پر جو نہ تھی اب تک کھلی سو کھل گئی
بزم میں اس کی میں ایسا مے کو پی کر کھل گیا

مرزا مغل سبقت

کھلی
پوربی، اردو، مونث، اسم

ہنسی، مذاق، تمسخر، ٹھٹھا

(۵۱) اکاون

کھلی کرنا۔ کھلی اڑانا، کھلی میں اڑانا، کھلیوں میں اڑا، ان سب کے معنی مذاق کرنا، بے وقوف بنانا، مسخراپن کرنا وغیرہ ہیں۔ نوراللغات نے یہ شعر درج کیا ہے

منہ کو غنچہ کے چڑھایا نہ کرو
گل کو کھلی میں اڑایا نہ کرو

رندؔ

جو ہم کو جانے بوڑھا سو ہے وہ شیخ چلی
ہم چھیڑ ڈالیں اب بھی خوباں کو کر کے کھلی

نظیرؔ اکبرآباد

کھلے بندوں

علی الاعلان، بے روک ٹوک، بے دھڑک

کھلے بندوں ہوئی آمد سحر کی
اٹھا دامن کو شب آگے سے سرکی

مرزا فدوی لاہوری

کھن ۔ مذکر، اسم

مکان کی منزلوں کی تقسیم، اوپر کی منزل، چھت کے اوپر براوپر کمرے

اونچا مکان جس کا ہے پچکھنڈا سوایا
اوپر کا کھن ٹپک کر جب نیچے پانی آیا

نظیرؔ اکبرآبادی

کھنڈانا — بھگانا، چلتا کرنا

کھنڈ لنا — پاؤں سے روندنا، پاؤں سے ملنا دلنا

کہنہ لنگ
اردو، مذکر، اسم
گھوڑے کا عیب، پیدائشی لنگ کرنے والا جو علاج سے ٹھیک نہ ہو سکے۔

وہی ہوتا ہے کہنہ لنگ گھوڑا
کہ جو کرتا یہ اول لنگ گھوڑا

[اصطلاحات پیشہ وران]

نہ حشری نہ کمری نہ شب کور وہ
نہ وہ کہنہ لنگ اور نہ منہ زور وہ

میر حسن[سحرالبیان]

کھوکھا — ہنڈوی وصول دے کر جو واپس آتی ہے اس کو کہتے ہیں، ساہوکاروں کی اصطلاح ہے۔

[محاورات ہند ۱۸۹۰ء]

کھوئی
اسم
بارش سے بچنے کے لیے کپڑا یا بوریہ دھرا کر کے سر پر رکھ لیتے ہیں اسے کھوئی کہتے ہیں۔

اور جن کی مفلسی نے شرم و حیا ہے کھوئی
ہے ان کے سر پہ سر کی یا بورے کی کھوئی

نظیر اکبر آباد

کیتکی
اردو، پراکرت، مونث، اسم

۱۔ کیوڑے کا بوٹا اور اس کا پھول، کادی
۲۔ کیوڑے کی شراب

گلابی میں غنچے کی مجھاو شتاب
پلا ساقیا کیتکی کی شراب

میر حسن [سحر البیان]

ان دنوں شاید اور بھی تجھاو مزا پڑا ہے کچھ
آتی ہے کیتکی کی باس تیرے گلاب پاش سے

انشاء

کیٹ

ہر چیز کا میل، چرک، تلچھٹ، کیڑا

کیل
اردو، مؤنث، اسم

پھوڑے پھنسی میں جمے ہوئے مادے کی ایک ذرا سی تیلی سی نکلتی ہے اسے کیل کہتے ہیں۔
''آخر کار وہ پھوڑا پھوٹا۔ اس میں سے مادۂ منجمد جس کو کیل کہتے ہیں وہ نکلا۔

غالب۔ آفاق حسین

گ

گابھ

پیٹ، شکم، حمل، (اردو میں بالعموم جانوروں کا حمل)

گات

مؤنث، اسم

۱۔ پستان، اندام نہانی، حمل

۲۔ بدن، جسم، عضو

۳۔ وضع، اسلوب، جسم کی خوشنمائی

عیاشی چستی و چابکی گات سے

نمود جوانی ہر اک بات سے

میر حسن [سحرالبیان]

گاتھا

تعریف، حمد، گیت

گاتی

اردو، مؤنث، اسم

چادر یا دوپٹے کو دونوں کاندھوں پر ڈال کر سینہ کو باندھنا

زری کے دوپٹے سے چھاتی کو باندھ

بدن کو چھپا اور گاتی کو باندھ

میر حسن [سحرالبیان]

گارو۔ گاڈرو

گارڑو

شعبدہ باز، بازی گر، ساحر

نظیر اکبر آبادی نے گارو لکھا ہے۔

ہو میں ہیکل بہ رنگ بسمل جو ہوش تھا سب ہوا وہ یکسو

(۵۵) پچپن

بہت یہ میں نے تو چاہا پوچھوں میں نام اس کا مگر وہ گارو
نہ مجھے بولا نہ کی اشارت نہ دی تسلی نہ کچھ سنبھالا

گاڈر
اردو، پراکرت، مؤنث، اسم

[گندھارا سے ماخوذ]
ایک قسم کی بھیڑ۔ یہ نام اس لیے پڑا کہ غالباً اول اول گندھارا کے علاقے سے شمالی ہند کے میدانی علاقوں میں بھیڑ کی یہ قسم لائی گئی۔
گاڈر آئی اون کوں بیٹھی چرے کپاس
یعنی میں بھیڑ لائی تھی اون کی غرض سے وہ بیٹھی ساری کپاس چرے جاتی ہے۔ یعنی نفع کی جگہ الٹا نقصان۔

گانڈا
گنا، احمق (گجراتی)

گُپت۔ گُپتی
خفیہ، پوشیدہ، مخفی
پوشیدگی، حفاظت، وہ عصا جس کے اندر تلوار وغیرہ پوشیدہ ہو

گت پھری
اردو، مونث، اسم

ایک قسم کا ناچ

کبھی گت پھری ناچنا ذوق سے
کہ تیورا کے عاشق کرے شوق سے
میر حسن [سحر البیان]

(چ کی تشدید سے بھی بولتے ہیں)

گُچّی

اردو، فارسی الاصل، مؤنث، اسم

گچھی، گوچی، گوچھی

چھوٹا گڈھا جو گلی ڈنڈا کھیلنے کے لیے بناتے ہیں۔ اس معنی میں یہ لفظ فارسی لفظ گوچی سے ماخوذ ہے جس کے معنی گڈھے کے ہیں

PLATTS نے اسے ہندی غلط لکھا ہے۔

گچھی کے معنی نور اللغات کے مطابق ملے جلے غلے۔ چندھیانے اور آنکھوں کے خمار آلود ہونے کے بھی ہیں۔ جیسے نیند سے آنکھیں گچھی ہونا۔

تار، ریشم، سوت اون وغیرہ کی غیر مرتب ڈوریوں یا دھاگوں وغیرہ کے ایک حصہ کو بھی کہتے ہیں۔ جیسے ریشم کی گچھی یا تاروں کی گچھی۔ اسکی تذکیر گچھا بمعنٰی خوشہ بھی استعمال ہوتا ہے۔ انگوروں کا گچھا۔

گدروٹ مچادی

شوروغل مچادیا۔ چور جنگل میں گیدڑ کی سی آواز بول کر اپنے حریف کو جو آبادی میں ہوتا ہے اپنا آنا جتلایا کرتے ہیں۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ اس آواز کے ساتھ گیدڑ نہیں بولتے۔

[محاورات ہند ۱۸۹۰ء]

گدڑھی

اردو، مؤنث، اسم

کنجنی، گدڑھی، گھڑ چڑھی، بیڑن، میر شکار، یہ سب کسبیوں کے فرقہ ہیں۔ ان میں بیڑن اور گھڑ چڑھی

ہند وفرقے ہیں۔ گدڑھی سب سے اعلیٰ سمجھا جاتا ہے۔

گِرْد ہونا
اردو محاورہ

کسی کے سر ہو جانا، پیچھے پڑ جانا، دق کرنا

''راہ چلنے سے الجھتے تھے۔ جس کے گرد ہوتے تھے اسے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جاتا تھا۔

آزاد [آب حیات (بیان محمد شاکر ناجی) ۱۹۱۳]

گذری
اردو، برج، مونث، اسم

(حرف اول مضموم اور حرف ثانی بالفتح سے بھی ہے)

بازار، وہ بازار جو سڑک کے کنارے عارضی طور پر لگایا جائے

ہاٹ، ہاٹ بازار، دن ڈھلے لگنے والا بازار

محمد صلاح آگاہ:

پیری میں کروں سیر جہاں کی تو بجا ہے
ہوتا ہے ڈھلے دن سے تماشا گذری کا

چمنستان شعراء لچھمی نراین شفیق [انجمن ترقی اردو ۱۹۲۸]

گَرْبھ

پیٹ، شکم، حمل

گردن کے ڈورے، گردن کا ڈورا
اردو، اصطلاح رقص

ا۔ وہ جنبش جو ناچنے والا گردن کو دیتا ہے اور اس سے سر سینہ وغیرہ کو جنبش نہیں ہوتی۔ کہا گیا ہے کہ یہ ادا بگلے سے لی گئی ہے جیسے وہ شکار کرتے میں گردن

کو خفیف اور خوبصورت جنبش دیتا ہے اسی طرح ناچنے والا بھی کرتا ہے۔ (عبدالباری آسی)

چمکنا گلوں کا صفا کے سبب
وہ گردن کے ڈورے قیامت غضب

میر حسن [سحرالبیان]

۲۔ گردن کی لچک

تیری گردن کے جو ڈورے کو اڑا جائے تو پھر
چشم خورشید میں عیسیٰ وہیں سوزن مارے

انشاء

گرمی کا چہرا — تمتمایا ہوا چہرہ، سرخ چہرا

اردو

وہ گرمی کا چہرہ کہ جوں آفتاب
جسے دیکھ کر دل کو ہو اضطراب

سحرالبیان

گرُوا — وزنی، گراں، سنگین، متحمل، محترم

گُسائیں، گُسائی — بزرگ، سادھو، سنیاسی

گُستانگر — گاؤں والا، گنوار، بےوقوف

محاورہ قلعہ معلیٰ

تو زنانے میں گھسا آتا ہے
آدمی ہے و یا تو گستاگر

عبیر ہندی

گلاب
اردو، فارسی، مذکر، اسم

[آبِ گل]
پھول کا عرق

روئے عرق فشاں کو بس پونچھ گرم مت ہو
اس گل میں کیا رہے گا جس کا گلاب نکلا

میر

گلا بندھانا

پابند ہونا، محبت میں گرفتار ہونا

جنوں آمیز نکلے ہے صدا کچھ اپنے نالے کی
گلا اپنا بندھایا ہم نے کیوں زنجیر والے سے

حکیم رضا قلی آشفتہ

گل بازی
اردو

''ہندوستان کے نوجوانوں میں بھی ایک رسم ہے کہ دو یار آمنے سامنے ایک گلاب یا گیندے کا پھول لے کر چند قدم کے فاصلہ پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ یہ اُس پر پھینکتا ہے وہ اِس پر، دس پندرہ دفعہ برابر رد و بدل رہتی تھی۔ جس کے ہاتھ سے پھول گر پڑتا وہ ہار جاتا۔ ہارنے کی سزا یہ تھی کہ اٹھاؤ آنکھوں سے۔ جرأت کے

شعر میں لطف یہ ہے کہ کہتا ہے کہ کاش میرا دل یار کی گلبازی کے کام آتا۔ اگرچہ بہت سی چوٹیں کھانی پڑتیں اور گرتا لیکن اس کے ہاتھوں اور ہاتھوں سے آنکھوں تک جو جا پہنچتا۔

رتبہ گل بازی کا دلا کاش تو پاتا
ہاتھوں سے جو گرتا تو وہ آنکھوں سے اٹھاتا

آزاد، [دیوان ذوق]

گل تکیہ
اردو، مذکر، اسم

ایک قسم کا چھوٹا گول تکیہ جسے رخسار کے نیچے رکھتے ہیں

وہ گل تکیے اس کے جو تھے رشک ماہ
کہ ہر وجہ تھی ان کو خوبی میں راہ

میر حسن [سحرالبیان]

گُلجھڑی
اردو، مونث، اسم

گرہ، بندھن، الجھن، پریشانی، گانٹھ، الجھاؤ، الجھنا

گرہ لاکھوں ہی غنچوں کی صبا یک دم میں کھولے ہے
نہ سلجھیں تجھے اے آہ سحر اس دل کی گلجھڑیاں

سودا

پڑی جب گرہ بارھویں سال کی
کھلی گلجھڑی غم کے جنجال کی

میر حسن [سحرالبیان]

گل چھرے اڑانا

عیش کرنا، اللّے تللّے خرچ کرنا، پیسہ ضائع کرنا

مولوی سید احمد صاحب دہلوی فرہنگ آصفیہ میں لکھتے ہیں:

لغوی معنی گولی بارود اور چھرے میں روپیہ ضائع کرنا، بارود یا آتش بازی وغیرہ میں روپیہ برباد کرنا، شوقِ شکار میں روپیہ اڑانا، خوب خرچ کر کے شکار کھیلنا، خوب عیش کرنا، نہایت فضول خرچی کرنا۔ مزے اڑانا، لطف اٹھانا، دولت پر پانی پھیرنا جیسے بیٹے نے باپ کے مرتے ہی وہ گل چھرے اڑائے کہ ساری کمائی خاک میں ملادی۔

''تنخواہ بیچ کھوچ یہ بھی برابر کی۔ چار دن پھر صاحب عالم بن گئے۔ خوب گل چھرے اڑائے آخر کو پھر وہی فاقہ فقر رہ گیا (از سگھڑ سہیلی)

تو اڑاتی ہے کہاں سے یہ بتا گل چھرے
تجھ پہ مرتا نہیں گر کوئی مہاجن کوکا

رنگین

اس کو ڈھب پر اپنے لاکر واعظا!
خوب گل چھرے اڑائے آپ نے

مولوی سید احمد

یہ گل چھرے اڑائے کل نکل مجنوں نے زنداں سے
کہ ہر سو گل فشانی تھی شرارِ سنگ طفلاں سے

ذوق

پائی دولت مال مارا قتل کیا مجھ کو کیا
خوب گل چھرے اڑاتا ہے تینچا یار کا

آسیر

چوں کہ مسلمانوں میں پہلے اکثر امیروں کے بچوں کو عیاشی کی بجائے سیر و شکار کا شوق ہوا کرتا تھا۔ جس میں کثرت سے گولی بارود چھرے کا کام پڑتا اور اس میں ہزاروں روپیہ اٹھا کرتا تھا۔ بلکہ خود مختار ہوتے ہی وہ کھل کھیلتے اور رات دن شکار کے سوا دوسرے کام سے غرض نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ عالم گیر نے بھی اکثر رقعات میں اس امر کی شکایت لکھی ہے اور بار بار یہی نصیحت کی ہے کہ شکار کارِ بیکاراں است، اور شعراء کے اشعار سے بھی یہی پایا جاتا ہے کہ گولی اور چھرے سے یہ لفظ مرکب ہے۔ اسیر اور ذوق کا شعر اسی میں دیکھ لو۔ دور کیوں جاؤ۔ چوں کہ اس شوق میں روپیہ صرف ہونے کے علاوہ تضیع اوقات بھی ہے اس وجہ سے بافراط اور بے دردی کے ساتھ روپیہ اٹھانے، فضول خرچ ہونے، بے ہودہ وقت کھونے اور لہو ولعب میں عمر گنوانے کے موقع پر اس محاورے کا اطلاق ہونے لگا۔ اور جب وہ شوق حکومت کے ساتھ رفو چکر ہوا تو عیش و عشرت شراب خواری اور عیاشی نے آ کر دامن پکڑا اب ہمارے زمانے میں جب کہ ہتھیار تک رعایا

نہیں رکھ سکتی صرف عیش و عشرت کے موقع پر بولنے لگے۔ امیروں کے بچے جس طرح اب شب برات میں بہترا روپیہ اڑادیتے ہیں جب شکار میں اڑایا کرتے تھے۔

ہم نہیں جانتے کہ یہ بات ہمارے نئے محاورہ دانوں کو کہاں سے معلوم ہوئی کہ انہوں نے اس کی وجہ تسمیہ میں لکھ دیا کہ گلوں یعنی پھولوں کے جو قیمتی شے ہے چھرے بنانا''۔ پھولوں کے چھرے حضرت ہی کی زبان سے سنے ہیں۔ اگر اس لفظ تک ہماری ہندوستانی اردو لغات ان کے محاورات کے زمانہ انطباع میں چھپ جاتی تو جہاں ہماری اور تحقیق کو اپنی تحقیق سمجھ کر بغیر حوالہ لکھ دیا ہے۔ اس کو بھی لکھ دیتے۔ دیکھو ''اش اش کرنا'' وغیرہ بہیترے محاورے الف سے لے کر حرف ٹ کے اخیر تک ذرا ذرا سے فرق سے ٹکر کھاتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن اب بھی وہی بات ہے کہ بلی نے شیر کو سب کچھ سکھایا مگر پیڑ پر چڑھنا نہیں بتایا۔ اہل زبان ملاحظہ فرما کر اصل اور نقل کا انصاف کر سکتے اور جو نکات خاص مسلمانوں کے رسوم وغیرہ سے متعلق ہیں ان میں غور فرما سکتے ہیں کہ کون کہاں کہاں گرا اور کون کہاں کہاں بازی لے گیا''۔

گُل چلا
اردو

قادر انداز، بے خطا نشانہ لگانے والا

خالِ مشکیں سے شکار اہلِ قلم کو کیجے
گل چلے شیر سے کرتے ہیں نیستاں خالی
آتش [نور اللغات]

گُل ریز
اردو، مؤنث، اسم

آتش بازی کی پھلجھڑی۔ ایک پتلی چھڑ یا لوہے کی سلائی جس پر مسالہ لگاتے ہیں اور جلانے پر اس سے پھول جھڑتے ہیں۔

گلستان کا باب پنجم
اردو، فارسی الاصل، مذکر، اسم

شیخ سعدی کی مشہور کتاب گلستان کے باب پنجم میں حسن و عشق اور عاشقی و رندی کی حکایتیں ہیں۔ اس لیے گلستان کے باب پنجم سے کنایہ داستان حسن و عشق اور رندی و بے باکی کا ہوتا ہے۔

سماں قمریاں دیکھ اس آن کا
پڑھیں باب پنجم گلستان کا
میر حسن [سحرالبیان]

گلے پڑنا

خوامخواہ کسی کے سر ہونا

دست جنوں سے کرنا ٹکڑے اسے بجا تھا
کیوں پیرہن ہمارے ناحق گلے پڑا تھا
شاہ وحید تنہاؔ

گلیز
برج، اردو، اسم وصفت

سست، نکما، کاہل، آرام طلب، غیر ذمہ دار، بے کار، نا قابلِ اعتبار

گُم
پشتو، روہیل کھنڈ، اکبر آباد

پیٹ میں ریاح بھرے ہوں جس کے باعث آنتوں میں سختی کا احساس ہوتو کہا جاتا ہے۔ ''آج پیٹ میں گم سا ہے یا گم ہے''۔

[مولانا عرشی نے غم لکھا ہے جو محاورہ رام پور ہے۔۱۲]

غدود یا رسولی یا سخت ورم کو افغانستان میں ''غمبہ'' کہتے ہیں۔

عرشی

گُمَت
برج، اردو، مؤنث، اسم

۱۔ راہ، راستہ، جادہ

۲۔ ہمسفری، ساتھ، سنگت، میل ملاپ، خوش وقتی، لطف صحبت

اور کل کا احوال کچھ معلوم نہیں کہ کیا پیش آوے۔ ایک گمت رہیں یا جدا جدا ہو جاویں۔''

میر امن [باغ و بہار۔ لندن۔ ۱۸۵۱ سیر پہلے درویش کی]

گمک
اردو، مؤنث، اسم

۱۔ گونج، تصادم

۲۔ بائیں طبلے کی آواز۔ طبلے کی جوڑی میں دایاں اور

(۲۲) چھپا سٹھ

بایاں دو ہوتے ہیں۔ گرکار کی آواز صرف بائیں سے نکلتی ہے۔

گئی بائیں کی آسماں تک کمک
اٹھا گنبد چرخ سارا دھمک

میر حسن [سحرالبیان]

گنج

گنج خزانہ کو کہتے ہیں اور اس بازار کو بھی جہاں اناج غلّہ وغیرہ فروخت ہوتا ہے، غلہ منڈی۔ بعض چاقو اس طرح کے ہوتے ہیں کہ ان میں چاقو کے علاوہ کئی اوزار اور جمع کر دیتے ہیں۔ قینچی، پیچ کش وغیرہ۔ فارسی شاعری میں ایران کے شہنشاہ کے گنج خسرو کا اکثر ذکر آتا ہے۔ ان میں بعض کا تذکرہ اردو کے قصائد وغیرہ میں بھی ملتا ہے کہ آٹھ خزانے تھے اور ان کے الگ الگ نام تھے۔

خسرو نے جو خزانہ خود جمع کیا تھا اس کا نمبر ایک ہے اور اسے گنج عروس کہتے تھے۔ دوسرے خزانہ کا نام گنج باد آورد تھا یعنی ہوا کو لایا ہوا خزانہ۔ اس نام کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک دفعہ قیصر روم خسرو کے ڈر سے اپنے خزانوں کو کشتیوں میں لاد کے محفوظ مقام پر کسی جزیرے میں بھیجتا تھا۔ اتفاق سے زبردست ہوا چلی اور مخالف سمت میں چلی۔ کشتیاں اصل مقام کی طرف

جانے کے بجائے بہتی ہوئی اس مقام پہنچ گئیں جہاں خسرو نے اپنی چھاؤنی بنا رکھی تھی۔ اس نے تمام کشتیوں پر قبضہ کرلیا اور خزانہ بھی اس کے قبضہ میں آ گیا۔ چوں کہ مفت اور بے دقت ہاتھ لگا تھا اس لیے اس کا نام گنج بادآورد یا گنج بادرکھا اور اب ہر اس چیز کو کہنے لگے جو مفت ہاتھ آئے، مال مفت۔ تیسرا خزانہ، گنج دیبا کہلاتا تھا، چوتھے کا نام گنج افراسیاب تھا۔ افراسیاب بھی ایران کا بادشاہ تھا۔ اس کا جمع کردہ خزانہ بھی خسرو کے ہاتھ لگ گیا تھا۔ پانچویں کا نام گنج سوختہ تھا، چھٹا گنج خضراء، ساتواں گنج شاد آورد، آٹھویں کا نام گنج بار تھا، اس کو گنج گاؤ بھی کہتے ہیں۔ یہ خزانہ خسرو کو ایک دہقان کے بتانے پر ملا تھا۔ اس خزانے میں سونے جواہرات سے بھرے ہوئے برتن تھے۔ اس دفینے کو ذوالقرنین کے خزانوں میں سے بتایا جاتا ہے۔

گنج

اردو، مذکر، اسم

ذخیرہ، ڈھیر، گچھا، اناج منڈی، آتش بازی کے پٹاخوں کا ڈھیر

ڈھلے منہ پر آنسو ہوا بسکہ رنج\
چھپے چاندنی میں ستاروں کے گنج

میر حسن [سحرالبیان]

گنجایشی

اردو، فارسی الاصل، اسم، صفت

۱۔ وہ زمین میں یا اراضی یا علاقہ جس کے لگان یا محاصل میں اضافہ کی گنجائش موجود ہو۔
۲۔ فائدہ مند، پر منفعت، نفع والا، گنجایشی جنس یا تجارت جس میں نفع کی کافی گنجائش ہو۔

دل براں دل جنس ہے گنجایشی
اس میں کچھ نقصان نہیں سرکار کا

میر [دیوان ششم]

گنگا رام

گنگا رام اور مولا بخش: مولوی سید احمد صاحب دہلوی بیان کرتے ہیں کہ ایک بہت بڑا ہاتھ بھر کا جوتا جو اکثر تحصیل داروں یا کوتوالوں کے پاس خراج ادا نہ کرنے والوں اور بد معاشوں کو سزا دینے کے واسطے تحصیل یا کوتوالی میں رکھا رہتا تھا۔ جس جوتے سے ہندو خطاوار کو سزا دیتے اسے گنگا رام اور جس سے مسلمان کو سزا دیتے اسے مولا بخش کہا کرتے تھے۔ اکبر کے زمانے سے اس کا رواج ہوا اور اب تک چلا آتا ہے۔

گوپی چندن

ایک قسم کی پیلی مٹی جس سے تلک لگاتے ہیں

گور پر گور کرنی

گویا قبر جس میں پہلے سے مردہ دفن ہے دوسرا دفن کرنے کی کوشش کرنا۔ مجازاً کوئی ایسا کام کرنے کی توقع کرنا

(۲۹) انبتر

جس کے لیے پہلے سے امیدوار موجود ہوں۔ کسی ایسے
کام یا ملازمت کے لیے کوشش کرنی جو خالی نہیں۔

نجانا میں کوئی مرتا ہے اس پر
عبث کرنے گیا میں گور پر گور

محمد شاکر ناجی

چمنستان شعراء، مرتبہ لچھمی نراین شفیق میں یہ شعر اس طرح
ملتا ہے۔

نہ جانا یہ کہ اس پر کئی موئے ہیں
عبث کرنے گیا میں گور پر گور

محمد شاکر ناجی

گورنا، گوڑنا
اردو، فعل

ا۔ کھیت کی مٹی کو الٹ پلٹ کرنا
۲۔ کھودنا، تلپٹ کرنا
۳۔ خراب کرنا

گوری
اردو، سنسکرت الاصل، مؤنث، اسم

آٹھ سال سے کم عمر لڑکی۔ پاربتی دیوی شیو جی کی بیوی
کا لقب، ایک راگ کا نام، رات، ہلدی، تلسی،
حجر البقر۔

گوری
اردو، اصطلاح موسیقی

ایک راگنی جو رات کو دو بجے کے قریب گائی جاتی ہے
اور اسی وقت سوہنی برچ بھی گاتے ہیں۔

(۷۰) ستر

ہوا حکم گوری کا جو برملا
لیے ساز اپنے سبھوں نے اٹھا

میر حسنؔ [سحرالبیان]

گوڑ
اردو، برج، مذکر، اسم

ٹانگ، ٹخنہ، ایڑی، پاشنہ، منت سماجت کرنا

گوڑ پڑنا

منت سماجت کرنا

گوڑ ٹوٹنا

پاؤں ٹوٹنا۔ تھکن اور درد کی تکلیف کا اظہار کرنے کے لیے بھی کہتے ہیں۔

گوڑ چھونا

پاؤں چھونا، عاجزی، ادب، تعظیم کا اظہار

گوڑ رگڑنا

ایڑیاں رگڑنا

کیا کیا نیازطینت اے ناز پیشہ تجھ بن
مرتے ہیں خاکِ رہ سے گوڑے رگڑ رگڑ کر

میرؔ

گوڑا

۱۔ پیر، ٹانگ

۲۔ جانوروں کے پیر میں باندھنے کی رسی، بندھن

گوڑھ
اردو، سنسکرت الاصل، صفت

گہرا، نازک، عمیق، دقیق، پوشیدہ، مغلق، موہوم، مخفی، خفیہ، رمز آمیز

گوڑھج

وہ لڑکا جو خفیہ طریقہ سے عورت کے پیدا ہوا ہو، جس کی ولدیت نا معلوم ہو، حرامی

گوڑھ مارگ

خفیہ راستہ

گوکھ، گوک
اردو، برج، مونث، اسم

مکان کے باہر چھت پٹا ہوا چھجہ جس میں بیٹھتے ہیں۔

گوکھ والی

چھجے پر بیٹھنے والی، طوائف

گوگا

گوگا پیر کے نام سے مشہور ہے۔ مولوی سید احمد صاحب دہلوی نے دو قصے وجہ تسمیہ کے بارے میں فرہنگ آصفیہ میں درج کئے ہیں۔ ہم انہیں مختصر کر کے بیان کرتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق گوگا خاکروبوں کا مشہور پیر ہے جو اصلی میں راجپوت قوم چوہان سے علاقہ بیکانیر میں محمود غزنوی کے عہد سے پہلے پیدا ہوا تھا۔ یہ شخص اپنے ماں باپ سے لڑ کر پرگنہ توہر علاقہ بیکانیر میں آیا جہاں اس کا مزار ہے۔ وہاں پہنچ کر ایک جوگی کا چیلا بن گیا اور چند مدت اسی حالت میں رہ کر آخر کار مشرف

بہ اسلام ہوا، ظاہر پیر کے نام سے مشہور ہوا۔ اسلام
لانے کے بعد اپنے گھوڑے اور ہتھیاروں سمیت
زمین میں جوشق ہوگئی تھی سما گیا۔ ایک عرصہ تک اس کی
قبر بے نشان رہی مگر محمود غزنوی کے وقت میں اس کی
بہت سی کراماتوں کو دیکھ کر ایک عمدہ قبر اور قبر
پر عمارت بنوادی گئی جو آج تک موجود ہے۔
اور کراماتوں کے علاوہ ایک یہ کرامت بھی اس زمانے
کے لوگوں نے دیکھی تھی کہ اکثر گائیں خود بخود آ کر گوگا
کے مزار پر دودھ کی دھاریں مار جایا کرتی تھیں۔ غرض
اسی زمانے سے آج تک اس مقام پر بھادوں، سدی،
اشٹھی و نومی کو بھاری میلا ہوتا ہے۔ ہزاروں کوس سے
خلقت آتی ہے۔ اس کی قبر کے پجاری مسلمان ہیں جو
چاہل کہلاتے ہیں اور قصبہ کرن پورہ میں رہتے
ہیں۔ لیکن خاک روبوں میں گوگا پیر کی پیدائش اور حقیقت
کی نسبت اس طرح مشہور ہے کہ علاقہ بیکانیر میں
راجہ جے ور کی ایک رانی مسماۃ باچھل اور اس کی سالی
کاچھل دونوں بانجھ تھیں۔ باچھل نے خدا تعالیٰ سے
اولاد کے واسطے دعا مانگی اس کے قبول ہونے سے
گرو گورکھ ناتھ وہاں آ کر نولکھی باغ میں ٹھہرے۔
باچھل نے ان کی خبر پا کر ان کی سیوا شروع کی۔ بارہ
برس ٹہل کرتی رہی۔ تیرھویں برس گرو گورکھ ناتھ چلنے

کو تیار ہوئے تو کاچھل نے آ کر باچھل سے کہا کہ ذرا
مجھے اپنی سیوا کے کپڑے مانگے دیدے۔ یہ کپڑے پہن
کر باچھل کا بھیس بدل کر ان کے پاس گئی اور کہا مہاراج
میں نے اتنے دن آپ کی سیوا کی مگر کچھ پھل نہ پایا۔
گرو گورکھ ناتھ نے چیلے سے کہا اس کو دو جو دیدے اور اس
سے کہا کہ جا تیرے ہاں دو جڑواں بچے پیدا ہوں گے
کاچھل وہاں اپنی بہن باچھل کے پاس آئی اور سب
کہانی سنائی۔ باچھل یہ فریب کی بات سنتے ہی اپنے
کپڑے پہن کر بھاگتی ہوئی جوگیوں کے پاس گئی اور
ساری رام کتھا فریب کی بیان کی۔ بس گرو گورکھ ناتھ
نے اپنے ماتھے کا میل پونچھ کر اسے دیدیا اور کہا جا
تیرے گوگا پیدا ہوگا جو کاچھل کے بچوں کو ہلاک
کرے گا اور سب لوگ اسے پیر مانیں گے۔ باچھل
نے وہ میل کھایا اور حاملہ ہوگئی مگر راجہ تے ور اس سے بد
گمان ہوگیا اور رانیاں بھی اسے طعنے دینے لگیں اور
باچھل نکالی گئی۔ مگر پھر بڑی مصیبتیں اٹھا کر اور امتحان
طے کر کے آخر کار گوگا پیدا ہوا اور پھر اپنے ملک واپس
آیا اور ظاہر ہو کر ظاہر پیر کہلایا۔ اور اخیر کو سمادھ میں از خود سما
گیا۔ اس کے مزار پر سانپ بکثرت حاضر رہتے ہیں اور
خاکروب اس کی بہت سی کراماتیں بیان کرتے
ہیں۔ چرکین کا شعر ہے ؎

یہ دعا ہے شب و روز چرکیں کی گوگا پیر سے
میں بھی اب مہتر ہوں جا کر الہ آباد کا

گولک
سنسکرت، برج، اردو

ولد الزنا۔ ہندو شاستروں کے مطابق وہ اولاد جو کسی عورت کے شوہر کے مرنے کے بعد دوسرے مرد سے پیدا ہوئی ہو۔ یہ اولاد کریا کرم کی مستحق نہیں ہوتی

گولک
(غلک)

ڈبہ یا برتن جس میں پیسے جمع کیے جائیں

گون
مونث، اسم، جمع گونیں

تھیلا، بورا، ان دو تھیلوں میں سے ایک جو بوجھ اٹھانے والے جانور کے دونوں طرف لٹکاتے ہیں تا کہ وزن برابر رہے۔

کیا بدھیا بھینسا بیل شتر کیا گونین پلّا سر بھارا
نظیر

گون
اردو، برج، مؤنث، اسم

چھوٹی رسّی، رسّی

گونتھنا۔ گوتھنا

پُرونا، سینا، بری طرح سینا

گہہ
اردو، برج، مذکر اسم

۱۔ اوپری حصہ مکان کا، کوٹھا
۲۔ تلوار یا کسی اور چیز کا قبضہ، دستہ
۳۔ گرفت، پکڑ

گہہ باندھنا

کسی دستہ یا قبضہ پر کپڑا لپیٹنا تاکہ گرفت مضبوط ہو سکے۔

گہہ بیٹھنا

جم کر بیٹھنا، مضبوط پکڑنا، نہ چھوٹنے والی گرفت

اس کے پنجے سے دل نکل نہ سکا
زور بیٹھی ہے یار کی گہہ بھی
میر

گھاٹ
برج، اردو

جس جگہ آدمی دریا عبور کرتے ہیں اور جہاں دھوبی کپڑے دھوتے ہیں، اور تلوار کس گھاٹ کی ہے یعنی کہاں کی بنی ہوئی ہے اور غلہ جَو کو بھگو کر پھر کوٹ کر پھر بھون کر چاہتے ہیں۔ دہاقین وضع اور طرز کے اور کمتی کے معنوں میں بھی بولتے ہیں اور بعد ہولی کے جو شہروں میں میلہ ہوتا ہے اس کو بھی کہتے ہیں۔

مولوی سبحان بخش [محاورات ہند ۱۸۹۰ء]

گُھار
برج، اردو

ہنگامہ، جدال، شوروغوغا، بلوہ ڈنڈوں اور لاٹھیوں کی لڑائی۔

مولوی محمد ناصر علی صاحب غیاث پوری۔ [اربع عناصر]

گھالنا
اردو، فعل

تباہ کرنا، ویران کرنا، برباد کرنا، گھسیڑنا، داخل کرنا

گھام

گھام کہتے ہیں دھوپ کو، اور گرمی کو، بادل گھرے ہوں، ہوا بند اور حبس ہو تو گرمی ناقابل برداشت ہوتی ہے۔

گھام کا لفظ ایک اور کہاوت میں یوں آیا ہے

یا مارے ساجھے کا کام یا مارے بھادوں کا گھام

بھادوں کی گرمی، وہی حبس امس بند ہو، بادلوں والی گرمی ہے۔

گھتیا، گھاتیا
اردو، برج، مذکر، اسم وصفت

داؤں لگانے والا، گھات لگانے والا، قاتل، مارنے والا، داؤں پیچ کرنے والا

رکھا عرصہ جنوں پر تنگ مشتاقوں کی دوری سے
کسے مارا ہے اس گھتیے نے سنمکھ ہو کے میداں میں
میرؔ [دیوان سوم]

سنا جاتا ہے اے گھتیے ترے مجلس نشینوں سے
کہ تو دارو پیئے ہے رات کو مل کر کمینوں سے
میرؔ [دیوان سوم]

گھٹنا بڑھنا
اردو، رقص وموسیقی کی اصطلاح

بھاؤ بتاتے ہوئے گانے یا ناچنے والے کا آگے قدم رکھنا اور پیچھے ہٹنا، اس کو ادا بھی کہتے ہیں۔

آواز کی گھٹ بڑھ: چھب ادا

(۷۷) ستر

(گھٹ بڑھ کو چال بھی کہتے ہیں۔ بہترین چال کی نقل جو ناچ میں کی جاتی ہے وہ مٹک کی چال ہے)

عبدالباری آسی

وہ گھٹنا وہ بڑھنا اداؤں کے ساتھ
دکھانا وہ رکھ رکھ کے چھاتی پہ ہاتھ

سحرالبیان

گھر جانا

گھر تباہ ہونا، بربادی ہونی، مصیبت آنی

ہم پر ایام مصیبت آج پھر آنے لگا
یار گھر جانے لگا اے وائے گھر جانے لگا

شاہ قدرت اللہ

گھُرسنا
اردو، فعل

گھسیڑنا، اڑسنا، اٹکانا، کسی چیز کو دوسری چیز میں لگا لینا

کیوں سر چڑھے ہے ناحق ہم بخت سیاہوں کے
مت بیچ میں پگڑی کے بالوں کو گھرس اپنے

میر

اک جمع کے سر اوپر روز سیاہ لایا
پگڑی میں بال اپنے نکلا جو وہ گھرس کر

میر

گھُڑ چڑھی
اردو، مؤنث، اسم

کنچنی، گدڑھی، گھڑ چڑھی، بیڑن، میر شکار، یہ سب کسبیوں کے فرقہ ہیں۔ ان میں بیڑن اور گھڑ چڑھی ہندو فرقے ہیں۔ گدڑھی سب سے اعلیٰ سمجھا جاتا ہے۔

گھڑسال — اصطبل، طویلہ

گھڑی میں تولا گھڑی میں ماشا — کبھی کچھ کبھی کچھ، متلون، غیر مستقل مزاج

مزاج زرگر بچے کا ہم نے جو خوب دیکھا تو ہے تماشا
نہیں ہے اک حال پر وہ قائم گھڑی میں تولا گھڑی میں ماشا
مرزا جان طپش

گھس پیٹھ
اردو، مؤنث، اسم — رسائی، داخلہ، پہنچ

گھنگچی — ایک قسم کا سرخ دانہ جس کا منہ سیاہ ہوتا ہے

گھوڑیاں
اردو، مؤنث، اسم — ایک قسم کا گیت جو شادی بیاہ کے موقعہ پر گایا جاتا ہے

ادھر کا تو یہ رنگ تھا اور یہ راگ
محل میں ادھر گھوڑیاں اور سہاگ
میر حسن[سحرالبیان]

گھورچی
اردو، مؤنث، اسم — ڈورے کا بل، دھاگے میں گرہ پڑنی، الجھن، الجھٹا، الجھاؤ

گھوسی — مسلمان گوالا

گھونگھٹ
اردو، مذکر، اسم — پردہ، نقاب، آڑ

گھونگھٹ کرنا
نقاب ڈالنا، گھوڑے کا گردن پیچھے کھینچنا

گھونگھٹ کھانا
فوج کا شکست کھانا، تتر بتر ہونا

گھونگھٹ کا دروازہ
باغوں پارکوں اور عام عمارتوں میں چھوٹا دروازہ ایک خاص وضع سے لگاتے ہیں جس میں سے صرف ایک آدمی ایک وقت میں نکل سکتا ہے۔ نصف حصہ کمان کی شکل کا ہوتا ہے اور ایک پَٹ اس نصف دائرے کے اندر ہی ادھر ادھر ہو کر راستہ دیتا ہے۔

گھونگھری
اردو، برج، مؤنث، اسم
[واو معروف اور مجہول دونوں سے تلفظ ہے]
برساتی۔ موجودہ برساتی کی ایجاد سے پہلے کسی موٹے کپڑے یا پرانے کمبل وغیرہ کو دوہرا کر کے ایک طرف سے سی لیتے تھے پھر اسے برقع کی طرح بارش میں بچاؤ کے لیے اوڑھتے تھے۔ اب بھی دیہاتوں میں پرانی بوریوں کو اسی طرح تہہ کر کے عارضی بچاؤ کے لیے عوام استعمال کرتے ہیں۔

کچھ ہوا پر بھی تم رکھو ہو نگاہ
گھونگھری پٹو کچھ بھی ہے ہمراہ
بولے یہ مینہ نہ تھا مجھے معلوم
ورنہ لاتا میں ساتھ اے مخدوم

سودا

گھونگی۔گھونگھی — دیکھیے گھونگھری

گیلڑ
اردو

پہلے شوہر کا بچہ
دیہاتی کا ایک لطیفہ مشہور ہے کہ ایک مقدمہ میں ایک دیہاتی نے بیان کے دوران گیلڑ کا لفظ استعمال۔ جج نے دریافت کیا گیلڑ سے کیا مراد ہے۔ مثال دے کر بتاؤ۔ دیہاتی نے کہا۔ ''فرض کرو تمہارا باپ مر جائے اور تمہاری ماں مجھ سے بیاہ کر لیوے تو تم ہمارے گیلڑ کہلاؤ گے۔

پَرَ گئے

پشتو میں اسی گیلڑ بچے کو کہتے ہیں، اور لڑکی کو پرکٹی کہا جاتا ہے

گین باز
اردو، مذکر، اسم

کھیل میں بے ایمانی کرنے والا، چیند باز

ہیں گین باز ایک کھلاڑی بڑے ہی تُہ
آساں نہیں ہے مارنا کچھ ان کی گوٹ کا
انشاؔء

ل

لَا
روہیل کھنڈی اردو، لے
برج، اردو

پشتو میں تاہم، اب تک، ورنہ اور یقیناً وغیرہ کی جگہ لا۔ بولتے ہیں۔ رامپور میں بھی جاہل کہا کرتے ہیں۔ ''لا میں نے اس سے یہ بھی کہا کہ سب تمہارے منتظر ہیں مگر اس نے پروا نہ کی''۔ اس ''لا'' میں بلکہ کا مفہوم پایا جاتا ہے۔[عرشی۔بات۔۲۶]

اکبرآباد کے نواح میں ''لے'' کا لفظ مذکورہ بالا معنوں کے علاوہ، بس، واہ، ارے، خوب! وغیرہ کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔

''بوڑھے نے کہا کیا ٹرٹر کرتی ہے۔ ہمارے طالع میں یہی لکھا ہے کہ روز لکڑیاں توڑیں اور سر پر دھر کر بازار میں بیچیں تب لون روٹی میسر آوے یا ایک روز جنگل سے باگھ لے جاوے، لے اپنا کام کر، ہمارے حاتم کا ہیکو آوے گا۔''

میر امن[باغ و بہار۔لندن۔۱۸۵۱ء سیر دوسرے درویش کی]

لاش کوآگے دھرنا
اردو محاورہ

''ہندوستان کا قدیم دستور ہے کہ جب سپہ سالار لڑائی میں مارا جاتا تھا تو اس کی لاش کو آگے لے کر تمام فوج کے ساتھ دھاوا کر دیتے تھے۔ سرہند پر جب درانی سے فوج شاہی کی لڑائی ہوئی اور نواب قمرالدین خاں مارے گئے تو میر منوّ ان کے بیٹے نے یہی کیا اور فتح یاب ہوا۔

(۸۲) بیاسی

اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہے فوج اشک
لخت جگر کی لاش کو آگے دھرے ہوئے
سودا [آزاد۔آبحیات۔۱۹۱۳]

لام [l'arme]
مؤنث، فرانسیسی
قطار، فوجی بھرتی، فوج کھڑی کرنا
''پانچ گھروں کی لام میں کا دوسرا گھر تھا'' یعنی پانچ گھروں کی قطار کا دوسرا
منشی سید حسین [کورٹ مارشل۔ تعلیم الاخبار پریس، مدراس ۱۸۵۴]

لانگنا۔لانگھنا
کودنا، پھاندنا، گزرنا، عبور کرنا

لاہا
نفع، فائدہ

لَبنی
پوربی اردو، مؤنث، اسم
مٹی کا لمبوترا برتن جس میں تاڑی کے درخت سے رس جمع کرتے ہیں۔ چھوٹے برتن تاڑی پینے کے بھی کام آتے ہیں۔
کہاوت: باپ کے گلے لبنی پوت کے گلے اُدراچھ

لَبیدا

لکڑی، ڈنڈا، لاٹھی، سامان سفری، الاو لشکر
کوڑا لبیدا ڈرہ در پر ہوا تو پھر کیا

نظیر اکبرآبادی

لَپ جھپ
اسم وصفت، مؤنث

جلدی، پھرتی، عجلت، تیزی، عیاری، چوری

لِپٹن ر لِفٹن

لیفٹینینٹ، لفٹنٹ

یہ دو ابتدائی شکلیں ہیں لفٹینٹ کی۔ لپٹن
منشی سید حسین [تعلیم الاخبار پریس مدراس] ''لپٹن''
لطائف ہندی میں اور لفٹن کورٹ مارشل میں ملتا ہے۔

لَتر
اردو، مؤنث، اسم

پرانی جوتی

لُترا
اردو، مذکر، اسم

لباڑیا، جھوٹا، باتیں بنانے والا، لگائی بجھائی کرنے والا،
چغلخور

لُتری، مؤنث

لَتّا پَتّا
اردو، مذکر، اسم

سازوسامان، مال واسباب، گھر کا کاٹھ کباڑ

(۸۴) چورای

لٹادھاری

فقیر ہے سر پر بال بڑھائے ہے

[محاورات ہند ۱۸۹۰]

لٹ پٹا
اردو، صفت

۱۔ کھلنڈرا، بے راہ، مسخرا

۲۔ بے سلیقہ بندھی ہوئی پگڑی

لَٹ پٹانا
اردو، فعل

لڑکھڑانا، پھسلنا، بہکنا، گھبرا جانا

لَٹ پٹانا

تتلانا، ہکلانا

منشی سید حسین

[کورٹ مارشل۔ تعلیم الاخبار پریس مدراس ۱۸۵۳ء، ص۱۱]

لَٹ دھاری
اردو، صفت

لٹ: بال

دھاری: والا

لٹادھاری: جس کے لمبے بال ہوں، بالوں کی لمبی لمبی لٹیں ہونا

"تبسم زیر لب رخ پر لٹیں ہیں
یہ لٹ دھاری بنے آئے کہاں سے

لاثانی استاد [داغ] نے کسی قدر مسکرا کر فرمایا، لو بھئی آغا! آج آپ کی خاطر سے ایک نیا محاورہ ہوگیا۔"

آغا شاعر دہلوی [اردو نامہ۔ کراچی۔ شمارہ ۴۰ ص ۷۸]

(۸۵) بیماری

لَٹَس

تباہی، بربادی، لوٹ

لُٹنا
اردو، برج، فعل

لاغر ہونا، کم زور ہو جانا، بیماری سے دبلا ہو جانا، ڈھیلا پڑ جانا

"ہاتھی ہزار لٹا پھر بھی سوا لاکھ ٹکے کا۔ یعنی ہاتھی کیسا ہی لٹ گیا ہو کمزور ہو گیا ہو مگر وہ سوا لاکھ ٹکے کو ضرور بک جائے گا"۔

فتنہ، عطر فتنہ، گورکھپور، ۲۴؍ جون ۱۹۱۱ء، ص ا

"ہاتھی لاکھ لٹا پھر بھی سوا لاکھ ٹکے کا"

ٹکا بمعنی روپیہ ہے۔ دو پیسے کے مساوی سکہ جو یو پی میں برطانوی عہد میں رائج تھا اس سے مراد نہیں، آج بھی بنگلہ دیش میں یہی سکہ، ٹکا، رائج ہے۔

لُچ
اردو، فارسی الاصل، صفت

برہنہ، ننگا

لُچّا

آوارہ، بدقماش، بدمعاش

لچھمی
اصطلاح موسیقی

ایک تال جو طبلے اور پکھاوج سے بجتی ہے۔

کوئی فن میں سنگیت کے شعلہ رو
برم جوگ لچھمی کے لے پر ملو

میر حسن [سحر البیان]

لَر بَر دیدہ
پشتو، روہیل کھنڈی اردو

لَر پشتو میں نیچا اور بر اونچا کا ہم معنی ہے۔ لر بر کتل چاروں طرف دیکھنا یا دیدے مٹکانا کہلاتا ہے۔ روہیل کھنڈ میں شوخ و شنگ لڑکی کو لر بر دیدہ کہتے ہیں۔ اور کوئی لڑکا یا لڑکی ڈھیٹھ پن سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بڑوں سے بات کرتا ہو تو کہا جاتا ہے کہ "اس کا تو دیدہ لر بر نہیں ہوتا"۔ یا "لڑکی تو لر بر نہیں ہوتی"۔

[عرشی]

لَڑ میں رہنا

کسی ایک جماعت میں شریک رہنا

لَسکَنا
اردو، فعل

لیس دار ہونا، زمین کا نم آلود ہونا

لُطفی
اردو، عربی الاصل، مؤنث، اسم

متبنیٰ بچہ، دوسرے کا بچہ جو گھر میں مثل اپنی اولاد کے پلا ہو

لعنت کرنا
اردو، فعل

[نور اللغات میں ہے کہ "اس فعل کے ساتھ 'پر' مستعمل ہے 'کو' مستعمل نہیں"۔ حالانکہ خواجہ حسن نظامی نے 'کو' ہی استعمال کیا ہے۔ ۱۲]

۱۔ برا کہنا

"آپؐ نے کبھی کسی عورت یا نوکر کو لعنت نہیں کیا۔"

خواجہ حسن نظامی [بد خلقی کی برائی۔ سی پارۂ دل۔ دہلی۔ ۱۹۱۶ء]

لگٹی
اردو
شعلۂ آتش

لگو لکٹی
عورتیں غصہ میں بولتی ہیں، ''بڑا خراب ہو یا جا تا رہو''
[محاورات ہند۔۱۸۹۰ء]

لُکنا
اردو، فعل
پوشیدہ ہو جانا، نظروں سے غائب ہو جانا، مخفی ہونا

لگھا
اردو، صفت
درجہ، مرتبہ، پایہ، گت، حالت

لگھا بیسوا
بڑے پایے کی رنڈی۔ چھٹی ہوئی چالاک طوایف

لگ چلنا
اردو محاورہ
بے تکلف ہونا

جھڑک کے کہنے لگے لگ چلے بہت اب تم
کبھی جو بھول کے ان سے کلام میں نے کیا
انشآء
[نوراللغات نے اسے دردؔ سے منسوب کیا ہے۔ حالانکہ کلام انشآء مرتبہ رزامحمد عسکری ہندوستانی اکیڈمی۔ الہٰ آباد۔۱۹۵۲ میں یہ انشآء کی غزل میں درج ہے۔]

لگواڑ — برج، اردو، مذکر، صفت
دھگڑا، عورت کا یار، آشنا

للی — اردو، برج، مذکر، اسم
۱۔ للا بمعنی لڑکا، بچہ یا احمق، شرمیلا، اس کا مؤنث للی ہے
۲۔ للی، بمعنی عنین، وہ مرد جو مجامعت پر قادر نہ ہو۔
جوڑے بغیر گزرے کس طرح مرد و زن کی
یہ چال ہے ولی کی یا کام ہے للی کا
انشاء

لنگی — اردو، مؤنث
پیشاب

لنگی کرنا
پیشاب کرنا

لوٹے نمک ڈالا
یعنی نہایت اتفاق کیا ہے کہ اس سے کوئی پھرے گا
[محاورات ہند۔۱۸۹۰ء]

لودھ
ایک درخت کی چھال جو دوا میں اور رنگنے کے کام آتی ہے

لوند
سال قمری کا وہ مہینہ جس میں ہر تیسرے برس اضافہ ہوتا ہے

کبیسہ

انگریزی کے لیپ ایئر کو بھی لوند کا سال یا سالِ کبیسہ کہہ سکتے ہیں

لَوَند

فارسی، مذکر، اسم

[Platts نے سنسکرت مادہ دیا ہے جس سے اس کا کوئی تعلق نہیں]

آوارہ گرد، خانہ بدوش، آزاد مشرب، فقیر، بے پروا، لاابالی، احمق، فضول، لفنگا، شہدا، بانکا، خانہ نشین، گھر گھسنا

رقیب نے تو مری جان ہی کھپاڈالی
خدا کرے کہیں ہو تجھے یہ لوند جدا

انشاء

بولے وہ یوں رقیب سے آنکھوں میں تیری خاک
تو ٹکٹکی نہ میری طرف اے لوند باندھ

انشاء

اس میں ہی پارسا ہیں اسی میں لوند ہیں
بیدرد بھی اسی میں ہیں اور درد مند ہیں

نظیر (جھونپڑا)

''شہر کے لوند جب ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں تو ضلع بولتے ہیں۔ ایک کہتا ہے تمہاری چکنی چکنی باتوں نے چھالیا......''

ناظم طباطبائی [شرح غالب۔ حیدرآباد ۱۳۱۸ھ]

لونا چماری

بنگالے کی ایک مشہور جادوگرنی کا نام جس کی نسبت بقول مولوی سید احمد صاحب کے عالم گیر نامہ میں لکھا ہے کہ ہندوستان کے جادوگروں کی جگت استانی لونا چماری اور اس کے گرو گھنٹال میاں اسماعیل جوگی کے مندر جن کے شیطانی نام جادو ٹونے کے منتروں میں کام روپ دیس کے ساتھ ایسی باتوں کے معتقد اکثر جپا کرتے ہیں۔ قلعہ نا ندو واقع ملک آسام مقام کوچ بہار کے متصل پہاڑ کی چوٹی پر نیچے سے اوپر تک اب تک بنے ہوئے موجود ہیں جن کی سیڑھیاں ایک ہزار کے قریب ہوں گی۔ [انشاء اللہ خاں انشاء اپنی ایک مشہور غزل (؟) یا نظم میں لکھتے ہیں]۔

لونا چماری کی قسم اور کلوا پیر کی
کالی بلا کی غولِ بیا بان کی قسم

لونی
اردو، برج، مؤنث، اسم

فصل کی کٹائی کے وقت کھیت میں کام کرنے والے مزدوروں کو جنس کی شکل میں دی جانے والی مزدوری۔

لَبری
اردو، صفت

متلون، غیر مستقل مزاج

لَبلُوٹ
اردو، صفت

قرض لینا اور واپس نہ دینا

لہلہانا
اردو، فعل
بیشتر زرد رنگ کی خوشنمائی کے لیے ڈہڈ ہانا، سبزہ زار کے لہلہانا اور سرخ رنگ کے لیے چہچہانا مستعمل ہے۔
[نور اللغات]

لُنج
اردو، مذکر، اسم
پتھر جس پر دھوبی کپڑے دھونے کے لیے مارتے ہیں

لیچڑ
بخیل، کنجوس، سست، کام کو گندگی اور سستی سے کرنے والا، مریل پڑئیل

لیر
اردو، مونث، اسم
دھجی، کپڑے کی دھجی

لیزم
اردو، فارسی الاصل
کسرت کرنے کا ایک اوزار، ایک قسم کی کمان جس میں بجائے تانت کے لوہے کی زنجیر لگی ہوتی ہے

لے رہنا
اردو محاورہ
دھوکا دینا، چوری کرنا، چرالینا

لیلاوَتی
کھلنڈری عورت۔ عیش ونشاط منانے والی عورت۔ یہ اصل میں بھاسکر آچارج کی بیٹی کا نام ہے جو مشہور مہندس اور ریاضی داں گزرا ہے۔ ہندوستان کا بہت بڑا

ہیئت داں بھی تھا۔ مولوی سید احمد صاحب لکھتے ہیں :۔
'' یہ لیلاوتی اسی کی بیٹی ہے۔ بھاسکر کا زمانہ بعض کے قول کے مطابق محمد غوری کا وقت یعنی ۱۱۹۴ء پایا جاتا ہے۔ بعض اس سے پیشتر بیان کرتے ہیں۔ لیلاوتی ایسی بدنصیب پیدا ہوئی تھی کہ جنم پتری سے اس کا کنوارا رہنا سمجھا جاتا تھا۔ بھاسکر آچارج کے دل میں یہ بات ہمیشہ کانٹے کی طرح کھٹکتی رہتی تھی۔ بہت سی ادھیڑ بن کے بعد یہ بات خیال میں آئی کہ پھیروں کے لیے ایسی شبھ گھڑی مقرر کرنی چاہیے جس سے گرہ کی سختی جاتی رہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا وقت اتفاق ہی سے ملتا ہے۔ مدتوں بھاسکر آچارج اس ساعت کا منتظر رہا۔ جب وہ دن آیا اور وہ شبھ گھڑی قریب آ پہنچی تو اس نے ایک ہوشیار منجم کو گھڑی کے کٹورے پر نگہبانی کے لیے کھڑا کر دیا اور نہایت تاکید کے ساتھ یہ کہہ دیا کہ جس وقت کٹورا ڈوبے اسی وقت ہمیں آکر اطلاع دو۔ مگر تقدیر کا لکھا کب مٹتا ہے۔ جو گھڑی بھاسکر نے اتنی مدت سے سادھ رکھی تھی وہ ایک آن کی آن میں ہاتھ سے نکل گئی اور سب ہاتھ ملتے رہ گئے۔ بچوں کا قاعدہ ہے کہ نئی چیز کو بڑے چاؤ سے دیکھتے ہیں۔ لیلاوتی گو سمجھدار تھی مگر بچہ ہی تھی۔ جس ناند میں کٹورا ڈال رکھا تھا اس کے پاس بار بار جاتی

تھی اور جھک جھک کر کٹورے کو دیکھتی تھی۔ ایک بار جھکتے میں اس کی چوڑی کا ایک موتی جھڑ گیا اور وہ کٹورے کے عین سوراخ پر جا کر ٹھیرا۔ فوراً پانی آنے کا رستہ بند ہو گیا۔ جب انداز ے سے زیادہ دیر لگی اور منجم نے آ کر کچھ خبر نہ دی تو بھاسکر آ چارج کا ماتھا ٹھنکا۔ دل میں سمجھا کہ لیلا وتی کے ستارے نے شاید کچھ کرشمہ دکھایا۔ اس نے کٹورے کو آ کر جو دیکھا یہاں کٹورے کے بھرنے میں بہت دیر تھی۔ اس کا پانی نکال کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک چھوٹے سے موتی نے اس کا روزن بند کر رکھا ہے۔ اب کیا ہوسکتا تھا۔ بھاسکر نے اپنے جی میں کہا کہ یہ ہمارے منصوبے باندھنے بالکل عبث ہیں۔ پرمیشر کے حکم کے بغیر پتا نہیں ہلتا۔ پھر اپنی بدنصیب بیٹی سے کہا سنو پیاری بیاہ شادی اس واسطے کرتے ہیں کہ اولاد ہو اور اس سے دنیا میں نام چلے۔ سو میں تیرے نام کی ایک ایسی کتاب بناتا ہوں کہ جب تک دنیا قائم ہے اس سے جہان میں تیرا نام روشن رہے گا۔ حقیقت میں اس نے جو اقرار کیا تھا اسے پورا کیا۔ حساب اور ہندسہ عملی میں ایک نہایت عمدہ کتاب لکھی اور لیلا وتی اس کا نام رکھا۔ جس سے آج تک لیلاوتی کا نام زباں زد خاص و عام ہے۔ غرض جب یہ بات ٹھہر گئی کہ لیلاوتی کو ساری عمر کنوار پن میں رہنا پڑے گا تو باپ

نے بڑی محنت اور جاں فشانی سے اسے ہر طرح کے علم سکھائے اور سچ یہ ہے کہ اس نے بیٹی کی تنہائی کا ایسا عمدہ علاج کیا کہ اس سے بہتر ہو نہیں سکتا۔ کہتے ہیں کہ لیلاوتی نے حساب میں وہ مشق بہم پہنچائی تھی کہ ایک نگاہ ڈال کر بڑے سے بڑے درخت کے پھل اور پتوں کا شمار بتا دیتی تھی۔ جسے مساوات جاننے والے خوب سمجھ سکتے ہیں۔ اس مہارت کے سبب سب کو یہی یقین ہو گیا تھا کہ وہ کتاب خاص اسی کی لکھی ہوئی ہے۔ کتاب لیلاوتی کی ترتیب اس عنوان پر رکھی ہے کہ اول سے آخر تک باپ بیٹی سے سوال کرتا چلا گیا ہے۔ فارسی میں اس کا ترجمہ فیضی نے اور انگریزی میں ڈاکٹر ٹیلر نے کیا ہے۔

لینا ایک نہ دینا دو

محاورہ

حاصل نہ حصول، فائدہ نہ مطلب، ناحق کی مصیبت، مفت کی علّت وغیرہ

نظیر اکبر آبادی

کوئی پھول کے بیٹھے مسند پر کوئی رو دے اپنی دولت کو
جو اپنا ہو سو مجھ سے لو اور میرا ہو سو مجھکو دو
کوئی لڑتا ہے کوئی مرتا ہے کوئی جھگڑے حق پر ناحق کو
جو دیکھا خوب تو آخر کو کچھ لینا ایک نہ دینا دو

مولوی سید احمد صاحب دہلوی لکھتے ہیں کہ اس محاورے کی نسبت ایک کہانی بھی مشہور ہے کہ ایک مینڈک اور مور کی

دوستی تھی۔ ایک روز مور مینڈک کو باغ کی سیر کرانے لے گیا۔ مینڈک نے کہا کہ یار میں تو تھک گیا میرے گھر پہنچادو۔ مور نے پیٹھ پر بٹھا جھٹ دریا کنارے پہنچادیا۔ جب واپس آیا تو چڑی مار نے جال بچھا رکھا تھا۔ یہ دانے کے لالچ سے جا پھنسا، مور نے کہا مجھے کیوں پکڑا۔ اس نے کہا داموں کے لالچ سے۔ اس نے کہا کہ چلو میرا ایک دوست یہاں سے قریب ہے اس سے کچھ دلوادوں۔ وہ مان گیا۔ یہ مینڈک کے پاس لایااور کہا اسے کچھ دیر میرا پیچھا چھڑا دو۔ اس نے ایک لعل لاکر چڑی مار کو دیا۔ چڑی مار نے کہا میں تو دولوں گا مینڈک نے کہا تم مور کو تو چھوڑ دو۔ میں دوسرا بھی لاتا ہوں۔ اس نے کہا اچھا۔ مور کے رہا ہوتے ہی مینڈک نے اپنے یار سے کہا کہ لو یار اڑ جاؤ۔ اب تو لینا ایک نہ دینا دو۔ یعنی نہ تو میں اس سے اب ایک وہ لعل واپس لیتا ہوں اور نہ دو دیتا ہوں کام بن ہی گیا۔ اسی کے نتیجے سے یہ فقرہ بطور ضرب المثل مشہور ہوگیا۔

لینا — نگلنا

اردو، برج، فعل

لیلوٹ — دیکھیے لہلوٹ

لھنڈا
برج اردو، مذکر، اسم

گائے بھینس کا گلہ جو جنگل میں چرتا ہے۔
اور بکری بھیڑ کے گلے کو ریوڑ کہتے ہیں۔

[محاورات ہند۔ ۱۸۹۰ء]

لیو، لیوا
اردو، مذکر، اسم

مٹی، گارا، دیوار پر لگی ہوئی مٹی یا لگانے کی مٹی، لیپنے کی مٹی
۲۔ مٹی کا لیپ، پکانے کے برتنوں کے پیندے میں مٹی
لگاتے ہیں۔
پتیلیوں کو مانج کر ان کے کناروں تک چکنی مٹی کا لیو
دینا چاہیے۔
محمدی بیگم [خانہ داری۔ لاہور ۱۹۳۳ء]

م

ماپا شوربا اور گنی ڈلیاں

اردو محاورہ

کسی چیز کی قلت کو ظاہر کرنا

نہیں ہم پاس جز خون دل ولخت جگر پیارے
مثل مشہور ماپا شوربا اور گنی ڈلیاں

ہدایت [ٹیلر۔ ہنٹر ۱۸۰۸ء]

مَاپنَا

اردو، فعل

پیمائش کرنا، اندازہ کرنا، ناپنا، تولنا

دہلی کے قدیم محاورے میں ناپنا کی جگہ اکثر ماپنا بولتے اور لکھتے تھے۔

۱۔ ''قُلانچ، قلاش یا قلاچ ترکی میں دونوں ہاتھوں کے درمیان کی وسعت کو کہتے ہیں۔ اس لیے کپڑا ماپنے کا پیمانہ ہے۔''

[آزاد۔ آبِ حیات۔ لاہور ۱۹۱۳ء، ص ۳۷]

۲۔ ''جب ماپ کی چیز ماپ یا تول کی چیز تول سے بیچی، حرمت ربا کی علت وہ خاص اندازہ یعنی ماپ یا تول ہے۔''

[نوٹ کے متعلق سب مسائل: عربی مولانا احمد رضا خاں ترجمہ: مولانا حامد رضا خاں صاحبزادہ موصوف، بریلی، بار پنجم ۱۳۲۹ھ]

ماتنا
اردو، برج، فعل

نشہ کرنا، نشہ ہونا، نشہ چھانا، اثر و کیف طاری ہونا، بے خود ہونا

شاید شب مستی میں تمہاری گرم ہوتی تھیں آنکھیں کہیں
پیش از صبح جو آتے ہو تو آئے راتے ماتے تم
میرؔ [دیوانِ پنجم]

ماخام
پشتو، روہیل کھنڈی، اردو

شادی کی پہلی رات
ماس پیشین، ماز دگر، ماس خفتن، ظہر، عصر اور عشاء کی نماز کو پہلے بڑے بوڑھے بولا کرتے تھے۔ ایک محاورہ بھی تک مستورات کے زبان زد ہے۔ یعنی " وہ پہلی ماخام کی ہریان ہے۔" یا کسی کنواری لڑکی کو کوستے ہوئے کہتی ہیں:
"تو پہلی ماخام کی ہریان رہ جائے" یہ ماخام پشتو ہے اور نمازِ شام سے بنا ہے۔ اس سے مغرب کا وقت اور نماز دونوں مراد ہوا کرتے ہیں۔ مگر ان محاوروں میں شادی کی پہلی رات مراد ہے۔ عرشی

مادکتا
اردو، برج، مؤنث، اسم

ا۔ نشہ
کنک کنک تیئں سوگنی مادکتا ادھا کائے
وہ کھائے بورات ہے یہ پائے بورات
(ترجمے کے لیے دیکھیے کنک)
للولال جی [لطائف ہندی، کلکتہ ۱۸۱۰ء]

ما دَرْ بَخطا
فارسی، اردو

گالی، دشنام، جس کی ماں نے حرام کیا، یعنی حرامی پلا، حرام کا
"مادر بخطا دشنامے ست مشہور"
ارسلاں بیگ گوید ؎
مشک گویند بخالش سر دعوئی دارد
ایں عجب نیست ازاں ہندوے مادر بخطا
میر محبوب علی رام پوری [منتخب النفائس]

مار پیچ کی راہ
اردو محاورہ

راستہ جس میں بہت پیچ و خم ہوں
رکھتا ہے زلفِ یار کا کوچہ ہزار پیچ
اے دل سمجھ کے جائیو ہے راہ مار پیچ
محمد حسین کلیم

ماکھودوڑ گئی

چھپے چھپے شہرت پھیل گئی

[محاورات ہند ۱۸۹۰ء]

مامی پینا
اردو محاورہ

طرفداری کرنا، حمایت کرنا

مَانُ
اردو، سنسکرت الاصل، مذکر، اسم

عزت، آبرو، تعظیم، توقیر، قدر و منزلت، آؤ بھگت، شہرت، رتبہ، درجہ، ادب، جاہ، مقدار، مشابہت، ناپ، پیمانہ، اندازہ ، شان، دبدبہ، ناز و ادا، مانند، قابو، گھمنڈ، تکبر، غرور

مان ٹھنک: بے عزتی

مان پان، مان تان: قدر افزائی، عزت، آبرو، قدر و منزلت

مان کا ہونا: قابو اور اختیار کا ہونا

مان مرنا: تکبر و غرور جاتا رہنا، عاجز ہونا، اکڑ فوں ختم ہو جانا

''میرا یہ کہنا اور استاد کا مسکرانا صاحب عالم کے تو مان مر گئے''

آغا شاعر دہلوی

[اردو نامہ، کراچی، شمارہ ۴۰۔ص ۸۰]

مانڈا

مذکر، اسم

پتلی روغنی روٹی جسے حلوے کی رکابی یا کونڈے پر ڈھک دیتے ہیں۔

حلوہ مانڈا میں یہی روٹی مراد ہے

مانڈا

برج، اردو، مذکر، اسم

سفید باریک پردہ جو آنکھ کی پتلی پر آ جاتا ہے۔ آنکھ کا جالا

مَانڈْ نا

ملنا، مسلنا، بنانا، کرنا

مأنس (مامس)

گوشت، لحم

مُأوَّل

اردو، عربی الاصل

(تاویل سے)

تاویل کیا گیا

(۱۰۱) ایک سو ایک

''آیات قرآنی جو بظاہر انبیائے بنی اسرائیل کے معجزات پر دلالت کرتی ہیں ان کو مٔاوّل سمجھتے ہیں۔''
حالیؔ [حیات جاوید، آگرہ ۱۹۰۳ء، حصہ دوم]

ماہی مَراتب
اردو، فارسی الاصل، مذکر، اسم

اعزازات جو سلاطین و بادشاہوں کی جانب سے امراء اور دوسرے لوگوں کو عطا ہوتے تھے۔ ان میں مختلف شکلوں کے نشانات شامل ہوتے تھے۔ مثلاً مچھلی اور دوسرے سیارے۔ بادشاہوں کی سواری کے آگے آگے بھی ہاتھیوں کے اوپر اس طرح کے نشانات اور عَلَم لے جائے جاتے تھے۔

وہ ماہی مراتب و سرو رواں
وہ نوبت کہ دولہا کا جیسے سماں
میر حسنؔ [سحرالبیان]

بارہا فوجِ ستم پرور نے لوٹا تھا چمن
اب وہ سب ماہی مراتب ہوا کچھ بھی نہیں
خالد حسن قادریؔ

مَایا
اردو، سنسکرت الاصل، مؤنث، اسم

۱۔ فریب، مکر، دھوکا، چھل، کپٹ، نمود بے بود، وہم، پیار، جادو، طلسم، جہل، دولت، لکشمی
۲۔ ارادۂ ازلی، خواہشِ ایزدی، قدرت کاملہ، خداوند تعالیٰ کی وہ قدرت جو وہم و خیال میں نہ آ سکے، اس کا نمودار ہونا، حجابِ ازلی، خداوند تعالیٰ کی وہ قدرت جو پیدائش عالم کے وقت ظہور پذیر ہوئی تھی۔

مایاتوکل — پس انداز کرنا، وہ رقم جو پس انداز کی جائے تا کہ ضرورت اور احتیاط کے وقت کام آئے۔
اردو

مَت (متوالا) — مست، مخمور، مدہوش، مغرور، شرابی، مسرور

مَتھنا — بلونا

مُٹھ بھیڑ
(مُڈ بھیڑ رمٹ بھیڑ) — آمنا سامنا، مقابلہ وغیرہ

مولوی سید احمد صاحب دہلوی فرہنگِ آصفیہ میں لکھتے ہیں:
بعض پرانے شاعروں نے اس کو مٹھ بھیڑ اور بعض نے منھ بھیڑ اپنے اشعار میں باندھ دیا ہے اور انھیں کی پیروی کر کے فیلن جیسے لغت تراشوں نے بھی غلطی کھائی ہے بلکہ اس کے مترجموں نے بھی نظیر اکبرآبادی کے شعر کو دیکھ کر اسی طرف زور دیا ہے۔ لیکن یہ محض غلط ہے۔ اگر علمِ زبان کے قاعدے سے دیکھا جائے تو صاف ظاہر ہے کہ یہ لفظ ابتدا میں مونڈ بھیٹ تھا۔ مونڈ بمعنی سر اور بھیٹ بمعنی ملنا۔ مونڈ سے واو گر کر منڈا ہوا اور منڈا سے نون گر کر مُڈ ہو گیا چوں کہ ''ڈ'' اور ''ٹ'' کا ہندی میں بدل ہے جیسے کانڈا اور کانٹا، ڈونڈی اور ٹونڈی۔ اڈا اور اٹا، ٹھاڈ اور ٹھاٹ وغیرہ پس مُڈ کا مُٹ بن گیا نہ کہ مٹھ علی ہذا القیاس۔ بھیٹ سے بھیڑ ہو گیا کیوں کہ ''ٹ'' اور ''ڑ'' کا بھی اسی طرح

باہم بدل پایا جاتا ہے۔ جیسے ہٹ تال کا ہڑتال، ہمٹنا کا نمڑنا، چھٹرانا کا چھٹانا، پٹا کا پڑا کا لہٰذا اس لفظ کے مرکب معنی دو مختلف سروں کا ملنا یا ٹکرانا ہے۔

ہم اس جگہ نظیر کا ایک بند لکھ کر دکھاتے ہیں کہ اس نے جو مٹ بھیڑ کو مٹھ بھیڑ باندھ دیا۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ زبان اور اس کی تحقیق یا فصیح و غیر فصیح الفاظ کا پابند نہیں۔ اسی بند میں کئی ٹکسال باہر گھڑے ہوئے لفظ موجود ہیں جس سے وہ ساقط الاعتبار ہو سکتا ہے۔

بے چین ہوا دل سینے میں گر دیکھنے میں کچھ دیر ہوئی
گھبرا کے نکلے بے بس ہوا اور شوق کی گھیرا گھیر ہوئی
بازار گلی اور کوچوں میں ہر ساعت ہیرا پھیر ہوئی
تھی چاہ نظر بھر دیکھنے کی جس جا گھ پر مٹھ بھیڑ ہوئی
ٹک دیکھ لیا دل شاد کیا خوش وقت ہوئے اور چل نکلے

مُجوسا
اردو، مذکر، اسم

لکڑیاں جو چھت کی مضبوطی کے لیے کھڑی کر کے لگاتے ہیں، ٹیک، سہار

انشاء یہ جو ہے ریختہ گوئی کی عمارت
تو اس میں لگا اور فصاحت کے مجوسے

انشاءؔ

مُجہلہ (مُجہِل)
اردو، عربی الاصل، مذکر، اسم

۱۔ وہ صحرا جس میں راستہ اور راستے کی علامات نہ ہوں
۲۔ بے عملی اور جہالت کی ترغیب کا باعث

۳۔ وہ جگہ جہاں انتشار اور افراتفری ہو

۴۔ جہاں کسی کو معلوم نہ ہو کہ کیا اور کیوں کچھ ہو رہا ہے۔

مرنا ہے یا تماشا ہر اک کی ہے زباں پر
اس مجہلے کو چل کر میں خواہ مخواہ دیکھوں
دیکھوں ہوں آنکھ اٹھا کر جس کو تو یہ کہے ہے
ہوتا ہے قتل کیوں کر یہ بے گناہ دیکھوں

میر

مجیت

اردو، صفت

۱۔ گھِسا ہوا، بدرونق، مستعمل، پرانا

۲۔ اصل قیمت سے کم پر خریدا ہوا یا بیچا ہوا

مچرانا

اردو، برج، فعل متعدی

بے بھوک کھانا، بے رغبت کے کھانا

مُچلکا (مُچلکہ)

اردو، ترکی الاصل، مذکر، اسم

عہد نامہ کسی کام کے نہ کرنے کا تحریری وعدہ، قول و قرار

یہ گھوڑا میں دیتی ہوں کل کا تجھے
ولیکن یہ دے تو مچلکا مجھے

میر حسن [سحر البیان]

مچلکہ دیا تھا نہ تو نے یہی
بھلا اس کا بدلہ نہ لوں تو سہی

میر حسن [سحر البیان]

مُچھنْدَر

اردو

بڑی مونچھوں والا، مسخرا، ظریف

مولوی نورالحسن صاحب نیر نے نوراللغات میں دیوث بھی معنی دیے ہیں جس کی تصدیق مثالوں سے نہ ہوسکی۔ لیکن اس کے معنی یقینی طور پر بندر نچانے والا اور بندر کا تماشا کرنے والا ہے۔ سودا نے میر ضاحک کی جو مشہور ہجو لکھی ہے اس سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

یارب تو مری سن لے یہ کہتا ہے سکندر
ضاحک کے اڑا دیوے کسی بن میں قلندر
گھر اس کے تولد ہوا گر بچۂ بندر
گلیوں میں نچاتا پھرے وہ شہر کے اندر
روٹی تو کسی طور کما کھاوے مچھندر
کر ہجو موا لوگوں کی ناحق مجھے پٹوائے
اور اپنے موے جیتے کی گالی پہ نہ شرمائے
کوئی دوست ہو اس کا تو وہ اس بھڑوے کو سمجھائے
اس سے تو بھلا دو گھڑی بندر ہی نچالائے
روٹی تو کسی طور کما کھائے مچھندر

''مچھندر: میمون باز، عربی: قرّاد''

مولوی محبوب علی رامپوری [منتخب النفائس، کانپور ۱۲۸۵ھ]

مُخَرْمات

فارسی، اردو مذکر۔ اسم

رنگین دھاری دار کپڑا، ریشم کا دھاری دار یا لہریے دار کپڑا

(۱۰۶) ایک سوچ

نامحرموں کے آگے نہ آیا کرو میاں
پاجامہ اس پھبن سے پہن محرمات کا
مصحفی

"محرمات بفتح میم وسکون حائے حطی ورائے مہملہ مفتوح نام جامہ ایست کہ خطوط رنگین داشتہ باشد۔ و فارسیاں بروزن مقدمات خوانند و فارسی جامۂ راہ راہ نیز خوانند۔ تاثیر گوید

قبائے راہ راہے داشت در بر
کہ ہر راہش برد دل را برا بے"

مولوی محبوب علی رامپوری [منتخب النفائس، کانپور ۱۲۸۵ھ]

مخملِ دوخوابہ
اردو، فارسی مذکر و مؤنث، اسم

۱۔ ایک قسم کا مخمل جو دونوں طرف سے یکساں ہوتا ہے اور دونوں طرف سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

باہم ہوا کرے ہیں دن رات نیچے اوپر
یہ نرم شانہ لونڈے ہیں مخملِ دو خوابا
میر

مَدار

فرہنگِ آصفیہ میں ہے کہ "آکھ کا درخت۔ ایک صحرائی درخت کا نام جس سے دودھ نکلتا ہے اور اس کے ڈوڈوں میں سے روئی کی مانند روئیں نکلتے ہیں۔ شاہ مدار کا مخفف: کہتے ہیں کہ یہ ایک مجذوب اور درویشِ کامل میاں روشن شاہ کے مریدوں میں سے تھے۔ ہمیشہ

(۱۰۷) ایک سو سات

گنگوانہ میں جو اجمیر شریف سے چار کوس کے فاصلے پر ہے، رہا کرتے تھے۔ اکثر ان کے دیکھنے والے لوگ ان کی کرامات کے قائل ہیں۔ ان کی قبر پر ایک بہت بڑا اجال کا درخت کھڑا ہے۔ اس کی نسبت مشہور ہے کہ پہلے سوکھا تھا جب آپ وہاں بیٹھنے لگے تو سرسبز ہوگیا۔ یہاں تک کہ اس کی شاخیں زمین سے جالگیں اور بعد از انتقال اسی جگہ دفن ہوئے جہلا ان کو بہت مانتے ہیں۔"

مذاقِر — میٹھا، شیریں، پیارا، خوشگوار

مربع نشیں ہونا
اردو، فارسی الاصل فعل

۱۔ آلتی پالتی مار کے بیٹھنا

۲۔ امراء سلاطین اور شاہزادیوں بیگمات وغیرہ کے بیٹھنے کا انداز

مربع نشین تھی جو بدرِ منیر
وہاں اس کو لائی وہ دختِ وزیر
میر حسنؔ [سحرالبیان]

مربع نشیں: کنایۃً معشوقہ

مَرْ پَچ
اردو

مصیبت سے، سخت تکالیف سے، آفتوں سے

ایام جدائی کی مصیبت سو کہوں کیا
پھر رات قیامت ہے جو دن کاٹیے مرپچ
مرزاؔ

مرپچنا

مرپچنا: فعل

مُرجی

اردو، عربی الاصل، صفت

(اِرجاء سے نکلا ہے)

ٹال مٹول کرنے والا، دفع الوقتی کرنے والا، کہہ کر پھرنہ کرنے والا

مُرجیت: ایک فرقہ جس کا عقیدہ ہے کہ عمل کی ضرورت نہیں صرف اعتقاد وایمان کافی ہے۔ اس کا پیرو مُرجی کہلاتا ہے۔

مِردھا

فارسی، میر دہ

گاؤں کا مکھیا، چودھری، افسر، ہرکارہ، حاکم

آیا قضا کا مِردھا جس دم چھری اٹھا کر
کتوالی اور صدارت سب اڑ گئی ہوا پر

نظیر اکبر آبادی

مُرشِدزادہ

اردو

۱۔ پیرومرشد کا بیٹا

۲۔ اہلِ قلعہ کے محاورے میں عموماً شہزادے کو کہتے تھے

۳۔ بادشاہ کے اعزاء

مَرغول

اردو، فارسی الاصل، مذکر، اسم

سنگ بستہ محراب کی سنگین ترشی ہوئی پیشانی یا رُوکار، محراب کے دہن کی جو وضع ہوتی ہے اسی شکل کا مرغول کا دہن بنایا جاتا ہے

[اصطلاحات پیشہ وراں، حصہ اول، ص ۴۷]

(۱۰۹) ایک سونو

بجائے گل چمنوں میں کمر کمر ہے گھاس
کہیں ستون پڑا ہے کہیں ڈھئے مرغول
سودا [ویرانی شاہجہان آباد]

مِرگ چھالا
اردو، سنسکرت، مذکر، اسم

ہرن کا چمڑا یا کھال

مَرْہُوب
اردو، عربی الاصل، صفت

(رَہَبْ سے نکلا ہے) خوفناک، ڈراؤنی

مریم کا پنجہ

ایک قسم کی خوشبودار گھاس ہوتی ہے۔ جو پنجے کی شکل کی ہوتی ہے۔ اس کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ حضرت بی بی نے پیدائشِ مسیح علیہ السلام کے وقت اس گھاس کو مٹھی میں پکڑ لیا تھا۔ اس وقت سے اس کی شکل پنجے کی سی ہو گئی اور اسے پنجۂ مریم کہنے لگے۔ کہتے ہیں کہ اس کی خاصیت یہ ہے کہ جہاں اس گھاس کو پانی میں ڈال کے حاملہ کے آگے رکھا بچہ آسانی سے پیدا ہو گیا۔ بعض نے لکھا ہے کہ اس گھاس کی خاصیت بھی یہی ہے اس کو بخُورِ مریم بھی کہتے ہیں۔ فرہنگ آصفیہ میں ہے کہ ہندوستان میں چر چٹے کی جڑ کی بھی یہی خاصیت ہے کہ جہاں اسے عورت کے پیٹ سے باندھا اور بچہ آسانی سے پیدا ہو گیا۔

(۱۱۰) ایک سو دس

اس زلف فتنہ زا کے لیے اے مسیح دم
کچھ دستِ شانہ پنجۂ مریم سے کم نہیں

مُستَوصِلَہ — نقلی بال لگانے والی عورت
اردو، عربی الاصل، مؤنث، اسم و صفت — وِگ استعمال کرنے والی

مُستوفی گری — صدر متعدی، ہیڈ کلرک، محاسب
اردو — مکمل رقم کی وصولیابی اور ادائیگی
مستوفی گری: کلرکی

مُسرِف — (سَرَف سے نکلا ہے)
اردو، عربی الاصل، مذکر، اسم وصفت — ۱۔ فضول خرچ، بے ضرورت خرچ کرنے والا
۲۔ ضائع کرنے والا

مَسکانا (مُسکانا) — ۱۔ چیرنا، پھاڑنا
۲۔ مسکرانا

مَسکورا — کروٹ، پہلو، طرف
اردو، برج، مذکر، اسم — مَسکورا لینا: سوتے میں کروٹ لینا

مُشرِف — (شَرف سے نکلا ہے)
اردو، عربی الاصل، مذکر، اسم — ۱۔ بلند جگہ سے چاروں طرف دیکھنے والا

(۱۱۱) ایک سو گیارہ

۲۔ نگراں

۳۔ کسی کام یا اشخاص کی نگرانی کرنے والا

۴۔ امراء کے ہاں حساب کتاب وغیرہ کی نگرانی کرنے والا

دیکھیے پلیتھن پکانا

مِصّر (مِسر مِشر)
اردو، سنسکرت الاصل، مذکر، اسم

کہا جاتا ہے کہ سری کرشن جی سکادویپ سے بھارت ورش کچھ برہمنوں کو لے کر آئے تھے جنھوں نے ان کے لڑکے 'سمبا' کا علاج کیا جو برص میں مبتلا تھا۔ اس لیے مشر یا مسر اطبیب اور وید کے مترادف ہو گیا۔

برہمنوں کی ذات، ہندو حکیم، عالم، ایک لقب جو عالموں کے نام کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ یہ لفظ سنسکرت میں مشر ہے ہندی میں مسر بھی لکھتے ہیں۔ چوں کہ سنسکرت کے حرف کے اندر خفیف حرکت زبر کی مضمر ہوتی ہے اس لیے اردو میں اسے بہ اضافۂ الف بھی لکھا دیکھا گیا ہے۔

نظیر اکبر آبادی نے مصّر لکھا جو محض ان کا تصرف ہے۔

وید و پُران پڑھ کر مصّر ہوا تو پھر کیا
نظیر

مُصقَل (مِصقَلہ)
اردو، عربی الاصل، مذکر، اسم

چمکانے، تیز کرنے، دھار رکھنے، صیقل کرنے کا اوزار

دانم نہ تیغ مصقلۂ تیغ بادشاست
نشگفت گر بہ تیغ بدیں ساں برابر است

"یہ بہت متعلق پہلی بیت سے ہے۔ پہلے شعر میں

بردست شاہ تیغ و کماں راست جایگاہ

باتیغ و با کماں بہ چہ برہاں برابراست

آپ نے ایک شبہ وارد کیا کہ تلوار بادشاہ کے ہاتھ میں چاہیے اور ہلال وہاں نہیں ہے پس اس کو تلوار کیوں کر کہیے۔ اب آپ ہی مجیب ہوتا ہے کہ ہاں میں بھی جانتا ہوں کہ یہ تلوار نہیں مگر بادشاہ کی تلوار کا مصقلہ ہے اور عجب نہیں کہ بادشاہ کی تلوار کا مصقلہ تلوار کے برابر گنا جاوے۔ ہاں یہ پوچھیے کہ مصقلہ کیا ہے۔ مصقلہ آلہ ہے تلوار صیقل کرنے کا اور وہ ایک چیز ہے لوہے کی گھوڑے کے نعل کی صورت۔"

[۱۲اغالب، نادرات]

معمولی

محاورۂ جدید میں عام، ادنیٰ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جس میں کوئی خاص بات نہ ہو۔ کوئی خاص خوبی نہ ہو، لیکن اس کے اصل معنی ہیں معمول کے مطابق، وہ کام یا عمل جو بطورِ عادت اور معمول کے برابر ہوتا ہو۔ اس معنی میں اب یہ لفظ متروک ہوگیا ہے۔

"کئی برس کے بعد شاہ نصیر دکن سے پھرے اور انھوں نے اپنا معمولی مشاعرہ جاری کیا......"

آزادؔ [آبِ حیات، حال ذوقؔ]

مُغ

اردو، فارسی الاصل، اسم

مُغاں جمع

مغاں شیوہ صفت

مغاں شیوہ بانواں (صفت)

''بانو بادشاہ کی بیوی کو کہتے ہیں اور الف نون جمع کا ہے یعنی بیبیاں۔ مُغاں شیوہ کی وہ ترکیب ہے جو گل رخسار اور ماہ جبیں کی ترکیب ہے یعنی وہ شخص کہ جس کا رخسار مانند گل کے ہے اور پیشانی چاند کی سی ہے۔ اور شیوہ مغاں کا سا ہے۔ مغ: آتش کدے کا کارفرما اور چوں کہ بادشاہانِ پارس آتش پرست تھے تو وہ خدمت آتش کدوں کی عمائد و اکابر و اشراف و علماء کو دیتے تھے اور شراب کو چوں کہ وہ بہت عمدہ چیز اور پاک اور متبرک جانتے تھے اور ہر سفلہ اور فرومایہ کو نہیں پینے دیتے تھے۔ یہ بھی مغوں کی تحویل میں رہتی تھی تا کہ وہ جس کو لائق سمجھیں اور اہل جانیں اس کو بقدرِ مناسب دیں۔ بہر حال وہ لوگ یعنی مغ بہت خوبصورت اور خوش سیرت، عالم فاضل، طرح دار، بذلہ گو، حریف ظریف ہوا کرتے تھے۔ اس راہ سے پارسیوں نے مغاں شیوہ مدح معشوقوں کی ٹھہرائی ہے۔ یعنی چالاک اور خوش بیان اور طرح دار اور ترچھا اور بانکا مانند مغوں کے اور اس کا نظیر ہندوستان میں یہ ہے کہ جیسے کسو بیگم یا عمدہ عورت کو کہیں کہ فلانی بیگم یا فلانی عورت میں کتنا ڈومنی پن نکلتا ہے۔

(۱۱۴) ایک سو چودہ

(غالب کے زمانے میں ممکن ہے کہ ڈومنی پن کی صفت اسطرح کسی خاتون کے لیے استعمال کی جاتی ہو لیکن آج کل اس کا استعمال خاصی کفش کاری کا سبب ہوگا۔۱۲۔قادری)

قصہ مختصر مغاں شیوہ اس محبوب کو کہتے ہیں کہ جو بہت گرم اور شوخ اور شیریں حرکات اور چالاک ہو۔

مغاں شیوہ بانواں ،مغاں شیواہ دلبراں ،مغاں شیوہ شاہداں خواہی بہ جمع خواہی بہ انفراد ترکیب مقلوبیعنی بانوے مغاں شیوہ یا بانوانِ مغاں شیوہ ۔قس علیٰ ہذا اور الفاظ مدحِ جنابِ سید الشہداء میں قطعہ ہے۔

معذوری ار ز حادثہ رنجی ازاں کہ نیست
از نازکی بہ طبعِ گوارا گریستن
مسکیں نہ دیدۂ زمغاں شیوہ بانواں
درخواب گاہِ بہمن و دارا گریستن

حاصل معنی یہ کہ شاعر اپنے نفس کو یا کسو اور کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ تو معاف ہے اگر وقائع وحوادثِ دہر سے آزردہ ہوتا ہے اس واسطے کہ تو بہت نازک ہے اور گریہ وزاری کی شدت کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ یہ بیان بہ سبیلِ طعنہ وتعریض واقع ہے جیسا کہ دوسری بیت میں کہتا ہے کہ اے شخص تو نے خواب گاہِ بہمن و دارا میں پری زادو نازک ومغاں شیوہ بیگمات کو روتے پیٹتے نہیں دیکھا کہ کیسے بادشاہانِ جلیل القدر کی بیبیاں تھیں اور کیسی طرح دار کہ جیسے مغ ہوتے ہیں اور پھران پر کیا مصیبتیں گذریں۔

ظاہراً تو نے یہ قصہ کتب تواریخ میں نہیں دیکھا اور وجہ بہمن و دارا کے نام خاص کی یہ ہے کہ بہمن ابن اسفندیار کو آغاز شباب میں اژدہا نگل گیا ہے۔ اور دارا ابن داراب ابن بہمن عین جوانی میں سکندر کی لڑائی میں اپنے دو مصاحبوں کے ساتھ مارا گیا۔"

[۱۲ غالب نوادرات غالب مرتبہ سید آفاق حسین، کراچی ۱۹۴۹ء، حصہ دوم، ص ۴]

مُفت

اردو، فارسی الاصل، صفت

۱۔ بے کار، فضول، بے وجہ، بے سبب، بے فائدہ

۲۔ بے قیمت کا، بغیر دام دیے حاصل شدہ، جس کی قیمت نہ دینی پڑے۔

۳۔ اعزازی

مفت بر: مفت میں لے جانے والا، لے کر واپس نہ دینے والا، وہ لوگ جو ترکہ یا ورثہ پائیں اور کھا جائیں۔

مفتِ پا: پاؤں ایسے خوبصورت وسبک کہ کوئی پاؤں میں پہننے کی چیز اس کے واسطے ہدیہ کرنی باعث فخر ہو، وہ چیز مفت پا کہلائے گی۔

مفتِ کفش: مندرجہ بالا کے برعکس اگر وہ چیز اس درجے خوبصورت، گراں قدر اور نادر الوجود ہو کہ پاؤں کی کوئی حقیقت اس کے سامنے نہ رہے تو اس چیز کے لیے پاؤں مفت کہلائے گا۔ یعنی جوتی کے لیے پاؤں مفت کفش ہوگا۔

مغرق جواہر سے اک جفت کفش
نہ وہ مفتِ پا بلکہ پا مفتِ کفش
میر حسنؔ [سحرالبیان]

سرمۂ مفت نظر: سرمہ فروش اپنے سرمے کی خوبی دکھانے کے لیے خریداروں کی آنکھ میں ایک ایک سلائی سرمے کی مفت لگا دیتا ہے۔ خواہ کوئی خریدے یا نہ خریدے۔ وہ سرمۂ مفت نظر کہلاتا ہے۔

سرمۂ مفتِ نظر ہوں میری قیمت کیا ہے
کہ رہے چشم خریدار پہ احساں میرا
غالبؔ

مُقابہ

اردو، مذکر، اسم

سنگاردان، مسی، غازہ اور آرائش کی چیزیں رکھنے کا ڈبہ

مُقابہ کوئی کھول مسّی لگائے
لبوں پر دھڑی کوئی اپنی جمائے
میر حسنؔ [سحرالبیان]

مُقیش

تلفظ مُق یَ ش۔ سونے چاندی کے تاروں سے تیار کردہ تار یا سنہرا روپہلا ڈورا۔ زری، تاش، بادلہ اور زربفت اس کپڑے کو بھی کہتے ہیں جو سونے چاندی کے تاروں سے بُنا گیا ہو۔ مولوی سید احمد صاحب دہلوی لکھتے ہیں اور متعدد مثالیں اس لفظ کی مختلف شعراء کے کلام سے فراہم کرتے ہیں:

آنچلوں سے کہو مُقیش کہاں جھڑتا تھا
کب دوپٹے پہ میری طرح گرا پڑتا تھا

مومن خاں مومنؔ

چاہیے مقیش اس مہ رو کی چوٹی کے لیے
چرخِ گرداں پر اب اے خورشید تارِ زریں کھینچ

ناسخؔ لکھنوی

گوٹا کناری بادلہ مقیش کے سوا
تھے چار تولے موتی جو تولا ازار بند

نظیر اکبرآبادیؔ:

اور اک اوڑھنی جالی مقیش کی
پڑی چاندنی سی مہ عیش کی

میر حسنؔ دہلوی

ان مثالوں کے بعد مولوی سید احمد صاحب نے تفصیل سے لکھا ہے:

''اس لفظ کی اصل میں فرہنگ نویسوں نے بڑی بڑی رائیں لگائی ہیں۔ کسی نے آنکھیں بند کر کے عربی لکھ دیا ہے اور جو اس کا مادّہ قرار دیا ہے وہ بالکل عربی معانی کے مخالف ہے۔ بعض ترکی ہی لکھ گئے ہیں۔ جونسن جیسے محقق نے بھی اسے عربی لکھ کر دھوکا کھایا ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ بعض فارس کے شعراء نے اہلِ ہند کا تتبع کر کے اسے بتغیرِ حرکات مُقَیَّش باندھ دیا ہے۔ یہ لفظ لفظ حقیقت میں ہندی ہے۔ اردو والوں نے فصاحتِ کمال

کے خیال سے کاف کو قاف سے بدل لیا ہے۔ اور ایسا فارسی زبان میں بھی پایا جاتا ہے۔ مثلاً قلاقند اصل میں کلاکند تھا۔ قلابازی اصل میں کلابازی تھا۔ قندھار اصل میں کندھار تھا۔ چناں چہ ہمارے ایک دوست نے جو مرضِ تحقیق کے بیمار اور ایک بہت بڑے لائق آدمی ہیں ہم کو لکھا کہ اس کی اصل مکش بمعنی کرن یعنی شعاع اور کیش بمعنی بال ہے۔ بے شک یہ مادہ قابلِ تسلیم ہے کیوں کہ کیش زبانِ سنسکرت میں بالوں کو کہتے ہیں مگر لفظ مکش کا پتا کسی سنسکرت کی ڈکشنری میں نہیں ملا۔

اگرچہ ہمارے دوست نے بھی کسی پنڈت سے ہی معلوم کیا ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت صاحب نے صرف اپنے تبحر کے اعتبار سے بلا تحقیق فرمادیا ہے۔ بہرحال اس کے ہندی اور لفظ کیش سے مرکب ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔ گو اول لفظ ابھی تک زیرِ تحقیق ہے اور عجب نہیں کہ وہ حرفِ میم ہو۔ کیوں کہ سنسکرت میں اس مفرد حرف کے معنی چاند کے بھی آئے ہیں۔ پس چاندی کے تار کے معنی ہو گئے۔ لیکن اس سے ہے کہ بہتر مادہ خیال میں آتا ہے کہ اول کا لفظ ماکشِک ہوگا۔ کیوں کہ اس کے معنی زبانِ سنسکرت میں دھاتی چیز کے آئے ہیں۔ اور اسی وجہ سے سُورنما کُشِکَ سونے کا یعنی سنہرا اور روپ ماکشِک چاندی کا یعنی روپہلا کہلاتا ہے۔ پس اول سورن

یا روپ کا لفظ حذف ہو گیا پھر کثرتِ استعمال سے
ماکشِک کا آخری حرف کاف گر کے ماکش مطلق سونے یا
چاندی یعنی چمک دار دھات کے معنی میں رہا اور رفتہ رفتہ
وہی ماکش، مکش ہوا پھر مکیش ہو گیا۔ اس صورت میں لفظِ
کیش بمعنی بال سے مرکب کرنے کی بھی چنداں ضرورت
نہ رہی اور یہی قرینِ قیاس معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے
مولانا آزاد اس لفظ کی نسبت اپنے رسالے سخندان پارس
میں اس طرح تحقیق فرماتے ہیں۔ کہ "یہ لفظ دراصل
سنسکرت میں مَیکش کیش تھا۔ اس میں مَیکش سورج کی
کرن اور کیش بال دونوں مل کر موئے شعاعی ہو گئے۔
تعجب ہے محققِ ہند صاحبِ 'بہارِ عجم' سے کہ وہ اسے عربی کا
لفظ مان کر کہتے ہیں کہ مُقیش ہے۔ لیکن یہ نہیں لکھتے کہ
عربی میں اس کا ماخذ اور اصل کیا ہے۔
صاحبِ غیاث اللغات اس کا حوالہ لکھتے اور توضیح میں اس
سے زیادہ زور دیتے ہیں۔ جب اصل نہیں تو زور کیا چل
سکے۔ واللہ اعلم بالصواب۔"

مُکث رمُکث

اردو، عربی الاصل، متعلق فعل

(مُکث: قیام کرنا، توقف کرنا، صبر کرنا)

۱۔ دیر کرنا، تاخیر کرنا، رک جانا، ٹھہر جانا

۲۔ انتظار کرنا

۳۔ جلدی نہ کرنا

وے جو آزردہ ہوں ٹک بھی تو منانے جاؤ
مکث کر بیٹھ رہیں گھر تو بلانے جاؤ
میرؔ [واسوخت]

مُکُر، مُکُر
اردو، برج، مذکر، اسم
آئینہ، منہ دیکھنے کا شیشہ
(دیکھیے بلو کنا)

مکر چاندنی
پچھلی رات کی ملگجی یا دھندلی چاندنی جو صبح ہو جانے کا دھوکا دیتی ہے۔ جھوٹی چاندنی

ریشِ سفیدِ شیخ میں ہے ظلمتِ فریب
اس مکر چاندنی پہ نہ کرنا گمانِ صبح
ذوقؔ دہلوی

بے خود شبِ وصالِ عدو میں وہ مست ہے
اب مکر چاندنی جو کھلی بھی تو کیا کھلی
داغؔ

مُکری
'کہہ مکرنی' بھی کہتے ہیں۔ اس کے مؤجد حضرت امیر خسروؔ ہیں۔ چار مصرعے ہوتے ہیں۔ پہلے تین کے الفاظ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عاشق کا ذکر ہے لیکن بالکل آخیر میں ایسا لفظ آتا ہے جس سے مفہوم بدل بھی جاتا ہے اور صاف بھی ہو جاتا ہے۔ مولوی سید احمد صاحب دہلوی نے یہ مثالیں دی ہیں:

(۱۲۱) ایک سو اکیس

وا بن موکو چین نہ آئے
وہ میری تِس آن بجھائے
ہے وہ سب گن بارہ بانی
اے سکھی ساجن نا سکھی پانی

آپ ہلے اور موہے ہلا وے
وا کا ہلنا مورے من بھاوے
ہل ہلا کے بھیو نسنکھا
اے سکھی ساجن نا سکھی پنکھا

بھیو نسنکھا یعنی فارغ

وہ آوے تب شادی ہوئے
اس بن نیکا اور نہ کوے
میٹھے لاگیں وا کے بول
اے سکھی ساجن نا سکھی ڈھول

مَکْڑی

مؤنث، صفت

مجازاً کوئی چیز چمکدار، چمک، جھلملاتی ہوئی، جگمگاتی ہوئی

زردار کی تو ان میں ہے بچھ رہی پلنگڑی
دلبر پری سی بیٹھی جھمکائے جوڑے مکڑی

نظیر اکبر آبادی

مَکْھُو

اردو، کھڑی بولی، مؤنث، اسم

افواہ، گپ، بے بات کی بات، بے پر کی

"آخر چند روز بعد ایک بڑی سازش ظہور پذیر ہوئی۔ اس

(۱۲۲) ایک سو بائیس

کی کھو یوں چلی ......"

آغا شاعر دہلوی [اردو نامہ نمبر ۴۰ کراچی، ص ۸۱]

گلڈمبر (گلڈنبر)

اردو، مذکر، اسم

ایک قسم کا لکڑی کا مکان جس میں شاہان اودھ سفر کرتے تھے۔ اس مکان میں قلابے لگے ہوتے تھے جو ہاتھیوں کی زنجیروں سے بندھے ہوتے تھے۔ یہ مکان ہاتھی لے کر چلتے تھے اور اس غرض سے کہ حرکت نہ ہو سیکڑوں کہار نیچے سے اس کو اٹھائے ہوتے تھے۔ پینس کی طرح اس میں بھی ڈنڈے لگے ہوتے تھے۔

[نوراللغات]

وہ فیلوں کی اور میگڈنبر کی شان

جھلکتے وہ مقیش کے سائبان

میر حسن [سحرالبیان]

مُلاحِظہ

اردو، عربی الاصل، مذکر، اسم

۱۔ دیکھنا، نظر کرنا، مطالعہ کرنا، جانچنا

۲۔ رسوخ، اثر

۳۔ مروت، لحاظ

[نوراللغات نے اس معنی میں عورتوں کا محاورہ بتایا ہے لیکن عورت مرد کی کوئی تخصیص نہیں۔ سب بولتے ہیں]

"بے شک خدا تعالیٰ نہیں شرماتا اور کسی کا ملاحظہ نہیں اس کو کہ بیان کرے کوئی مثل مچھر کی۔"

[موضح القرآن ۔ سورہ بقرۃ۔ شاہ عبدالقادر صاحب ۱۲۳۶ھ]

ملاگیر
اردو، مذکر، اسم
ایک پہاڑ کا نام جہاں کثرت سے صندل کے درخت ہوتے ہیں۔

ملاگیری
صندلی، صندل کے رنگ کی شے

مَلَث
اردو، مذکر، اسم
گھسا ہوا سکہ یا روپیہ

مَلِین
اردو، برج، صفت
ناپاک، ناصاف، خراب، میلا، برا

سوم پوچھے سوم سے کاہے جیاملین؟
گانٹھی کا کچھ گر گیا یا کاہو کو کچھ دین؟
گانٹھی کا کچھ گر گیا نا کاہو کو کچھ دین
لیتے دیتے دیکھ لیا واسے جیاملین!

ایک کنجوس (شوم) نے دوسرے کنجوس سے پوچھا تیرا دل (جیا) کاہے سے برا ہو رہا ہے؟ کیا تیری گرہ سے کچھ گر گیا یا کسی کو کچھ دینا پڑ گیا؟ (اس نے جواب دیا) نہ میری گرہ سے کچھ گرا اور نہ کسی کو کچھ دینا پڑا کوئی اور شخص کسی اور کو کچھ دیتا تھا اس وقت دیتے دیکھ لیا بس اسی سے دل برا ہونے لگا (کہ ہائے کیوں کسی کی جیب سے کسی کو کچھ ملا)

مَن — قیمتی پتھر، جواہرات

اردو، برج، مذکر، اسم

جو منکے تھے مَن کے اسے کر درست
پہن اپنے موقع سے چالاک و چست
میر حسن [سحر البیان]

مَنْ بھاوَن (مَن بھاونا) — دل پسند، دل کش، دل کو اچھا لگنے والا

مُنْدْرَا — بڑے بڑے حلقے جو فقراء کانوں میں پہنتے ہیں۔

اردو، برج، مذکر، اسم

زمرد کے مُندرے لگا کان میں
کہ جوں سبزہ و گل گلستاں میں
میر حسن [سحر البیان]

مُنْدنا — بند ہونا، بند کرنا، موچنا

مُنْڈکری مارنا

اردو، برج، فعل

۱۔ ہاتھ پیر سکیڑ کر پڑ رہنا۔ اٹوائی کھٹوائی لے کر لیٹ رہنا
۲۔ رنج، غم، خفگی وغیرہ کو ظاہر کرنے کے لیے سر گھٹنوں میں دے کر بیٹھنا یا لیٹنا

گئی منڈکری مار آخر کو لیٹ
پر کھٹ کے کونے پہ سر منہ لپیٹ
میر حسن [سحر البیان]

من چنگا تو کٹھوتی میں گنگا

مولوی سید احمد صاحب دہلوی لکھتے ہیں کہ یہ کہاوت ہے۔ اگر دل درست اور اعتقاد پکا ہے تو سب جگہ خدا ہے۔ اس کی نسبت یہ قصہ مشہور ہے کہ کوئی برہمن گنگا اشنان کو جاتا تھا۔ راستے میں جوتا ٹوٹ گیا تو ایک چمار ریداس نامی کے پاس لے گیا کہ اس کو گانٹھ دے۔ مجھے نہان تک وہاں پہنچنا ہے۔ اس نے کہا جو چیز میں دوں وہ وہاں گنگا کو اس وقت جب کہ وہ ہاتھ پسارے تو دیدے۔ تو سب سے پہلے تیرا جوتا گانٹھ دوں۔ اس نے وعدہ کرلیا اور اس نے جوتا گانٹھ کر جلد دے دیا۔ جوں ہی اس نے وہاں پہنچ کر غوطہ لگایا تو اسے ریداس کا قرار یاد آیا۔ اس نے آنٹی میں سے وہ کوڑیاں نکال کر چاہا کہ گنگا میں ڈالوں۔ فوراً وہاں سے ایک ہاتھ نکلا اس نے وہ کوڑیاں تو لے لیں اور اپنی طرف سے ریداس کے واسطے ایک جڑاؤ بیش قیمت کنگن دے دیا۔ جب وہ کنگن ریداس کے پاس آیا۔ تو اس وقت کے راجہ چھنوا نے منگوایا اور اپنی رانی کو دیا۔ رانی نے کہا کہ جب تک اس کے ساتھ کی جوڑی نہ ہو یہ کس کام کا۔ پس ریداس پر مار پڑی کہ جس طرح ہو دوسرا کنگن بہم پہنچائے۔ اس نے یہ فقرہ کہہ کر کہ من چنگا تو کٹھوتی میں گنگا جوں ہی کٹھوتی میں ہاتھ ڈالا دوسرا کنگن نکل آیا۔ پس راجہ بھی معتقد ہو گیا اور ریداس نے بھی شہرت حاصل کر لی۔

مَنصَب

۱۔ درجہ، مرتبہ، رتبہ
۲۔ سرفرازی، سربلندی، عزت، خدمت کے درجے کو منصب کہتے تھے پھر تنخواہ سے خدمت کو بھی منصب کہنے لگے۔

منقلب مہینے

(دیکھیے ثابت)

مَنکا

اردو، مذکر، اسم

۱۔ گلے کی ہڈی
۲۔ تسبیح یا مالا کا دانہ
۳۔ بڑے دانے قیمتی پتھروں کے جو ہار کے طور پر پہنتے ہیں۔

جو منکے تھے من کے اسے کر درست
پہن اپنے موقع سے چالاک و چست

میر حسن [سحر البیان]

منکا ڈھلنا: گردن کا ایک طرف کو ڈھل جانا۔ علامتِ مرگ

مَنکنا

اردو، کھڑی بولی، فعل

تاکنا، جھانکنا، بالقصد دیکھنا

دیدار کی طلب کو پیالہ بنا نین کا
سیلی پہن کے تاکا منکا پھرا کے منکا

نظیر اکبر آبادی

مَنکرا

اردو، برج، مذکر، صفت

مضبوط، مضبوط جسم والا، قوی الاعضاء

(۱۲۷) ایک سوستائیس

جی کو بچا رکھیں گے تو جانیں گے عشق میں
ہر چند میر صاحب قبلہ ہیں منگرے
میر

مُنہ پانا
اردو محاورہ

مرضی پانا، باریانا، کسی کا التفات پانا، ملتفت ومتوجہ پانا
منہ تمہارا بھی اگر پائے گا
تو یہ منہ اپنا بھی دکھلائے گا
درد

منھ کی لُوئی اترنی یا جانی

بے شرمی لادنا، بے حیائی اختیار کرنا

مُنہ دیکھنا
اردو محاورہ

''مہذب اصطلاح عورتوں کی مرد کے شب باش ہونے کے معنی پر۔'' پنڈت دیاشنکر نسیم۔
رخ دیکھ چکی ہوں اب ترا میں
منہ دوسرے کو دکھاؤں کیا میں
مولوی محمد منیر صاحب منیرؔ لکھنوی، [محاورات نسواں، کانپور ۱۹۳۰ء]

منھ کھلے کا کھلا رہ جانا
اردو محاورہ

انتہائی حیرت طاری ہونے کی کیفیت پر بولتے ہیں۔ کبھی پورا فقرہ حیرت سے منہ کھلے کا کھلا رہ گیا، بولتے ہیں۔ لیکن عموماً حیرت کا لفظ حذف کر دیتے ہیں۔ خاص و عام سب کی زبان پر ہے۔

(۱۲۸) ایک سو اٹھائیس

(دل چسپ بات یہ ہے کہ تمام لغت نویسوں نے اس محاورے کو نظر انداز کیا ہے!)

منہ کی دال نہیں جھڑی

اردو محاورہ

ابھی بچہ ہو، فہم درست نہیں ہوا۔

پرندہ جب انڈہ سے نکل کر بچے نکالتا ہے تو بچوں کی چونچ کے دونوں طرف زردی ہوتی ہے۔ اُس کو دال کہتے ہیں جب وہ جاتی رہتی ہے تو بچے جوان ہو جاتے ہیں۔

[افضل العلماء مولوی سبحان بخش سابق مدرس کالج عربی دہلی۔ محاورات ہند مطبع مجتبائی دہلی۔ دسمبر ۱۸۹۰ء]

مُودی

اردو، عربی الاصل، مذکر، اسم

پلیٹس اسے سنسکرت الاصل بتاتا ہے مگر کوئی مادہ نہیں دیتا۔ سنسکرت سے اس لفظ کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ عربی مودّیٰ سے ہے۔ تادّی مہیا کرنا، اسباب بہم پہنچانا، ادا کرنا، تیار کرنا، انجام دینا، مُوَدّی اسی فعل سے اسم فاعل ہے۔

مہیا کرنے والا، ادا کرنے والا، بہم پہنچانے والا

اردو میں اناج غلے اور پرچون کے دکان دار کو کہتے ہیں۔

حلوائی کے معنی میں بھی آتا تھا۔

۱۔ بنیا، تاجر، دکان دار

۲۔ غلے اناج کا بیوپاری

۳۔ رُوساء کے ہاں توشہ خانہ کا مہتمم

(۱۲۹) ایک سو انتیس

کہو جو مودی سے جا کر دواب کے حالات
جواب دے ہے کہ ہے اونٹ تو فرشتہ کی ذات

سودا [ویرانی شاہجہان آباد]

موچ لینا (موچنا)

بند کرنا

مورچاپی کرنا

اردو

قینچی سے داڑھی مونچھوں کے بال اتنے باریک باریک کترنا کہ چیونٹیوں کی طرح دکھائی دیں۔

''تراشیدن موے ریش بمقراض بحدیکہ مانند پاۓ مورچہ شود''

میر محبوب علی رام پوری [منتخب النفالیس، کان پور ۱۲۸۵ھ]

مُوسنا

اردو، فعل

لوٹنا، چرانا

مُوشکْ دَوَانی کرنا

فارسی، اردو، محاورہ

(موشک: جنگلی چوہا، گلہری وغیرہ)

تباہی بربادی مچانا، ابتری پھیلانا، نقصان کرنا۔

''عبارت از فتنہ انگیزی:

بتاراجِ برگِ درختاں نہر سو
''کندی موذیِ باد موشک دَوانی''

وحشی راست

میر محبوب علی رامپوری [منتخب النفائس۔ کانپور ۱۲۵۸ھ]

موکھا

روشندان، ہوادان، چمنی، کھڑکی

مولانا

اردو، عربی الاصل، صفت

عربی میں مولانا کے معنی ہیں میرے آقا اور مالک۔ کلام پاک میں اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہوا ہے۔

''ورحمنا انت مولینا فانصرنا علی القوم الکفرین''۔

عالم دین کو پہلے بالعموم مولوی لکھا جاتا تھا۔ بعد میں مولانا لکھا جانے لگا۔ اب اگر بعض علماء کو مولانا کے بجائے صرف مولوی لکھے تو ناخوش ہوتے ہیں۔

مول گئی

چوڑی ٹوٹ گئی، عورتیں چوڑی کے حق میں ٹوٹ جانا یا پھوٹ جانا کبھی نہیں بولتیں برا سمجھتی ہیں۔

[محاورات ہند۔ ۱۸۹۰ء]

مُونٹڑا

اردو، مذکر، اسم

ایک غدود کا نام جو گھوڑے کے پچھلے پاؤں میں نمودار ہوتا ہے اور جس کی وجہ سے گھوڑا لنگ کرنے لگتا ہے۔ اس مرض میں گھوڑے کے ٹخنے کی ہڈی وغیرہ بھی بڑھ جاتی ہے۔

نہ ہڈوں کا نے مونتڑوں کا خلل
نہ پیشانی اوپر ستارے کا بل

میر حسنؔ [سحر البیان]

مَوْنی

اردو، مذکر، اسم

۱۔ خاموش

۲۔ فقراء اور جوگی جو ہمیشہ خاموش رہتے ہیں۔

مَہاپدم — سو کھرب کی تعداد

مہتاب چھوٹنا — چہرے پر ہوائیاں اڑنا، رنگ فق ہوجانا، چہرے کا رنگ اڑ جانا

اردو محاورہ

رنگ شکستہ صبحِ بہارِ نظارہ ہے
یہ وقت ہے شگفتنِ گل ہائے ناز کا

غالبؔ

''غرض یہ ہے کہ بر وقت نظارہ میرے منہ پر ہوائیاں اوڑتے ہوئے اور مہتاب چھٹتے ہوئے دیکھ کر وہ سرگرم ناز ہوگا......''

نظم طباطبائی [شرح غالب۔حیدرآباد ۱۳۱۸ھ]

مَہتو — جو آدمی زمیندار کی طرف سے محصول وصول کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہو۔

مُہردار — وہ عہدہ دار جس کے ذمہ سلاطین و حکمرانوں کی مُہریں رکھنا ہو۔

اردو، صفت، مذکر

خلیل اس کے گلزار کا باغباں
سلیماں سے کئی مہردار اس کے ہاں

میر حسن [سحرالبیان]

مہنا — طعن، تشنیع

اردو، برج، مذکر، اسم

مہنا پھینکنا: طعن کرنا

(۱۳۲) ایک سو بتیس

طعنہ مہنا: طعن تشنیع

میاں
اردو

۱۔ خاوند، معشوق، محبوب
۲۔ آقا، مالک
۳۔ لڑکا، کسی فردِ واحد کے لیے بھی بولتے ہیں
''عورت کے جی میں کتے کی اس حرکت سے الہام ہوا کہ اس کا میاں مقرر اس غار میں گرفتار ہے۔''
میر امن [باغ و بہار، لندن ۱۸۵۱ء، ص ۱۵۳، سرگزشت آزاد بخت پادشاہ کی]

میت (میتا)
برج، اردو، مذکر، اسم

(اس کا تلفظ می تا اور مے تا دونوں طرح ہے)
۱۔ دوست، محبّ، ساتھی، عاشق

مسافر سے کرتا ہے کوئی بھی پیت
مثل ہے کہ جوگی ہوئے کس کے میت

میر حسن [سحر البیان]

۲۔ چنبل، پیالہ، کاسہ، بھیک مانگنے کا برتن، کاسۂ گدائی
''بے نواؤں کے مینے اور ٹکڑ گداؤں کے چملے، اشرفی اور روپیوں کی کھچڑی سے بھر دیئے۔''
میر امن [باغ و بہار، لندن ۱۸۵۱ء ص ۲۴، سیر چوتھے درویش کی]

میٹھا
اردو

ایک قسم کا نہایت باریک عمدہ کپڑا
فارسی: شیریں باف
''نوعے از جامہ کہ در ہند بافند۔''
میر محبوب رام علی پوری [منتخب النفائس، ص ۱۲۰]
نوراللغات کا بیان ہے کہ لکھنؤ میں اس کپڑے کو ماٹھا پھلام کہتے ہیں۔

میچک
اردو، مذکر، اسم

سیاہی مائل نیلا، کالا نیلگوں
مور کے پر میں بنی ہوئی سیاہی مائل نیلگوں آنکھ

میخ مارنا
اردو فعل

قابو پانا، غلبہ حاصل کرنا
میخی روپیہ: کھوٹا روپیہ، ملاوٹ کا روپیہ

میدنی
اردو، مؤنث، اسم

۱۔ زمین
۲۔ مزار کی زیارت کے لیے جانے والے زائرین کا گروہ

میر آتش
فارسی الاصل، اردو اصطلاح

(بہ اضافتِ را اور بلا اضافت دونوں طرح درست ہے)
فوجی ساز وسامان کا نگراں، اسلحہ خانہ کا حاکم
(گجرات کے) محاصرے کے وقت رومی خاں، میر آتش، باوجودیکہ کمال معتبر اور مصاحب منظور نظر سلطان کا تھا، ہمایوں سے مل گیا آزاد [آبِ حیات۔۱۹۱۳ء]

میر فرش — (دیکھیے سنگ فرش)

میسور — (یُسَر) آسان، آسان کیا ہوا، عمدہ، پُرآسائش، کامیابی سے انجام دیا ہوا۔
اردو، عربی الاصل، صفت

میسوُرات (جمع) — عمدہ حالات، اچھے معالات، خوش احوال، اسباب آسائش

میکھلی — سخت کھردرا کپڑا، ٹاٹ، بوریا
اردو، برج، مؤنث، اسم

میگڈمبر (میگڈنبر) — (دیکھیے مگڈنبر)

مَیل کی چیونٹی — سخت گرمی میں گرد اور پسینے کے سبب جسم پر میل کی باریک باریک چیونٹی برابر بتیاں سی بن جاتی ہیں جو جسم میں چبھتی ہیں۔ انھیں میل کی چیونٹیاں کہتے ہیں۔
اردو

ایدھر تو پسینے میں پڑی بھیگے ہیں کھاٹیں
گرمی سے اودھر میل کی کچھ چیونٹیاں کاٹیں
میرؔ

میم وجیم — (م۔ج) میم: نشان منظوری جیم: نشان جائزہ
یعنی عرضی تمہاری منظور ہوگئی سیاہے کا جائزہ ہوگیا

(۱۳۵) ایک سو پینتیس

عرضی پہ ہوا میم سیا ہے پہ کیا جیم
پروانہ میں تم پر ہوں تصدق مری جاں ہے
سودا [شہر آشوب]

مَینا (مے نا)
اردو

مشہور چھوٹا پرندہ جو خوب بولتا ہے
''ایں لفظ ہندی ست و در فارسی ہم مستعمل شدہ
شاہد گیلانی۔
شعلہ در سایۂ زلفت گلِ شب بوگردد
بط مے پیشِ تو مینائے سخنگو گردد۔''
[منتخب النفائس۔ ص۱۲۰، کانپور ۱۲۸۵ھ]

مینجھا
اردو، پنجابی الاصل، مذکر، اسم

''مینجھا اس راب کو کہتے ہیں جس میں سے شیرہ الگ کرلیا جاتا ہے۔ ضرورت کے وقت یہ مینجھا حلوائی کے ہاں بھیج دیا جاتا ہے اور وہ دن کے دن اسے پکا کر نہایت صاف چینی بنا کر بھیج دیتا ہے۔ یہ چینی بازار کی چینی سے جس میں طرح طرح کی ملاوٹ ہوتی ہے عمدہ اور صاف ہوتی ہے۔''
محمدی بیگم [خانہ داری، لاہور ۱۹۳۳ء]

مینجھنا
اردو، فعل

مَلنا، دلنا، مسلنا، ہاتھ سے مل کر صاف کرنا

مینڈکی (نون کے بجائے ن غنہ)
اردو، برج، مؤنث، اسم

گھوڑے کی پشت کا اوپری حصہ جو درمیان میں ہوتا ہے

''......کسی شاہسوار نے اسے مینڈکی سے بھی پیچھے بیٹھا دیکھ کر کہا......''

للولا جی [لطائف ہندی، کلکتہ ۱۸۱۰ء]

مِینڈھا
برج، اردو

پانی کی اونچی اور بڑی لہر
''آبے کہ بشدت باددردریا خیزد۔''
میر محبوب علی رامپوری [منتخب النفائس، کانپور ۱۲۸۵ھ]

مِیُو

ضلع گوڑ گانوا اور الورتک کے علاقے میں میو قوم بستی تھی اب بھی بستے ہیں۔ اس علاقے میں بہت سے قصبے شامل ہیں۔ اندھوپ، ریواڑی سے لے کر فیروز پور جھرکہ، سنگار، کھائی گا، پنہار، اوندن، جھاروپری، بجھور، ڈیگ وغیرہ شامل ہیں۔ میوائی یا میو قوم کا آدمی بڑا بہادر جفا کش شجاع اور دلیر مانا جاتا ہے۔ ساتھ ہی نہایت چالاک عیار اور گرگِ باراں دیدہ بھی مشہور ہے۔ اور اسی صفت کے سبب بعض دل چسپ کہاوتیں مشہور ہوگئی ہیں۔

میو مُوا جب جانیے جب وا کا تیجا ہوئے

یعنی میو ایسے دغا باز اور فریبی ہیں کہ اگر یہ مر بھی جائیں تو ان کا مر جانا قابلِ اعتبار قبل از فاتحہ سوم نہیں۔ مولوی سید احمد صاحب دہلوی نے یہ سب تفصیلات جو اس بیان میں مذکور ہیں درج فرمائی ہیں۔ دغا باز کی کسی بات

کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔ اس کا قصہ اس طرح مشہور ہے کہ ایک میو کسی بنیے کا قرض دار تھا۔ سود کے پھیر میں آ کر اس کے ہاتھوں سے نجات مشکل ہوگئی۔ رات دن کے تقاضوں سے ناک میں دم آ گیا۔ تب میو نے یہ پیچ کھیلا کہ اپنے رشتہ داروں کو جمع کر کے کہا کہ میرے مرنے کی خبر مشہور کر دو اور تم سب میرا جنازہ بنا کر لے چلو۔ بنیا بھی مردے کو دیکھنے اپنے روپوں کو رونے پیٹنے ضرور میت کے ساتھ آئے گا۔ اس کے سامنے دفنا کر چلے جانا اور دو ایک آدمی اِدھر اُدھر چھپے ہوئے چھوڑ آنا تاکہ وہ مجھے فوراً قبر کھود کر باہر نکال لیں۔ چناں چہ ایسا ہی ہوا۔ وہ بنیا بھی یہ خبر سن کر پیٹ پکڑے ہوئے دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ میو جی تم کیا مرے ہمیں مار چلے۔ دل میں کہا ارے رام! مول دیا نہ بٹہ مر گیا ہٹا کٹا۔ غرض قبر تک ساتھ روتا پیٹتا گیا اور اول منزل پہنچا کر سب کے ساتھ واپس آیا۔ اِدھر جنازہ رکھ کر لوگ الٹے پھرے اُدھر اس کے رشتہ داروں نے گھات سے نکل کر قبر کھود مٹی ہٹا۔ پٹاؤ دور کر میاں میو کو باہر نکال لیا۔ یہاں لالہ جی نے آتے ہی اپنی بہی میں لیکھا جوکھا برابر کر میو کا نانواں بٹے کھاتے میں لکھ دیا کہ آج میاں میو کے ساتھ روپے بھی مر گئے۔ دوسرے ہی روز جو میو کو زندہ سلامت دیکھا تو زبان سے یہ فقرہ نکلا کہ میو مرا تب جانیے جب وا کا تیجا ہوئے۔

میوڑا

اردو

میو کی تصغیر۔ میو قوم کے افراد بطور نگہبان، دربار اور نوکر چاکر کے رکھے جاتے تھے۔

''دربان اور رَوَتے، میوڑے باریدار اور پیاول چوبدار اس کو محل کے اندر آنے جانے سے منع کرنے لگے۔''

میر امن [باغ و بہار، لندن، ۱۸۵۱ء سیر پہلے درویش کی]

میوہ فروش

تازہ پھل بیچنے والے کو میوہ فروش کہتے ہیں۔ بیچنے والے طرح طرح کی آوازیں بھی لگاتے ہیں۔ ہر پھل والا اپنی جدا صدا رکھتا ہے۔ مولوی سید احمد صاحب دہلوی نے دہلی کے میوہ فروشوں کی یہ صدائیں درج کی ہیں۔

سنترہ فروش: مزہ انگور کا ہے رنگترے میں

فالسہ فروش: سانولے سلونے فالسے شربت کو نون کے بتاسے ہیں شربت کو

جامن فروش: کالی بھونرالی نمکین، بیدانہ بھنونرالی نمکین

توت فروش: کاٹھ کی لکڑی کا بنا ہے جلیبا، قند میں ہلایا ہے جلیبا

امرود فروش: پیڑ کے پکے امرود میں سیب کا مزا

کیلا فروش: ڈال کے پکے کیلے میں مصری کا مزا

شفتالو فروش: ڈالی ڈالی کا گھلا پیوندی

آم فروش: پال کا لڈو، پال کا لڈو

گولر فروش: جھرنے کا بتاسہ ہی گولر

(۱۳۹)ایک سو انتالیس

کھرنی: کھرنی زرد رنگ کا نبولی کی طرح کا گٹھلی دار پھل ہوتا ہے جو فالسے کے ساتھ ساتھ ہی فروخت ہوتا تھا۔ اکبر آباد (آگرہ) کے پھل گلی گلی یہ آواز لگا کر بیچتے تھے۔ کھرنی میوہ فالسے، آئے نینی تال سے، کہہ دو پیارے لال سے۔

نظیر اکبر آبادی

ن

نار یل توڑنا
محاورہ، قلعہ معلی

عورتیں حاملہ عورت سے ناریل تڑوایا کرتی ہیں اگر ناریل اندر سے خراب نکلے تو خیال کرتی ہیں کہ لڑکا ہوگا۔ اگر ناریل اندر سے عمدہ نکلے تو خیال کرتی ہیں لڑکی ہوگی۔

یہ باتیں عورتوں کی ہیں خرافات
بہو میری نہ توڑے ناریل کو
عبیر ہندی

نازا
اردو، مذکر، اسم

ذکر، عضو تناسل
مولوی محمد ناصر علی صاحب غیاث پوری [اربع عناصر، لکھنؤ، ۱۹۲۹]

ناکُند
صفت

ناپختہ کار، ناتجربہ کار
جو کوئی سیانی ہے ان میں تو کوئی ہے ناکند
وہ شور پور تھیں سب رنگ سے نپٹ یک چند
نظیر اکبرآبادی

ناک ہونا

قابلِ فخر ہونا، سردار ہونا، برتر ہونا، بہتر ہونا، منتخب ہونا
دیکھ کر موتی وہ بالے کا تبوں نے پکڑے کان
شمع رو میرا یہ سب آتش رخوں کی ناک ہے
عزلت

ناگوری

ناگوری بیل مشہور ہے۔ اچھی نسل کے عمدہ سانڈ کو کہتے ہیں جو بڑا قد آور، مضبوط اور موٹا تازہ ہوتا ہے۔ مجازاً لمبے بے وقوف آدمی کو بھی کہہ دیتے ہیں۔ ناگور ایک چھوٹا سا شہر اجمیر شریف کے قریب ہے۔ مولوی سید احمد صاحب دہلوی اس کی تفصیلات میں لکھتے ہیں:

'ایک مشہور چھوٹے سے شہر کا نام جو اب مارواڑ کے تحت ہے۔ اصل میں اس کا نام نوانگر تھا۔ جس کی ابتدا یہ ہے کہ راجہ پرتھی راج عرف رائے پتھورا کو اس امر کی خواہش ہوئی کہ شاہی چراگاہ کے واسطے کوئی ایسی جگہ تلاش و تجویز کی جائے کہ وہاں کی آب و ہوا مویشی کے حق میں نہایت مفید اور حسبِ مزاج ہو۔ چناں چہ اس امر کے انصرام کو بہت عاقل اور ہوشیار آدمی اطراف و جوانب میں بھیجے گئے۔ قضائے کار ان میں سے ایک شخص کا اس جنگل میں جہاں اب یہ شہر آباد ہے گزر ہوا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک گائے نے تنومند بچھڑا جنا ہے۔ اور شیر نر سے اس کے بچانے کے واسطے مقابلہ کر رہی ہے۔ ہر چند شیر حملے پر حملہ کرتا ہے مگر وہ قوی الجثہ گائے اپنی چستی چالاکی اور بہادری سے اس کا قابو نہیں چلنے دیتی۔ شخصِ مذکور نے اپنے ساتھیوں سمیت بہت دیر تک یہ تعجب انگیز تماشا دیکھا۔ 'آخر کار ان سب نے شیر کو للکار کر بھگا دیا اور یہ گوہر مراد ہاتھ میں لا اجمیر کو روانہ ہوا۔ یہاں پہنچ کر راجہ سے تمام

(۱۴۲)ایک سو بیالیس

کیفیت بیان کی۔ چناں چہ پرتھی راج نے اس سرزمین کو پسند فرما کر شہر کی بنیاد ڈالی اور ایک نہایت مضبوط قلعہ بنا کر نوانگر نام رکھا۔ جو کثرتِ استعمال سے رفتہ رفتہ ناگور مشہور ہو گیا۔ یہاں کا بیل صورت شکل ڈیل ڈول قد وقامت میں تمام ہندوستان کے بیلوں سے بدرجہا بہتر اور مضبوط ہوتا ہے۔ سلطنت مغلیہ کے زمانے میں جب سے حسین قلی خاں کو جلال الدین اکبر نے یہ شہر جاگیر میں عنایت فرمایا تب سے روز بروز آبادی وعمارات وغیرہ میں یہ شہر ترقی کرتا چلا گیا۔ ابوالفضل اور فیضی علامۂ عصر اسی خاکِ پاک کے رہنے والے تھے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے فاضل درویشانِ کامل یہاں پیدا ہوئے۔"

نامہ نکالنا

اردو

"نامہ نکالنا وہی مشہور عمل ہے جسے عوام اب ناواں نکالنا کہتے ہیں۔ پہلے جو کوئی چیز کھوئی جاتی تھی کسی عامل سے چور کا نام، کبھی صورت، کبھی اتا پتا معلوم کر لیا کرتے تھے۔ پھر کبھی کاغذ کے پرزوں پر، کبھی پانی میں، کبھی آئینہ میں صورت دیکھ کر، کبھی تیر کے ذریعہ سے ہوتا تھا وغیرہ وغیرہ۔ تیر میں یہ بھی اشارہ ہوتا تھا کہ یہی چور کے کلیجے میں لگے۔

دل سینہ میں کہاں ہے نہ تو دیکھ بھال کر
اے آہ کہہ دے تیر کا نامہ نکال کر

ذوقؔ

مطلب یہ ہے کہ اے یار دل سینہ میں کہاں ہے۔ دیکھ
بھال نہ کر ہاں اے آہِ دل تو تیر کا ناواں نکال کر بتا دے
کہ تیرے ہی تو پاس ہے (اے یار)
آزاد [دیوانِ ذوقؔ ۔۱۹۰۳ء]

نانکار
اردو، فارسی الاصل، مذکر، اسم

۱۔ قانون گویوں، پٹواریوں یا زمینداروں کو معاش کے لیے دیا جانے والا روپیہ رقم یا زمین۔
۲۔ ملازمین کو گزارے کے لیے دی جانے والی زمین

نانڈنا (نندنا)
اردو، پراکرت، فعل

سکھ اور سکھڑاپے سے زندگی گزارنا۔ مطمئن اور طویل عرصۂ حیات پانا۔ ہنسی خوشی رہنا سہنا۔ موت و زندگی کے مراحل سے بحسن و خوبی عہدہ برآ ہونا۔

نانَدنا
(نانَدھنا، نندن، نندھانا)
اردو، پراکرت، فعل

شروع کرنا، ابتداء کرنا، آغاز کرنا

کہتا ہے میرؔ سانجھ ہی سے آج دردِ دل
ایسی کہانی گرچہ نندھی ہے تو سو چکے
میرؔ [دیوان دوم]

نانُواتے (ننواتے)
پشتو، روہیل کھنڈی، اردو

افغانستان میں دستور ہے کہ کسی شخص کو دوسرے سے کوئی بات منوانا ہوتی ہے تو اس کے گھر پر دھرنا دے کر بیٹھ جاتا ہے اور اس وقت تک نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے جب تک گھر

والا درخواست قبول کرنے کی حامی نہ بھر لے۔ دستور کے موافق اس قسم کی درخواست کا قبول کرنا فخر و مباہات ہی کا سبب نہیں ہوتا بلکہ ضروری بھی ہے۔ یہ ستیا گرہی وہاں نتواتے کہلاتا ہے۔

رام پوری مستورات بھی کسی طرح نہ سننے والی یا والے سے کہا کرتی ہیں کہ "کیا نتواتے یا نانواتے بھیجوں تب منوگی۔" عرشی

نانواں

برج، اردو

۱۔ دام، پیسے، زیرگاری، چھوٹے سکے

نانواں چکانا: حساب بے باق کرنا، پیسے ادا کرنا، نواح آگرہ میں نانواں عام لفظ ہے۔

۲۔ نام: دیکھیے نامہ نکالنا

ناہ

اردو، پراکرت، مذکر، اسم

مالک، آقا، خداوند، شوہر

نایِکا

اردو، سنسکرت الاصل، مؤنث، اسم

نایک کی جورو، دوشیزہ، حسینہ

کسی ڈرامے یا قصے کی ہیروئن جو تین اقسام کی ہوتی ہیں:

سَوِکیہ: جو صرف اپنے شوہر سے محبت کرے

پَرَکیہ: جو غیر شخص سے محبت کرے

۳۔ سَامانِیہ: جو دولت کی لالچ سے محبت کا اظہار کرے

قحبہ خانہ کی مالکہ کو بھی نایکہ کہتے ہیں

نبٹنا (نبڑنا، نپٹنا)

ہو چکنا، تمام ہونا، ختم ہونا، پورا ہونا، برباد ہونا

نپٹ

اردو، کھڑی بولی

خالص، بالکل، سراسر، مطلق، قطعی

برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پراک قہر ہے اُمس
نظیر

''یہ بڑھا نپٹ بہرا ہے۔''

نِتَنْب (نتمب)

اردو، سنسکرت الاصل، مذکر، اسم

نتمب، سرین (عورت کی)

نجھانا

غور کر کے دیکھنا، اچھی طرح دیکھنا، قریب سے دیکھنا

نجھول

اردو، برج، مذکر، اسم وصفت

چال کا پکا، پیر کا سچا، اطمینان اور اعتماد سے چلنے والا ہاتھی۔ قدم بقدم بردباری سے چلنے والا ہاتھی

ہر ایک بھوک سے سوئے عدم روانا ہے
اب اس کو خواہ تو پایل سمجھ لیں خواہ نجھول
سودا [ویرانی شاہجہان آباد]

نَخلِ ماتم

اردو، فارسی، مذکر، اسم

ا۔ بیری

۲۔ تابوت

(۱۴۶)ایک سو چھیالیس

پڑا ماتم اس باغ میں بسکہ سخت
ہوئے نخلِ ماتم تمامی درخت

میر حسنؔ [سحر البیان]

ندامت
اردو، عربی الاصل، مؤنث

''ندامت فعلِ مرتب پر ہوتی ہے ترجمہ اس کا پشیمانی۔ حضرت یوسفؑ کو ندامت کیوں ہو مگر خجالت اس کا ترجمہ ہے شرمندگی۔''

غالبؔ [بنام عبدالغفور سرور]

نِدان
اردو، برج، متعلق فعل

مجبوراً، آخرکار، بعد میں، پیچھے، بالآخر، نتیجتاً، بہرحال، سب کے بعد، آخیر میں، خلاصتاً، سخت و شدید حالت میں، نفس الامر

غم فراق میں جینے سے جو ہم اکتائے
ندائے یار کے کوچے میں جاکے کام آئے

نظیرؔ اکبرآبادی

نِدان قرض میں بنیوں کی دی سپر تلوار
گھروں سے اب جو نکلتے ہیں لے کے وہ ہتھیار
بغل کے بیچ میں تو سونٹا ہے ہاتھ میں کچکول

سوداؔ [ویرانی شاہجہان آباد]

رہے گا حال اگر ملک کا یہی ندان
گلے میں تاشا کہاروں کے پالکی میں ڈھول

سوداؔ [ویرانی شاہجہان آباد]

نذر بدنا
اردو محاورہ
نذر ماننا، شرط بدنے کی طرح
میرؔ کے کلام میں ملتا ہے

یہ نذر بدی ہے میں کعبہ سے جو اٹھتا ہوں
بت خانہ میں جاؤں گا زنار بندھاؤں گا
میرؔ [دیوانِ چہارم]

نَر ناری
زن و مرد

نِرمُوہی/نِرموُہی
(نِر: نفی کا)
نامہربان، سنگ دل، بے رحم

نِرنے
قدیم اردو، برج، اسم، صفت
(سنسکرت، نِر، اَن یعنی بے اناج)
نہار منہ، صبح دم بغیر کچھ کھائے پیے
''نِرنے منہ مولی نہ کھا طبیعت اتھل پتھل ہوگی۔''

نِرْوان
بجھا ہوا، ٹھنڈا کیا ہوا، منقطع کیا ہوا، معدوم، نجات اخروی،
مزید پیدائش سے نجات دیا ہوا۔

نِس (نِسا)
اردو، سنسکرت الاصل، مونث، اسم
(نِش) رات، شب
نِساچَر: بھوت، ڈاکو، چور، رات کو چلنے پھرنے والا

نِستارا
اردو، سنسکرت الاصل، مذکر، اسم
عبور، تصفیہ، برکت، بخشش، نجات، تطہیرِ گناہ، آزادی،
نجاتِ اخروی

(۱۴۸) ایک سو اڑتالیس

اسی کلمے سے ہم تم سب گنہگاروں کا چھٹکارا
اسی کلمے سے ہوگا دین اور دنیا میں نِستارا
نظیر

نِستارنا — بچانا، آزاد کرنا، گناہ بخشنا، روح کو آواگون کے چکر سے نجات دینا
اردو، فعل

نُسخہ — ۱۔ ترکیب، ترتیب، داؤ، تدبیر
اردو، عربی، مذکر، اسم
۲۔ چلتا پرزہ، چالاک

اپنی نادانی نہ سمجھے کہ تو کیا نسخہ ہے
آدمی بھی کسو دانا کا لکھا نسخہ ہے
میر [واسوخت]

عام اور معروف معنی کے علاوہ ایک اصطلاحی معنی بھی ہیں۔ یعنی اگر عبارت میں ایک لفظ دوسرے لفظ کا بدل ہو اور قائم مقام ہو سکے تو اس کو نسخہ کہتے ہیں۔

بیدل کا ایک شعر اور اس کی تشریح جناب مولانا مولوی حامد حسن صاحب قادری ؒ (و۔۱۹۶۴) کے الفاظ میں دیکھیے بیدل کا شعر ہے:

دریں گلشن چوگل یک پرزدن رخصت نمی باشد
مگر از رنگ یابی نسخہ بال افشانی مارا

"اس گلشن (باغ عالم) میں گل کی طرح ایک بار پر مارنے

(۱۴۹)ایک سوانچاس

کی بھی فرصت نہیں ہے۔ بس رنگ اڑنے کو ہماری بال افشانی کاایک نسخہ سمجھ لو۔ یہاں ہمارا رنگ اڑتا ہے بس اسی کو ہماری پُر افشانی کہہ لو۔ جس طرح کسی عبارت میں ایک لفظ دوسرے لفظ کا نسخہ کہلاتا ہے یعنی اس کا قائم مقام ہوتا ہے اسی طرح ''رنگ اڑنا'' گویا پر مارنے کاایک نسخہ ہے رنگ اڑنے کو بال افشانی قرار دینا کس قدر نازک ہے۔''

(خطوط قادری)

نسینی

اسم، مؤنث

لکڑی کی سیڑھی، زینہ

نشاءتین

اردو، عربی الاصل، مذکر

(نشاءَ، اٹھنا، پیدا ہونا، بڑھنا، نشأت: دنیا عالم)

دونوں عالم، دنیا اور عُقبیٰ

مستی میں ہم کو ہوش نہیں نشأ تین کا
گلشن میں اینڈتے ہیں پڑے زیرِ تاک ہم

میر

نشاخاطر رکھنا

اردو محاورہ

''آپ نشاخاطر رکھیں''، یعنی آپ بالکل مطمئن رہیں۔

یہ محاورہ اکبر آباد (آگرہ) اور نواح میں آج بھی اسی طرح بولتے ہیں۔ دوسرے علاقوں کی بولیوں سے حذف ہوگیا اور لوگ اس سے ناواقف ہوگئے۔
ماہر القادری بدایونی نے بھی اس سے ناواقفیت کا ثبوت

دیا ہے اور لکھا کہ اصل محاورہ نشاطِ خاطر رکھنا ہے۔ یہ بات مطلقاً بے اصل اور غلط ہے۔ محاوروں میں قیاس کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔

نعُوظ
اردو، عربی الاصل، مذکر، اسم

[نَعَظَ: سخت ہونا، کھڑا ہونا]
عضوِ تناسل کی ایستادگی

نَفَر
عربی الاصل، اردو، مذکر، اسم

یہ لفظ اردو میں کمینوں کے معنی میں مستعمل ہے۔
نَفَر بفتحتین عربی میں تین سے دس آدمیوں کے گروہ کو کہتے ہیں۔ اردو میں سائس کو اور نفرا کمینے کو کہتے ہیں۔ اوسکی جمع انفار عربی طور پر ہندیوں کی تراشی ہوئی ہے۔
پروفیسر سید عبداللہ بلگرامی [حل غوامض ۱۵۵۸ء]

سدا گرم انفار سے اون کی صحبت
براک رند و اوباش سے ان کی ملت
مسدس حالی

نَکال
اردو، عربی الاصل، مذکر، اسم

سخت تعزیر

نِکَسنا (فعلِ لازم)
نِکسانا (فعل متعدی)
ہندکو، اردو،

(یہ ہندکو لفظ ہے، پشاور کے نواح میں مروج اردو کے ابتدائی دور میں وہیں سے اردو زباں دانوں کے ہاں داخل ہوا۔

(۱۵۱)ایک سوا کاون

اس کا سنسکرت سے علاقہ نہیں۔ پلیٹس نے نکسنا کا فعل متعدی نکالنا بتایا ہے جو غلط ہے۔ اس کا فعل متعدی نکسانا ہے۔۱۲)

نکلنا، چلنا، جاری ہونا، باہر آنا

ترے تل سوں مجھے نت مینہ کا سودا ہے اے ظالم
عجب نہیں ہے اگر تو تیل نکساوے مرے سرسوں

محمد احسن احسنؔ [دور اوّل کے شاعر]

''میر سوز مرحوم نے اپنا مطلع پڑھا:

نہیں نکسے ہے مرے دل کی اُپا ہے گاہے
اے فلک بہرِ خدا رخصتِ آہے گاہے

مرزا رفیع سوداؔ سن کر بولے میر صاحب! بچپن میں ہمارے ہاں پشور کی ڈومنیاں آیا کرتی تھیں۔ یا تو جب یہ لفظ سنا تھا یا آج سنا۔ میر سوز بچارے ہنس کے چپکے ہو رہے......''

آزادؔ [آب حیات، لاہور، ۱۹۱۳ء]

نِکھارنا · میل چھانٹنا، صاف کرنا

نِکھرب · دس کھرب کی تعداد
زیادہ، طویل، پست

نگینِ عاشق و معشوق

انگوٹھی میں نگینہ جڑنے کے خانے میں بجائے ایک کے دو نگینے جڑے جاتے ہیں۔ ان نگینوں کو اور ایسی انگوٹھی کو ''نگینِ عاشق و معشوق'' کہتے ہیں۔

نگینِ عاشق و معشوق کے رنگ
جدا رہتے ہیں ہم وے، ایک گھر میں
میر [دیوان سوم]

نم/نمی

فارسی الاصل، پشتو، اردو

اردو میں نم بمعنی تر، گیلا، اور نمی بمعنی تری اور گیلا پن، رطوبت مستعمل ہے۔ شاعری میں دیدۂ نم، چشم نم، عام اصطلاحیں ہیں اور فصیح سمجھنی چاہیں۔

''نم کے متعلق جلال فرماتے ہیں کہ سخن ورانِ ہند اس لفظ کو بمعنی تر استعمال کر جاتے ہیں۔ مثلاً چشمِ تر اور دیدۂ تر کے مقام پر چشمِ نم اور دیدۂ نم لاتے ہیں۔ یہ استعمال درست نہیں معلوم ہوتا کس واسطے کہ کلامِ ثقاتِ شعرائے پارس سے لفظ نم بمعنی تر نہیں مستفاد ہوتا بمعنی تری پایا جاتا ہے۔''

عرشی [بات]

مولانا عرشی فرماتے ہیں ''کہ ایران میں چاہے نہ ہو لیکن پشتو میں نم کو تر اور تری دونوں معنوں میں استعمال کرتے ہیں اور اسی لیے نمی بمعنی تری بھی بولتے ہیں۔''

عرشی [بات۲]

نمازی کا ٹکا

مکافاتِ عمل، بدی کا بدلہ، وہ بات جس کا بدلہ کہیں نہ کہیں ضرور مل کر رہتا ہے۔ فعلِ بد اور اس کی سزا

مولوی سید احمد صاحب دہلوی لکھتے ہیں:

''کہتے ہیں کہ ایک شریر لڑکا نماز پڑھتے میں لوگوں کی ٹانگیں گھسیٹ لیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ جب اس نے سجدہ کرتے وقت کسی نمازی کی ٹانگ گھسیٹی تو اس نے سرزنش کرنے کی بجائے سلام پھیر کر چپکے سے ایک ٹکا اس کے حوالے کیا تاکہ یہ مزہ پڑ جائے تو کبھی یہ سزا بھی پائے۔ اسے تو چاٹ لگی ہوئی تھی۔ اتفاق سے ایک جلاد پٹھان کے ساتھ بھی یہی حرکت کی۔ اس نے سلام پھیرتے ہی تلوار نکال کر اس کی گردن اڑا دی۔ پس جب سے یہ محاورہ زبان زدِ خاص و عام ہو گیا کہ میاں یہ تو نمازی کا ٹکا ہے۔ ہمیں ستالو گے تو کیا ہوگا دوسری جگہ اس کی سزا پاؤ گے۔

نمک بندی

اردو، فارسی الاصل، مؤنث، مذکر

[جراحی کی اصطلاح]

زخم پر نمکیات لگا کر اور پٹیاں باندھ کر مندمل کرنے کا عمل

تربندی، خشک بندی، نمک بندی ہو چکی

بے ڈول پھیلتا سا چلا ہے فگارِ دل

میر [دیوان پنجم]

سب زخم صدر ان نے نمک بند خود کیے
صحبت جو بگڑی اپنے میں سارا مزا گیا
میرؔ [دیوانِ ششم]

ننانواں

(نہ۔ناؤں) (نانواں: ناؤں والا)
بے نام کا، عورتیں بدشگونی کی وجہ سے ہیضے کو ننانواں کہتی ہیں۔ جیسے بلی کو جلے پاؤں کی کہتی ہیں۔

نِنْدا سا

خواب ناک

نَوّاب

اردو، عربی الاصل، مذکر، اسم

(عربی نائب کا صیغۂ مبالغہ)
صحیح تلفظ واو کی تشدید سے ہے۔ لیکن عام طور پر بغیر تشدید کے خواص وعوام میں رائج ہے۔
نئے نواب: ''یہاں دلی میں ایک اصطلاح نئے نوانی۔ دنیا اسی واسطے ہے، روپیہ ساتھ ساتھ نہیں جاتا۔ آپ کے باوا کیا لے گئے جو آپ لے جائیں گے۔ غرض کہ بندہ آج تک تین نئے نواب دیکھ چکا ہے۔ ایک تو کھتری ٹوڈرمل لاکھ روپے کا آدمی تھا۔ پان سات برس میں سب کچھ کھو کر شہر سے نکل گیا اور مفقود الخبر ہو گیا۔ دوسرا ایک پنجابی لڑکا سعادت نام، پچاس چالیس ہزار روپیہ کھو کر تباہ ہو گیا۔ تیسرا خان محمد نام سعد اللہ خاں کا بیٹا کہ وہ بھی بیس

پچیس ہزار روپیہ لٹا کر اور بگھیوں پر چڑھ کر اب جوتیاں چٹخاتا پھرتا ہے۔"

نِوارُنا — روکنا، منع کرنا، باز رکھنا، اٹکانا

نُوانا — جھکانا، نیچے کرنا، قابو میں لانا

نوتھاری — برادری کے لوگ جو شادی میں نوتے کے طور پر کچھ دیتے ہیں اور اس کا بدلہ ہوتا ہے وہ نوتھاری کہلاتے ہیں۔ اور جو عوض نہیں لیتے وہ بھاتی کہلاتے ہیں یہ لوگ ننھیال کے ہوتے ہیں۔[محاورات ہند ۱۸۹۰ء]

نُوگا — ناؤ، کشتی، ڈونگی

نوکیسہ
فارسی الاصل، اردو، مذکر، اسم وصفت — نودولتیا، وہ شخص جو پشتینی رئیس نہ ہو۔
جس نے نئی دولت و مال پایا ہو اور کم ظرفی کا مظاہرہ کرتا ہو

نَوْل
عربی، اردو — بحری جہاز کی لدائی، کرایہ، ناؤ، کشتی، جہاز کا کرایہ، خرچ، باربرداری کی اجرت، معاوضہ
"اگر تھوڑی سی جگہ بیٹھ رہنے کو دو اور اس کا نول مقرر کرو تو میری خاطر جمع ہو۔"
میرامن [باغ و بہار، لندن ۱۸۵۱ء ص ۱۷۰ سرگزشت

(۱۵۶)ایک سو چھپن

آزاد بخت پادشاہ کی]

''سوداگروں نے ایک کوٹھری میرے تحت کردی میں نے
اس کے نول کا روپیہ بھر دیا۔''

میر امن [باغ و بہار، لندن ۱۸۵۱ء ص ۱۷۰ سرگزشت
آزاد بخت پادشاہ کی]

نِہالی
فارسی الاصل، مؤنث، اسم

گدا، قالین چہ، روئی بھرا ہوا ریشم کا گدا
ریشم کی نرم نہالی پر سوناز و ادا سے ہنس ہنس کر
نظیرؔ [موسم زمستاں]

نُہٹّا
مذکر، اسم

ناخن یا پنجے سے ڈالا نشان
کوئی اپنے آشنا سے کر ناز کا چھٹا
کہتی ہے ہنس کے کافر چٹکی لے یا نہٹّا
نظیر اکبر آبادیؔ

نِہُرنا/نِہَرنا
(نِہُڑنا، نیوڑھانا، نیہوڑانا)

جھکنا، جھکانا، نیچے کرنا

نِہوُرا
اردو، سنسکرت الاصل، مذکر، اسم

ناخن تراشنے کا لوہے کا آلہ
۱۔ بھلائی، نیکی، احسان
۲۔ ضد، نیاز
۳۔ منت سماجت، عاجزی، خوشامد

کہا شاہزادی نے ہنس کر یوں
پیوں میں کسی کے نہورے سے کیوں
میر حسن[سحر البیان]

نیارا(نیاری)
اردو، کھڑی بولی، صفت

علیحدہ، الگ، جدا، ہٹا، مختلف
سکھ دکھ پرتی دن سنگ ہے میٹ سکے نہیں کوئے
جیسے چھایا دیہہ کی نیاری نیک نہوئے
(ترجمے کے لیے دیکھیے نیک)
للولال جی[لطائف ہندی کلکتہ ۱۸۱۰ء]

نیازا
اردو، فارسی، مذکر، اسم

(فارسی نایزہ کی تخریب)
ڈنڈا، عضو تناسل، ڈنڈی

نیاؤ
اردو، برج بھاشا، مذکر، اسم

انصاف، عدل، داد
''امیر شیر علی جیسا محتسب اور مولوی جامی جیسا مفتی کہاں سے لاؤں جو نیاؤ کرے اور کاذب کو سزا دے۔''
غالب[خط بنام حبیب اللہ ذکاء]

نیر
اردو، سنسکرت، مذکر، اسم

پانی، جل، رس، آب، چمک، رونق، تیزی

نیرج(نی رج)

ہر وہ چیز جو پانی میں پیدا ہو۔ کنول، موتی وغیرہ

نِیک
اردو برج، کھڑی بولی، متعلق فعل

ذرا، ذرا بھی، تھوڑی دیر بھی، تھوڑا، تھوڑی

سکھ دکھ پرتی دن سنگ ہے میٹ سکے نہیں کوئے
جیسے چھایا دیہہ کی نیاری۔ نیک نہوے

للولال جی [لطائف ہندی ۱۸۱۰، کلکتہ]

ترجمہ: سکھ دکھ ہر وقت ساتھ لگا رہتا ہے کوئی اسے مٹا نہیں سکتا، جس طرح سایہ جسم کا ذرا بھی جدا نہیں ہوتا۔

نیک

اچھے بھلے کے معنی میں عام لفظ ہے۔ لیکن برج کے علاقہ میں نیک بمعنی تھوڑا، ذرا، ذرا بھی، تھوڑی دیر، نہایت قلیل مقدار کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ آگرہ کی عام بول چال میں آج تک اپنے اصل معنی میں مستعمل ہے۔

نِیگ

بیاہ یا خوشی کے موقع پر رشتہ داروں کو کچھ دینا

نیل بگڑنا

قسمت بگڑنا، مصیبت پڑنا

یہ رنگ ڈھنگ آج سے افلاک کے نہیں
ایسا ہی کچھ قدیم سے بگڑا یہہ نیل ہے

مرزا علی نقی

نیل کا ماٹھ بگڑنا
اردو محاورہ

نیل (فارسی)

ماٹھ رماٹ: مٹکا۔ مٹی کا بڑا برتن۔ نیل تیار کرنے کا حوض

(۱۵۹) ایک سوانسٹھ

بے پر کی اڑانا، افواہ پھیلانا
انگریزوں میں یہ عقیدہ تھا کہ اگر ان کے نیل کا مٹکا یا حوض جس میں رنگ تیار کریں اس میں رنگ بگڑ جائے تو کوئی جھوٹی خبر پھیلانے سے رنگ درست ہو جاتا ہے۔

نیم کی مستی

بعض درختوں سے رس سارستا ہے اور پھر جم جاتا ہے۔ اس طرح نیم کی رطوبت رِس رِس کر جم جاتی ہے اس کو نیم کی مستی کہتے ہیں اس کے طبی فوائد ہیں غالب نے اپنے ایک خط میں لکھا ہے کہ جو نادراتِ غالب مرتبہ سید آفاق حسین میں شائع ہوا ہے۔
تم نیم کی مستی پیا کرو۔ یعنی بعضاً نیم رستا ہے اور اس میں ایک رطوبت نکل کر جم جاتی ہے۔ اسے نیم کی مستی کہتے ہیں۔ سبیل اس کی یہ ہے کہ دو پیسے بھر سے شروع کرو اور پانچ ماشہ بڑھاتے جاؤ۔ جب پانچ تولہ پر آ جاؤ تو تھم جاؤ۔"
غالب [۱۲۔ نادرات]

نیمہ

اردو، مذکر، اسم

نصف، آدھا
دربار مغلیہ کے امراء کے لباس کا ایک حصہ، نیمے سے مراد کہنیوں تک آدھی آستینوں کا شلوکا تھا اور سینے پر سامنے اس میں گھنڈیاں لگائی جاتیں۔ اس کو نیچے پہن کر اس کے

اوپر جامہ پہنا جاتا۔ (گزشتہ لکھنؤ)

نیل — سو کھرب کی تعداد، نیلا رنگ

نیو — ۱۔ بنیاد، جڑ، اساس
اردو، برج — ۲۔ جُھکنا، مڑنا، نیچے ہونا

نیو چلنا — جھک کر چلنا، بطورِ عاجزی اور شرمندگی کے

قدکش چمن کے اپنی خوبی کو نیو چلے ہیں
پایا پھل اس سے آخر کیا سرو نے اکڑ کر
میر

نیوتا — دعوت کا بلاوا

نیہَر — میکا، بیاہی عورت کے والدین کا گھر

نیہہ — پیار، دوستی، محبت، عشق، روغن

نیارا — علیحدہ، الگ، الگ کرنا یا ہونا، نادر، عجیب
سونے یا دوسری قیمتی دھات کے ذروں کو ریت سے الگ کرنے کے بعد جو باقی بچتا ہے اس میں سے بھی قلیل مقدار میں وہ قیمتی دھات حاصل کی جا سکتی ہے، اس سبب

سے اسے نیارا کہتے ہیں۔

(۱۶۱) ایک سو اکسٹھ

نیاریا

وہ شخص جو سونے چاندی نکالی ہوئی ریت کو خرید کر مزید اس میں سے قیمتی ذرات کو حاصل کرتا ہے۔ سنار کی راکھ یا پرانے زری گوٹے کو لے کر اس میں سے بھی قیمتی ذرات حاصل کرنے والا۔

چالاک، عیار، ہوشیار

و

وَجُرنگ
دیکھیے بجرنگ

وِچلُنا
دیکھیے بچلنا

وِدَرْبھُ
اردو، سنسکرت الاصل، مذکر، اسم معرفہ
ایک ضلع اور شہر کا نام جسے اس وقت ناگپور یا برار کہتے ہیں

وَرَق داغ
فارسی، اردو، مذکر، اسم
عدد یا ہندسۂ شمار جو ورق کے اوپر لکھتے ہیں

ورق داغی کرنا: ورق پر اس کا شمار یا عدد لکھنا

''نعمتِ خاں عالی گوید

دفترِ لالہ تمامی بورق داغِ من ست
بادلِ خوں شدۂ خویش حسابے دارم''

[منتخب النفائس، کانپور، ۱۲۸۵ھ]

وِرَکُت
دیکھیے بِرَکُتُ

وَرْکھاسَنْ
دیکھیے برکھاسن

وَغشَت
اردو،عربی الاصل،مؤنث،اسم

(وعشۃ)
تھل تھل کرتی ہوئی موٹی عورت

وقوف
اردو،عربی الاصل،مذکر،اسم

اطلاع،علم،معلومات،خبر

وقوف دینا

ہوشیاری کی باتیں سکھانا

تو وہ ہے کہ سب کے تئیں دے وقوف
کدھر دل گیا تیرا اے بے وقوف

میر حسن [سحرالبیان]

ولایت
اردو،عربی الاصل،مؤنث،اسم

۱۔ولی اللہ ہونا
۲۔ایک بادشاہ کی سلطنت
۳۔غیر ملک،دساور
۴۔انگریزی عہد سے پہلے ولایت سے مراد افغانستان، ایران، ترکستان وغیرہ ممالک تھے اور وہاں کے لوگ ولایتی کہلاتے تھے۔

''ایک ولایتی نے کہ زمرۂ اہلِ سیف میں معزز ملازم تھا عجب تماشا کیا۔یعنی سودا نے اس کی ہجو کہی اور ایک محفل میں اس کے سامنے ہی پڑھنی شروع کر دی ولایتی نے پیش قبض کمر سے کھینچ کر ان کے پیٹ پر رکھ دی اور کہا نظم خودت گفتی حالا ایں نثر را گوش کن۔الخ''

محمد حسین آزاد [آبِ حیات۔حالِ سودا]

(۱۶۴) ایک سو چونسٹھ

والایت کے میوے دھرے ہر طرف
کہ لے جاوے بو ان کی گل پہ شرف
میر حسن [سحر البیان]

آغا وہ ہیں جو تازہ والایت سورات کو
مطرب کو ڈوم کہتے ہیں بولے کہ دوم ہے
انشاء

وِستار (بِستار) — پھیلاؤ، کشادگی، چوڑائی، وسعت

وَطَبْ — جمع اواطب
اردو، عربی، مذکر، اسم، مؤنث — دودھ کی بوتل، دودھ کا مشکیزہ

وَمَن — دیکھیے بَمَن

وہ پانی ملتان گیا — بمعنی موقع جاتا رہا۔ مولوی سید احمد صاحب دہلوی نے ذوق ہی کا ایک شعر دیا ہے اور محاورے کے سلسلے میں ایک حکایت درج کی ہے:

پنجاب میں بھی وہ نہ رہی آب و تابِ حسن
اے ذوق پانی اب تو وہ ملتان بہہ گیا

اصل میں یہ ایک مشہور حکایت کی طرف تلمیح ہے۔ جس کا قصہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب گورکھ ناتھ بھگتی ریداس بھگتی کے پاس آیا تو اس وقت تشنگی کے غلبہ سے

پانی مانگا۔ پھر دل میں سوچا کے ریداس ذات کا چمار ہے
اس کا پانی کیا پیوں۔اس خیال سے پانی تونبے میں تو بھر
لیا مگر پیا نہیں اور اِدھر اُدھر کی باتوں میں اس بات کو ٹال
کر چلا گیا۔ وہاں سے کبیر صاحب کے پاس آ بیٹھا۔
یہاں بھی باتوں میں مشغول رہا۔ اتفاق سے کبیر کی بیٹی
کمالی نامی نے وہ پانی اٹھا کر پی لیا۔ جس کے پیتے ہی
تین لوک یعنی اکاس لوک، مرت لوک، پتال لوک کا حال
اس پر کھل گیا۔

جس وقت گورکھ ناتھ پر یہ بات کھلی کہ اس پانی کے پینے
سے کمالی کو اتنا بڑا درجہ مل گیا تو اس وقت وہ اس پانی کے
نہ پینے سے بہت ہی پچھتایا۔ آخر کار ریداس کے پاس
دوبارہ آیا اور پھر پانی مانگا، داس اپنی بھگتی کے بل سے
جان گیا تھا کہ گورکھ ناتھ نے اس وقت اپنے اِبھمان یعنی
غرور کے سبب پانی نہیں پیا۔ اب اس کے واسطے پھر
خواستگار ہے۔ اس عرصہ میں کمالی کے سسرال والے
بنارس آئے اور اسے ملتان جہاں اس کی سسرال تھی لے
گئے۔ پس ریداس نے گورکھ ناتھ کی بدقسمتی پر یہ دوہا پڑھا:

پیاوے تھے جب پیا نہیں تب تم نے ابھمان کیا
بھولا جوگی پھرے دوانہ وہ پانی ملتان گیا

کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ریداس، کمال، کبیر، یہ
تینوں رامانند کے چیلے تھے۔ اور یہاں کمالی کبیر کی بیٹی لکھا

ہے جس کی صحت میں کلام ہے۔ بعض لوگوں کا بیان ہے
کہ کوئی نجومی کسی صاحب کمال درویش کے پاس اپنی مراد
کے واسطے گیا تھا۔ چناں چہ درویش کو اس پر رحم آیا اور اس
نے اپنا جھوٹا پانی پی جانے کو دیا اس نے گھن کھا کر نہ پیا۔
اتفاق سے وہیں ایک لڑکی بیٹھی کھیل رہی تھی۔ جس کی
نسبت ملتان میں ٹھیری تھی فقیر نے اس کی طرف اشارہ کیا
وہ غٹا غٹ پی گئی۔ جس کے سبب وہ صاحب تاثیر ہوگئی۔
نجومی یہ بات سن کر پھر آیا اور وہی سوال کیا کہ میری مراد
پوری کیجیے، اس وقت درویش کے منہ سے یہ فقرہ نکلا اور
جب ہی سے یہ مثل ہوگئی۔

چت کر مانگا ہت کر دیا تیرے من گلیان گیا
بھولا نجومی پھرے دوانہ وہ پانی ملتان گیا

یعنی اب وہ بات جاتی رہی جب تو گھر بیٹھے مراد پوری
ہوتی تھی اب ملتان جا کر تیرا کام بنے تو بنے۔ اصل
میں ہندوستانیوں کے اعتقاد نے یہ گھڑت کر لی ہے۔

وِیر

پشتو، روہیل کھنڈی، اردو

(وِ۔ے۔ر)
پشتو میں ویر بیائے مجہول رونے پیٹنے اور سینہ کوبی کو کہتے
ہیں۔ روہیل کھنڈی بھی استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں
''ارے یہ کیا ویر ڈالا ہے۔'' یا ''ہاں تو ایسا ویر پڑا ہے کہ
خدا کی پناہ۔''

عرشی

وِیسَاچ	ویسے ہی، اسی طرح، فوراً
وِیشیا	کسبی، طوائف

ھ

ہاتھ میں ٹھیکرا ہونا

بھیک مانگنے لگنا، کاسۂ گدائی ہاتھ میں لینا، فقیر ہونا
اس محاورے میں بھیک کا ٹھیکرا ہاتھ میں ہونا یا لینا بھی بولتے ہیں۔ مراد وہی ہے، مانگتے پھرنا
مولوی سید احمد صاحب دہلوی نے یہ لطیفہ مرزا غالب کا لکھا ہے:

''مرزا اسد اللہ خاں غالب کو جہاں اور شوق تھے وہاں حقہ بھی بکثرت پیتے تھے۔ ایک دفعہ حسب معمول نہایت تنگ دست ہوئے۔ کئی مہینے تک چلم بردار کو تنخواہ نہ دے سکے۔ وہ جس وقت چلم بھرنے آگ کے ٹھیکرے کے پاس گیا تو آپ ہی آپ بڑبڑانے لگا، جب چلم بھر کر لایا تو حضرت نے اس سے پوچھا کہ میاں آج تم ٹھیکرے سے کیا باتیں کر رہے تھے۔ اس نے عرض کیا کہ حضور کچھ نہیں یہ کہہ رہا تھا کہ آج چار مہینے ہو گئے تنخواہ نہیں ملی دیکھیے کیوں کر کام چلتا ہے۔ مرزا نے پوچھا پھر بھئی ٹھیکرے نے اس کا کیا جواب دیا۔ چوں کہ ایک تو وہ ایسے لائق کا ملازم دوسرے خود بھی طباع اور زکی تھا عرض کیا کہ حضرت اس نے کہا کہ میں تیرے ہاتھ میں ہوں گا اور تو گلی گلی کی سیر کرتا طرح طرح کے لقمے کھاتا پھرے گا۔ مرزا صاحب کو یہ لطیفہ پسند آیا۔ ایک دوست کے سامنے بیان فرما کر اس کی تنخواہ دلوادی۔''

ہار

اردو، برج اور کھڑی بولی، حرف

مرکبات میں جز وثانی کے طور پر استعمال ہو کر فاعل کا کام کرتا ہے۔ یعنی بطور لاحقہ استعمال ہوتا ہے۔

بہار آئی نہ دیکھن ہار آیا
انار آیا نہ چاکھن ہار آیا
خسرو

دیکھن ہار: دیکھنے والا
چاکھن ہار: چکھنے والا
سرجن ہار: دنیا کو پیدا کرنے والا
خالق باری سرجن ہار

ہاڑ

اردو، مذکر، اسم

۱۔ہڈیاں، استخواں
۲۔ڈھانچہ

لازم ہے کیا چھوڑنا ہر ایک ہاڑ کا
زور آوری سمجھ کے مزا اپنی ڈاڑ کا
سودا

گلے کا ہاڑ: گلے میں پھنسی ہڈی، جان کا آزار، دکھ اور تکلیف کا باعث
ہاڑنا: (فعل) تولنے کے وزن اور باٹوں کے درست ہونے کا امتحان کرنا، ترازو کے پلوں کے برابر ہونے کی آزمائش کرنا

باڑی

اردو، کھڑی بولی، مذکر، اسم

۱۔ ہڈیاں، پرانے کپڑے، از کار رفتہ برتن اور اشیاء جمع کرنے والا۔

۲۔ کباڑیا

ہال

اردو، برج ، مونث، صفت

متعلق فعل

۱۔ جھٹکا، ہچکولہ، دھکا، حرکت

۲۔ ترت، فوراً، ابھی

جلدی سے، تیزی سے، بسرعت

نواح آگرہ میں آج تک فوراً آیا، جلدی آیا وغیرہ کے معنی میں ابھی ہال آیا کہتے ہیں اور ہال کا لفظ دوسرے مواقع پر فوراًاور جلدی کے معنی میں مستعمل ہے۔

جانیں ہیں فرشِ رہ تری مت ہال ہال چل

اے رشکِ حور آدمیوں کی سی چال چل

میر[دیوان اول]

ہونا ایسا کہ اپنی چال چلے

دوڑے اچھے کہ ہال ہال چلے

سودا

۳۔آلہ جس سے تار کھینچتے ہیں

زر دار اٹھ گئے ہیں تو بنیئے سرک گئے

چلنے سے کام تارکشوں کے بھی تھک گئے

کیا ہال پتلے کھینچے جو ہو جاوے تار بند

نظیر

هَانڈ نا

اردو، برج، فعل

مارے مارے پھرنا، بھٹکے پھرنا، بے مقصد پھرنا

جب نایک تن کا نکل گیا جو ملکوں ملکوں ہانڈا ہے۔

نظیر [بنجارہ نامہ]

ھبتہ

پشتو، روہیل کھنڈی، اردو

ہائے هَبَتہ، ہائی ہبتہ یا صرف ہبتہ، رام پور میں تباہ و برباد کو کہا جاتا ہے۔ عورتیں بولتی ہیں "فلاں چیز ہائی ہبتہ ہوگئی۔" یا "سارے کپڑے ہبتہ کر لیئے۔"

ہائے ہبتہ بھی پشتو کا ایک مرکب لفظ ہے۔ اس کا ہائے تو مشہور کلمۂ افسوس ہے اور ہبتہ پشتو میں ہیچ و پوچ، بے کار، بے فائدہ کے لیے بولا جاتا ہے۔

عرشی

ہتھ بَلیاں

اردو محاورہ

ہتھ۔ بَل: ہاتھوں کی طاقت

زور آزمائی۔ چیرہ دستی

گریباں شور محشر کا اڑایا دھجیاں کر کر

فغاں پر ناز کرتا ہوں کہ بل بے تیری ہتھ بلیاں

میر

ہَتھنال

اردو، مؤنث، اسم

(ہاتھی۔ نال)

چھوٹی توپ جسے ہاتھی پر لے جاتے ہیں۔

ہَتھِیا
برج، اردو

دھواں دھار مینہ، زبردست بارش

نوراللغات نے دیا ہے "بارش کے چند روز جن میں خوب بارش ہوتی ہے۔"

آگے ان پریوں کے دیکھو تو کئی دیو سیاہ
سب یہ ہاتھی ہیں کہ ہَتھیا کا اٹھا ہے بادل
قدرؔ

ہَتھِیا

فیل باراں

شدے فیل از تیرِ لرزاں چناں
کہ از فیل باراں برہنہ تناں
کلیم

[منتخب النفائس، کانپور ۱۲۸۵ھ]

ہٹ منگل
اصطلاحِ موسیقی

ایک تال جو طبلے اور پکھاوج سے بجتی ہے۔

ہُدّ اتُدّی کرنا
اردو، عربی الاصل فعل

پلیٹس اس کو پراکرت (ہُتّی او) اور سنسکرت (ہُتِک) سے ماخوذ بتاتا ہے جو درست نہیں۔ یہ عربی سے ماخوذ ہے ھدَّ دَوتھدَّ د: دھمکی دینا خوف دلانا۔ (دیکھیے تہدی) للکارنا، باہمی جھگڑانا، ایک دوسرے کو دھمکانا

بَد یانا
اردو، کھڑی بولی، فعل
ہچکچانا، چوکنا ہونا، ڈرنا، بھچکانا

بُرّا
تیزی، پھرتی، عجلت، بھاگ دوڑ، تتر بتر ہونا

بُرّا کرنا
تیزی سے دوڑنا
ہرّا: فرار ہونا، غائب ہونا
گانجا پیئے سے ہوگا تیرا شعور بُرّا
نظیر اکبر آبادی

برار
اردو، برج، صفت
۱۔ خام، ہرا
۲۔ نادر، عجیب، کم یاب

ہربابی
(ہر۔ باب)
۱۔ ہر فن مولا، ہر فن میں طاق، ہر کام سے واقف
۲۔ ہرجائی

بَرُتا
اردو، برج، مذکر، اسم
۱۔ بھاگنے والا، دور کرنے والا، برباد کرنے والا، چور، ٹھگ، اُچکا

بَرُزَہ
اردو، فارسی الاصل، اسم صفت
مختلف مرکبات میں بطور سابقہ بھی استعمال ہوتا ہے
لغو، لایعنی، فضول، آوارہ

ہَرزہ گو

فضول باتیں کرنے والا، گپ شپ اڑانے والا، اُنٹ شنٹ بکنے والا، افواہ باز

ہرزہ گوش

افواہوں پر کان دھرنے والا، لغو، فضول اور لایعنی باتوں میں دل چسپی لینے والا، کانوں کا کچا، غلط سلط باتیں سن کر ان پر یقین کرنے کو تیار

''جوالا سنگھ کل تین بار میرے پاس آیا ہے۔ کچھ ہرزہ گوش آدمی ہے میں نے اسے رقعہ لے کر ایک ایسے شخص کے پاس بھیج دیا تھا جو حاکم کی زبان اور حاکم کے جگر کا ٹکڑا ہے۔''

[غالب نادرات]

ہُرُکنی

(دیکھیے ہڑکنی)

ہَرَن

سنسکرت

جبراً چھین لینا، لے بھاگنا، لوٹ کر بھاگ جانا

ہرن کُھری

اردو

''ہرن کھری ایک گھاس ہے اس کے پتے کی شکل ہرن کے سم سے ملتی ہے اس لیے یہ نام پایا''

جل جائے خاک وحشی چشم بتاں پہ خاک

لیکن ہرن کھری نہ رہے بن ہری ہوئے

ذوقؔ

شعر کا مطلب یہ ہے کہ عاشقِ چشم کے دل میں آگ لگ رہی ہے قبر پر جو سبزہ اُگے گا جل جائے گا۔ ہاں ہرن کھری ضرور رہے گی کہ ہرن کی آنکھیں خوب ہوتی ہیں اور یہ آنکھوں کے عاشق ہیں۔"

آزاد [دیوانِ ذوق ۔۱۹۰۳ء]

ہَرْیان
پشتو، اردو

"دہلی کے عوام حیران کی جگہ ہریان بولتے ہیں۔ یہ اپنی اسی شکل میں پشتو میں مستعمل ہے اور عرصہ ہوا پشتو سے آکر یہاں رواج پذیر ہوا ہے۔ چناں چہ مسوراتِ رام پور میں اس کا چلن عام ہے بلکہ وہ تو "حق ہریان" جو پشتو میں "خالی ہریان" ہے زیادہ مستعمل ہے۔"

عرشی

ہَڑْ
اردو، کھڑی بولی، مؤنث، اسم

۱۔ ہلیلہ: ایک قسم کا چھوٹا پتلا مثل لمبی گھنڈی کے پھل جو دواؤں میں استعمال ہوتا ہے۔
۲۔ اس پھل سے مشابہ لمبی گھنڈی جو زری ریشم وغیرہ کے تاروں سے بناتے ہیں اور کمر بندوں، ازار بندوں، ہاروں اور اسی طرح کی دوسری چیزوں میں آرائش کے لیے لٹکاتے ہیں۔

وہ موتی کا لٹکن زرمد کی ہڑ
لٹک جس کی زیبندہ دستار پر

میر حسن [سحر البیان]

ہَڑ بَڑی
اردو، برج بھاشا، مؤنث، اسم

ہنگامہ، گڑبڑ، شوروشغب، شوروغل، گھبراہٹ، افراتفری

مہندی سے انگلیوں نے کیے خون بے گناہ
آنکھوں میں کھینچ رہا تھا وہ کاجل غضب سیاہ
پڑ جائے جس سے دل میں فرشتوں کے ہڑبڑی
نظیر

ہُڑک
اردو، برج، مؤنث، اسم

ا۔خواہش، شدید جی چاہنا، کسی چیز کی شدید تمنا
۲۔چھوٹا بچہ ماں یا جس سے مانوس ہو اس کی دوری پر جو بے قراری محسوس کرتا ہے اسے بھی ہُڑک کہتے ہیں۔

ہُڑُک
اردو، برج، مذکر، اسم

ایک قسم کا ڈھول یا ڈھولک جس کی شکل ریت کی گھڑی کی طرح ہوتی ہے۔

ہُڑُکنی
اردو، برج، مؤنث، مذکر

ا۔مجامعت کی خواہش سے مغلوب عورت
۲۔پیشہ ور عورت، طوائف

ہَڑْ وا

ہڑ: ہڈی
ہڑوا: مریل، ہڈیوں کا ڈھانچہ

گھولے ہے پوست تیری خاطر رقیب بھڑوا
اب پوستی کرے گا تجھ کو وہ چور ہڑوا
نظیر اکبرآبادی

(۱۷۷) ایک سو ستتر

ہَڑوَاڑ
اردو، کھڑی بولی، مؤنث، اسم

ہڑ، ہاڑ: ہڈی
واڑ: احاطہ، جگہ
۱۔ ہڈیاں رکھنے کا مقام، ہڈیاں دفن کرنے کی جگہ
۲۔ قبرستان
۳۔ خاندانی قبرستان

ہَزارگائیدہ
اردو، فارسی الاصل، مؤنث، اسم

ہزار: گنتی تعداد
گاہیدن: مجامعت کرنا
چھنال، عام طوائف

ہَزارمیخی
اردو، فارسی الاصل، مؤنث، اسم

(ہزار۔ میخ)
چھنال، عام طوائف، بازاری عورت

ہَستِنی

عورتوں کی چار اقسام میں سے چوتھی قسم کی عورت جو ''اننگارنگا'' (ایک کتاب) کے کہنے کے مطابق ہتھنی قسم کی ہوتی ہے، عام طور پر موٹی، مزاجاً شہوت پرست اور ایذا پسند۔ جسم پر بکثرت بال ہوتے ہیں۔

ہِسکا
اردو، برج، مذکر، اسم

۱۔ ریس، نقل، تتبع
۲۔ دعویٰ، مقابلہ
۳۔ رقابت

۴۔تعریف وتوصیف باہمی ایک دوسرے کو سراہنا،

ہسکا ہسکی
مؤنث
''من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو''

ہکا بکا
پشتو، اردو
بمعنی حق حیران، حیران و پریشان
''ہکا بکا بھی پشتو کے ھک پک اور ھکہ پکہ سے بنا ہے۔
جن کے معنی علی الترتیب حیران مرد اور حیران عورت ہیں۔
اہلِ اردو نے ہکہ بکہ کو ہکا بکا کر کے قدرے تغیر کے ساتھ
مرد اور عورت دونوں کے لیے بولنا شروع کر دیا۔''
عرشی

ہلاہل
زہر۔سم

ہلکورا
ہوا سے ہلنا، پانی کی لہر سے ہلنا، ترنگ، موج

ہلّہ
پشتو، اردو، مذکر، اسم
حملہ، دھاوا
''بمعنی حملہ کی اصلیت بھی لغت نویسوں کے علم میں نہیں
آئی۔ یہ بھی پشتو سے آیا ہے۔ صرف لام کی تشدید کا یہاں
اضافہ ہے۔''
عرشی

ہما
اردو، سنسکرت الاصل، مذکر، اسم

(ہِم)
اصل تلفظ میں میم پر صرف زبر ہے
۱۔ چاند، ماہ، آسمان سے گرنے والی برف، سرد موسم، صندل، کافور، کنول، موتی۔
۲۔ (مؤنث) ہندو علم الاصنام کے مطابق عیش و عشرت کے دیوتا کام دیو کی بیوی کا نام۔

ہوا پھرنا
اردو محاورہ

قسمت بدلنا، اچھے دن آنا، نصیب جاگنا

آنے کی اس کے لے کے خبر اب صبا پھری
خوش ہو دلا کہ آج ہماری ہوا پھری

مرزا جان طپش

ہوتا رہے گا
اردو محاورہ

بات کہنے والے پر الٹ کر پڑے۔ کہنے والے پر وبال پڑے۔ عطائے تو بہ لقائے تو

تو یوں گالیاں شوق سے غیر کو دے
ہمیں کچھ کہے گا تو ہوتا رہے گا

میرؔ [ٹیلر۔ ہنٹر ۱۸۰۸ء]

ہُوتے سوتے
اردو، اسم

عزیز رشتہ دار، اقارب، (عموماً برے الفاظ کے مترادف ہے)

(۱۸۰) ایک سواسّی

کہا ہوتے سوتے سے اپنے کہو
فقیروں کو چھیڑو نہ بیٹھے رہو

میر حسنؔ [سحرالبیان]

ہوچنا (واؤ معروف سے)

اردو، برج، فعل

غلطی کرنا، خطا کرنا، بھولنا، نشانے کا خطا کرنا

ہوڑ

بروزنِ گور

اردو، مونث، اسم

معاہدہ، شرط، بازی

ہوڑ بدنا

شرط لگانا، بازی بدنا

کھڑے ارنے ہوتے ہیں سر جوڑ جوڑ
کہ جی کون دیتا ہے بد بد کے ہوڑ

میر حسنؔ [سحرالبیان]

ہوڑ (واؤ معروف)

اردو، مذکر، اسم

۱۔ جلد باز، بے صبرا، خودرائے، ضدی، جان جوکھوں میں ڈالنے والا۔

۲۔ احمق، بے تمیز

۳۔ مقابلہ، مسابقہ، مسلسل کوشش، سودے بازی، مول تول

ہوش
اردو

(واؤ معروف بروزن مُوش بمعنی چوہا)
جنگلی، وحشی، خودسر، خودرائے، احمق
بقول جناب علامہ میکش اکبر آبادی مدظلہ العالی، کسی طوائف کا شعر ہے۔

حسیں بھی ہیں، کڑے بھی ہیں، مگر کچھ ہوش ہوتے ہیں
نہایت عیب ہے عصمت یہ کابل کے پٹھانوں میں

عرشی

"میری (مولانا عرشی) دانست میں پشتو کے اوش نے یہ چولا بدلا ہے جس کے معنی اونٹ ہیں۔ یہ جانور سیدھا سادا ہوتا ہے مگر جب ناراض ہو جاتا ہے تو بلا کا وحشی نظر آتا ہے۔"

عرشی

ہُولا
اردو، مذکر، اسم

(واؤ مجہول)
ایک قسم کی کشتی جس کا پیندا بڑا اور چپٹا ہوتا ہے۔

ہیرن
اردو، سنسکرت الاصل، مذکر، اسم

سونا، طلاء، زر، کوڑی، مادۂ منویہ

ہیری
اردو، مذکر، اسم

جے پور کے راجپوت مسلمانوں کا ایک قبیلہ

ہیکل
اسم، مذکر

گلے کا ایک زیور، ایک چھوٹی سی تختی جس پر آیات و تعویز لکھ کر گلے میں ڈالتے ہیں۔

ہے گا
مذکر، اردو

ہے گی (مؤنث) فعلِ ناقص

مؤلفِ نور اللغات نے لکھا ہے:

''گا'' یا ''گی'' اضافہ کر کے ہیگا ہیگی بولنا عوام کی زبان ہے۔'' فعل ناقص'' ہے'' اور'' ہے گا'' دونوں کا محلِ استعمال مختلف ہے اور دونوں کا مفہوم بھی بالکل مترادف اور یکساں نہیں۔ فرق نازک ہے مگر بالکل واضح ہے۔ ہیگا کا مفہوم محض ہے سے زاید ہے۔ جب زور دینا ہو اور کہنا ہو کہ ہاں ہے، ہاں ہاں ہے، ضرور ہے، بالکل ہے وغیرہ تو ایسے موقعے پر صرف ہے کی جگہ تانیث و تذکیر کے لحاظ سے'' گا'' یا'' گی'' کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ قدماء کے ہاں یہ عوام کی بولی نہیں بلکہ فصیح شمار ہوتا تھا۔ اکبر آباد (آگرہ) میں آج تک اسی طرح بولا جاتا ہے۔ اسے عوام کی زبان کہنا یا سمجھنا غلط ہے

ابر اٹھا تھا کعبہ سے اور جھوم پڑا میخانہ پر
بادہ کشوں کا جھرمٹ ہے گا شیشہ اور پیمانہ پر

میرؔ

لب و لہجہ ترا سا ہے گا کب خوبانِ عالم میں
یہ غلط العام ہے جگ میں کہ سب مصری کی ڈلیاں ہیں

سوداؔ

اے یارو ! اس فقیر کا ٹک ماجرا سنو
میں ابتدا سے کہتا ہوں تا انتہا سنو
جس کا علاج کر نہیں سکتا کوئی حکیم
ہے گا ہمارا درد نپٹ لا دوا سنو

سیر دوسرے درویش کی

[میر امن۔باغ و بہار،لندن ۱۸۵۱ء، ص۶۹]

شیخ حفظ الدین احمد کی کتاب '' خرد افروز'' کے آخر میں قطعہ تاریخ درج ہے مولوی حافظ سید محمد عبداللہ بلگرامی پروفیسر عربی گورنمنٹ کالج بنارس، حل غوامض (مطبوعہ کان پور دسمبر ۱۸۸۵ء) میں قطعہ نقل کرتے ہیں اور پھر لکھتے ہیں:

بعد اتمام کے تاریخ اس کی
چاہا میں نے کہ لکھوں اپنا جی
آئی ہاتف سے ندا یوں فی الفور
خرد افروز جہاں پہ ہے گی

......ہے گی دیہاتیوں کا محاورہ ہے اہلِ شہر دہلی و لکھنؤ اس مقام پر صرف ہے کہتے ہیں۔''

حقیقت یہ ہے کہ اس موقع پر محاورہ ہے گی کا'' ہے''یعنی ضرور ہے، بے شبہ ہے، بے شک ہے، صرف ہے کا استعمال خلاف محاورہ ہے۔ رہ گیا دیہاتیوں کا محاورہ تو میر، سودا، میر امن (اور بے شمار دوسرے اساتذہ) سے

بڑھ کر کون دیہاتی ہوگا!

اور خدا جانے اگر میرؔ صاحب اپنے لیے دیہاتی کی پھبتی سنتے تو کیا کہتے ۔ انھوں نے تو پہلے ہی دن لکھنؤ کے شرفاء نجباء، فصحاء اور شعراء کو برسر مشاعرہ للکار کر بہ الفاظ دیگر دیہاتی اور گنوار کہہ دیا تھا۔ آزاد نے آبحیات میں میر تقی میر کے حالات میں اس واقعہ اور مشاعرے کی تفصیل لکھ دی ہے۔ ہم صرف وہ قطعہ لکھ دیتے ہیں جس میں تمام حاضرین اہلِ لکھنؤ کو انھوں نے پوربی کہہ کے للکارا ہے:

کیا بود و باش پوچھو ہو پورب کے ساکنو
ہم کو غریب جان کے ہنس ہنس پکار کے
دلّی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب
رہتے تھے منتخب ہی جہاں روز گار کے
اس کو فلک نے لوٹ کے برباد کر دیا
ہم رہنے والے ہیں اسی اجڑے دیار کے

یہ نکتہ کہ محاورۂ اہلِ زبان کو قواعد زبان پر ترجیح و فوقیت حاصل ہے، آزادؔ نے میرؔ ہی کی زبانی بیان کر دیا ہے۔ حالات میر کے ذیل میں آب حیات ہی میں درج ہے:

''میر صاحب نے کہا............ میرے کلام کے لیے فقط محاورۂ اہلِ اردو ہے۔ یا جامع مسجد کی سیڑھیاں اور اس سے آپ محروم۔ یہ کہہ کر ایک شعر پڑھا:

عشق برے ہی خیال پڑا ہے چین گیا آرام گیا
دل کا جانا ٹھیر گیا ہے صبح گیا یا شام گیا

اور کہا کہ آپ بموجب اپنی کتابوں کے کہیں گے کہ خیال کی ''ی'' کو ظاہر کرو پھر کہیں گے کہ ''ی'' تقطیع میں گرتی ہے۔ مگر یہاں اس کے سوا جواب نہیں کہ محاورہ یہی ہے۔''

ہے گا کے استعمال میں میر کا یہ شعر اوپر نقل ہوا ہے۔

ابر اٹھا تھا کعبہ سے اور جھوم پڑا مے خانہ پر
بادہ کشوں کا جھرمٹ ہے گا شیشہ اور پیمانہ پر

آب حیات میں آزادؔ نے اس شعر کے ذیل میں لکھا ہے:

''کسی شخص نے کہا حضرت اصل محاورہ فارسی کا ہے اہلِ زبان نے ابرِ قبلہ کہا ہے ابرِ کعبہ نہیں کہا۔ میر صاحب نے کہا ہاں قبلہ کا لفظ بھی آ سکتا ہے مگر کعبہ سے ذرا مصرعہ کی ترکیب گرم ہو جاتی ہے......''

یہاں یہ نکتہ قابلِ لحاظ ہے کہ معترض نے یہ نہیں کہا کہ ''ہے گا'' دیہاتیوں کا محاورہ ہے اور اہلِ شہر دہلی و لکھنؤ اس مقام پر صرف ہے کہتے ہیں۔

ی

یَا تا — دیورانی، جیٹھانی

یاقوت — ایک بڑے خوش نویس کا نام جو معتصم باللہ خلیفۂ عباسی کا غلام تھا۔

یاقوتی — اردو، مؤنث، اسم، صفت

۱۔ یاقوت سے نسبت رکھنے والا

۲۔ یاقوت جیسے سرخ رنگ کا

۳۔ ایک معجون جس میں یاقوت بکثرت ہوتی ہے اور نہایت قوی سمجھی جاتی ہے۔

بے تاب و تواں یونہی کا ہے کو تلف ہوتا
یا قوتی ترے لب کی ملتی تو سنبھل جاتا
میرؔ

یدورائے — (دیکھیے جدورائے)

یک پیچا — اردو، مذکر، اسم

پگڑی جو اس طرح ٹیڑھی باندھی جائے کہ ایک ابرو کو چھوتی رہے۔

ترچھی پگڑی، بانکپن کی پگڑی

بھوئیوں تئیں تم جس دن سج نکلے تھے یک پیچا
اس دن ہی تمہیں دیکھے ماتھا میرا ٹھنکا تھا
میرؔ

(۱۸۷) ایک سو ستاسی

یزدی پرند
فارسی الاصل، اردو، مذکر، اسم

ریشمی پھولدار کپڑا

ہوا ایک ابر اس جبل سے بلند
ہوا بر بچھی اس کی یزدی پرند

میر [شکارنامۂ اول]

یک نہ شد دو شد

یعنی ایک بلا تو تھی ہی دوسری اور پیچھے لگی۔

زخم جگر دکھایا کہ رحم اس کو آئے گا
قاتل نمک چھڑکنے لگا یک نہ شد دو شد

حسن

فرہنگ آصفیہ میں ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ اس طرح مشہور ہے کہ کوئی شخص اس بات کا عامل تھا کہ مردہ کو اپنے افسوں سے اور منتر سے جگا کر اس کے گھر کا تمام حال پوچھ کر اس کے گھر والوں کو بتا دیا کرتا تھا۔ یعنی جو بات اس کے خاندان والوں کو دریافت کرنی ہوتی تھی یہ ہمزاد کے وسیلے سے پوچھ دیا کرتا تھا۔ جب یہ شخص مرنے لگا تو اس نے اپنے ایک شاگرد کو یہ عمل بتا دیا۔ اس نے بطورِ آزمائش قبرستان میں جا کر ایک مردے کو جگایا مگر پھر قبر میں داخل کر دینے کا منتر بھول گیا۔ تب ناچار ہو کر استاد کو جا کر جگایا کہ وہ اس کا اتار بتلائیں تو یہ بلا چھوٹے مگر استاد بھی اس عالم میں کچھ بتا نہ سکا۔ پہلے تو ایک ہی مردہ ساتھ تھا اب دو دو ہو گئے۔ اس وقت اس نے یہ کلمہ کہا کہ یک نہ شد

(۱۸۸)ایک سو اٹھاسی

دوشد۔ یعنی ایک بلا تو ٹلی ہی نہ تھی کہ دوسری اور گلے پڑ گئی۔
بعض لوگ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ایک ساحرہ بڑھیا کی اس پر معاش تھی کہ وہ قبرستان میں جا کر تین ماش پڑھ کر جس قبر پر پھینکتی فوراً مردہ کفن لے کر حاضر ہو جاتا۔ یہ کفن تو لے لیتی اور پھر دوسرا منتر پڑھ کر اس پر وہ ماش مارتی تو وہ سیدھا قبر میں چلا جاتا۔ یہ جادوگرنی بازار میں لا کر کفن کا کپڑا بیچ ڈالتی اور اس طرح اپنا کام چلا لیا کرتی۔ اس کی یہ کیفیت دیکھ کر ایک شخص کو لالچ آیا اس نے مدت تک اس کی خدمت کی۔ مگر اس نے ہمیشہ لیت و لعل میں رکھا۔ لیکن مرتے وقت وہ عمل بتادیا۔
ہنوز مردے کے قبر میں داخل ہونے کا منتر نہ بتایا تھا کہ جان نکل گئی۔ یہ شخص آزمائش کے طور پر قبرستان میں گیا اور وہاں جا کر اسی طرح تین ماش قبر پر پڑھ کر پھینکے، مردہ جھٹ کفن لے کر حاضر ہوا۔ مگر یہ اسے دوسرا منتر معلوم نہ ہونے کے سبب قبر میں داخل نہ کر سکا۔ مردہ اس کے پیچھے ہولیا۔ تب یہ اور بھی گھبرایا اور اس نے مجبور ہو کر اس ساحرہ کو قبر سے جا جگایا۔ لیکن وہ بھی ایسی صورت میں کچھ نہ بتا سکی۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ہولی۔ اس وقت اس نے کہا کہ واہ یک نہ شد دو شد۔ ہمارے نزدیک یہ سب گھڑت ہے۔

یگ
دیکھیے جُگ

متروکات کی لغت (تین جلدیں)

فہرست الفاظ

''متروکات کی لغت'' تین جلدوں میں مکمل ہوگئی۔ زیرِنظر شمارہ ''جریدہ'' نمبر ۲۸ ہے جو تیسری جلد پر مشتمل ہے۔

اس سے قبل جریدہ شمارہ نمبر ۲۵ جلد اول آ ـــــــ ث، جریدہ شمارہ نمبر ۲۶ جلد دوم ج ـــــــ ق اور جلد سوم ک ـــــــ ی زیرِنظر جریدہ شمارہ ۲۸ پر مشتمل ہے۔

تینوں جلدوں کے الفاظ کی فہرست قارئین کی سہولت کے لیے شمارہ ۲۸ میں شامل کی جا رہی ہے۔ متروکات کی لغت میں کل الفاظ کی تعداد ۲۳۸۸ ہے۔ پہلی جلد میں ۱۱۴۱ الفاظ شامل ہیں، دوسری جلد میں ۶۷۳ الفاظ اور تیسری جلد میں ۵۷۴ الفاظ شامل ہیں۔ یہ فہرست قارئین کی سہولت کے لیے شائع کی جارہی ہے تاکہ وہ تمام شماروں سے بہ آسانی استفادہ کرسکیں۔

متروکات کی لغت جلد اول

جریدہ شمارہ ۲۵

آ ـــــــ ث

آ

۱۔آب باراں
۲۔آبادانی
۳۔آباوانی
۴۔آبانَض
۵۔آباپانی
۶۔آب پاشاں
۷۔آبَت
۸۔آب تابہ
۹۔آب دنداں
۱۰۔آبِ رز
۱۱۔آبرو طلب
۱۲۔آبِستہ
۱۳۔آبلۂ فرنگ
۱۴۔آبھا
۱۵۔آبھار
۱۶۔آبھاس
۱۷۔آبھاس واد
۱۸۔آبھَرَن
۱۹۔آبھوشن، آبھوکن
۲۰۔آبی
۲۱۔آپا
۲۲۔آپ خورادی آپ مرادی
۲۳۔آپادھاپی
۲۴۔آپَت
۲۵۔آپ روپ
۲۶۔آپ کاج مہا کاج
۲۷۔آپتی
۲۸۔آپس میں رہنا
۲۹۔آپَن
۳۰۔آپھوک
۳۱۔آت (آتا)
۳۲۔آتر
۳۳۔آتُر
۳۴۔آتکاری
۳۵۔آتم (آتما/آتمہ)
۳۶۔آتمانند
۳۷۔آتج
۳۸۔آتُجا

(۱۹۲)ایک سو بانوے

۳۹۔آتمہ بودھ
۴۰۔آتمہ ہتیا
۴۱۔آتنک
۴۲۔آٹوپ
۴۳۔آٹھ پہری (آپھ پہریا)
۴۴۔آٹھوں جام
۴۵۔آجا
۴۶۔آجیو (آجیوکا)
۴۷۔آچارج (آچاری/آچاریہ)
۴۸۔آختہ (اختہ)
۴۹۔آخر
۵۰۔آخرہوا
۵۱۔آد
۵۲۔آدرْ
۵۳۔آدرش
۵۴۔آدم چشم
۵۵۔آدھار
۵۶۔آدھوت
۵۷۔آدھیان
۵۸۔آدھین
۵۹۔آدیش
۶۰۔آر
۶۱۔آرام
۶۲۔آرتا (آرتی)
۶۳۔آرتھی
۶۴۔آرجا
۶۵۔آرجار
۶۶۔آدیس
۶۷۔آدھار
۶۸ آدھان
۶۹۔آرَس
۷۰۔آرسی
۷۱۔آرسی مصحف
۷۲۔آروپ
۷۳۔آروپنا
۷۴۔آروچ
۷۵۔آروگ
۷۶۔آروہن
۷۷۔آری
۷۸۔آرے بلے
۷۹۔آریا
۸۰۔آریہ
۸۱۔آریہ سماج
۸۲۔آڑ (اڑ، واڑ/راڑ/بنگا)
۸۳۔آڑا
۸۴۔آڑا گوڑا (اڑگوڑ)
۸۵۔آڑھ
۸۶۔آڑھ (اڑھ)
۸۷۔آڑھت
۸۸۔آڑی
۸۹۔آڑے ہاتھوں لینا
۹۰۔آزاد
۹۱۔آزمانا
۹۲۔آس
۹۳۔آس تجنا (آس چھوڑنا)
۹۴۔آس تکنا، لگانا
۹۵۔آساونت
۹۶۔آسرا
۹۷۔آستھان
۹۸۔آشرت
۹۹۔آشرُ۔اشرُ
۱۰۰۔آشرم۔آشرُم
۱۰۱۔آشری

(۱۹۳) ایک سو ترانوے

۱۰۲۔ آسکت
۱۰۳۔ آسکتی
۱۰۴۔ آسمان
۱۰۵۔ آسَن
۱۰۶۔ آسِن
۱۰۷۔ آسَن
۱۰۸۔ آسن باسن
۱۰۹۔ آسن پاٹی
۱۱۰۔ آسَو
۱۱۱۔ آسواد
۱۱۲۔ آسیب
۱۱۳۔ آسیر واد (باد)/ آسیر وچن (بچن)
۱۱۴۔ آسوج (آسون/ آسن/آسوس)
۱۱۵۔ آسیش
۱۱۶۔ آش
۱۱۷۔ آش (آشا)
۱۱۸۔ آش
۱۱۹۔ آکاس (آکاش)
۱۲۰۔ آکاش وانی (بانی)

۱۲۱۔ آکال
۱۲۲۔ آکوت
۱۲۳۔ آگامی
۱۲۴۔ آگہی
۱۲۵۔ آگر
۱۲۶۔ آل
۱۲۷۔ آلا
۱۲۸۔ آلا بالا
۱۲۹۔ آلاپ
۱۳۰۔ آلاپنا
۱۳۱۔ آلتمغا
۱۳۲۔ آلسی
۱۳۳۔ آلکس
۱۳۴۔ آلکسی
۱۳۵۔ آلنگ
۱۳۶۔ آلنگن
۱۳۷۔ آلول
۱۳۸۔ آلہا
۱۳۹۔ آلی
۱۴۰۔ آلیپ
۱۴۱۔ آم

۱۴۲۔ آمرس (امرس)
۱۴۳۔ آملا (آولا)
۱۴۴۔ آنٹ
۱۴۵۔ آنجی
۱۴۶۔ آنچل
۱۴۷۔ آنڈ
۱۴۸۔ آنکھ آنی
۱۴۹۔ آنکھوں میں گھر کرنا
۱۵۰۔ آنکھیں دیکھنا
۱۵۱۔ آنکھیں موندنا
۱۵۲۔ آنتڑ
۱۵۳۔ آواگن (اواگون)
۱۵۴۔ آؤبھاؤ
۱۵۵۔ آؤبھگت (بھگت)
۱۵۶۔ آئینہ بند (آئینہ بندی)

ا

۱۵۷۔ اب اب کر کے
۱۵۸۔ اُباکنا
۱۵۹۔ اب تب کرنا/ ہونا
۱۶۰۔ اَبتوڑی
۱۶۱۔ اُبٹن

۱۶۲۔اُبٹنا
۱۶۳۔اَبَج
۱۶۴۔ابدھوت
۱۶۵۔اُبراسبرا
۱۶۶۔اَبَرَن
۱۶۷۔اُبڑ دَھبڑ
۱۶۸۔اَبَسَن
۱۶۹۔اُبَسنا
۱۷۰۔اَبکیشی
۱۷۱۔اَبَلا
۱۷۲۔اُبلتی چاٹتا ہے
۱۷۳۔اَبلَقا
۱۷۴۔اُبل گیا
۱۷۵۔ابوجھا
۱۷۶۔اُبھارنا
۱۷۷۔اُبھاڑنا (اُبھارنا)
۱۷۸۔ اَبھاگا(اَبھاگی
/اَبھاگیہ)
۱۷۹۔اُبھاؤ
۱۸۰۔اَبھیرائے
۱۸۱۔اُبھرنا

۱۸۲۔ابھسارکا
۱۸۳۔اَبھَلت
۱۸۴۔ابھی ہاتھ منہ پر سے
نہیں اترے
۱۸۵۔اُبھیانا
۱۸۶۔اِبی
۱۸۷۔اُپار
۱۸۸۔اُپاڑنا
۱۸۹۔اُپادَھیائے
۱۹۰۔اُپاس
۱۹۱۔اُپاسا
۱۹۲۔اُپاسک (اُپاسی)
۱۹۳۔اُپاسَن
۱۹۴۔اُپَتّی
۱۹۵۔اُپٹک
۱۹۶۔اُپٹنا
۱۹۷۔اُپٹھنا
۱۹۸۔اپچ (اُپجنا)
۱۹۹۔اُپچ (اُوپچ)
۲۰۰۔اَسُوار
۲۰۱۔اپجس

۲۰۲۔اُپدیش
۲۰۳۔اُپدیشک
۲۰۴۔اُپر اجتا
۲۰۵۔اپروش
۲۰۶۔اَپَرَم پار
۲۰۷۔اُپسرا
۲۰۸۔اُپسمار
۲۰۹۔اُپَسنا
۲۱۰۔اُپکار
۲۱۱۔اَپ گت
۲۱۲۔اُپلا
۲۱۳۔اپنا شجرہ قُلّہ سنبھالو
۲۱۴۔اپنے بھاویں
۲۱۵۔اپنیوں پر آگیا
۲۱۶۔اَپھَڑانا /اَپھَڑ جانا
/اَپھَڑنا
۲۱۷۔اَپھَرن /اَپھَرنا
۲۱۸۔اُپھننا
۲۱۹۔اَپھینڈا
۲۲۰۔اُپی
۲۲۱۔اتار

۲۲۲۔ اُتارا

۲۲۳۔ اُترنا

۲۲۴۔ اتارے ہونا

۲۲۵۔ اُتاوَل

۲۲۶۔ اُتر پھالگنی

۲۲۷۔ اُترنگ (اترنگا)

۲۲۸۔ اتفاق

۲۲۹۔ اُتکا

۲۳۰۔ اُتکل

۲۳۱۔ اُتَمْ

۲۳۲۔ اُتو

۲۳۳۔ اُتھل

۲۳۴۔ اُتھل پتھل

۲۳۵۔ اَتیت

۲۳۶۔ اَٹانا

۲۳۷۔ اَٹاری

۲۳۸۔ اَٹ سَٹ

۲۳۹۔ اَٹک (ٹکاؤ/اٹکنا)

۲۴۰۔ اُٹکر لیس

۲۴۱۔ اٹک مٹک

۲۴۲۔ اٹکل

۲۴۳۔ اُٹم (اٹمبار)

۲۴۴۔ اٹمبار

۲۴۵۔ اٹنا (اٹ جانا)

۲۴۶۔ اُٹنگن

۲۴۷۔ اٹول

۲۴۸۔ اٹوی

۲۴۹۔ اُٹھک بیٹھک (اٹھتے بیٹھتے)

۲۵۰۔ اُٹھل

۲۵۱۔ اَٹھلانا

۲۵۲۔ اُٹھنا

۲۵۳۔ اُٹھنگل

۲۵۴۔ اَٹھوارہ

۲۵۵۔ اَٹھوانسا

۲۵۶۔ اَٹھیل

۲۵۷۔ اَٹیرن

۲۵۸۔ اُجڑا۔ اُجڑی

۲۵۹۔ اَجَس

۲۶۰۔ اَجگُت (اَجگُت/ اَجگُت)

۲۶۱۔ اَجگر

۲۶۲۔ اَجَل (اجلا/ اجلی)

۲۶۳۔ اجنت (اجنتی)

۲۶۴۔ اَجوانا

۲۶۵۔ اجولی

۲۶۶۔ اَجہر (اَجہرا)

۲۶۷۔ اَجھان

۲۶۸۔ اَجھانا

۲۶۹۔ اَجینا

۲۷۰۔ اَچی

۲۷۱۔ اَچیرن

۲۷۲۔ اَچیرن

۲۷۳۔ اُچاپَت

۲۷۴۔ اُچاٹ

۲۷۵۔ اَچانا

۲۷۶۔ اُچاوا

۲۷۷۔ اَچرا

۲۷۸۔ اَچرج

۲۷۹۔ اچکنا (اچک)

۲۸۰۔ اَچُپل (اَچُپلا)

۲۸۱۔ اچپلاہٹ

۲۸۲۔ اَچُکَن

۲۸۳۔اَچنبھا
۲۸۴۔اچنت
۲۸۵۔اچھال چتی
۲۸۶۔اُچھال چھکا
۲۸۷۔اَچھوتی
۲۸۸۔اُچیت
۲۸۹۔اُچیتا
۲۹۰۔اُچیلنا
۲۹۱۔اُچھیڑ
۲۹۲۔اُچھلنا
۲۹۳۔اِحمقانہ
۲۹۴۔احوال
۲۹۵۔اَختر بَختر
۲۹۶۔اَختہ
۲۹۷۔اَدّا
۲۹۸۔اُداس
۲۹۹۔اُداسا
۳۰۰۔اُداسی
۳۰۱۔اُدبیگ (اُدویگ)
۳۰۲۔اُدڑا گدڑا
۳۰۳۔ اَدَل بَدَل (ادلا بدلا/ادلی بدلی)
۳۰۴۔اُدوکھ (اُدوش)
۳۰۵۔اُدھورا
۳۰۶۔اُدھواڑ
۳۰۷۔اُدیَم
۳۰۸۔اُدای
۳۰۹۔اُدز
۳۱۰۔اَدقچہ
۳۱۱۔اُدمات
۳۱۲۔اُدمبر
۳۱۳۔اُدھار
۳۱۴۔اُدھاری
۳۱۵۔اُدھر
۳۱۶۔ اِدھر کاٹے اُدھر پلٹ جائے
۳۱۷۔اُدھڑ سا (اُدڑ سا)
۳۱۸۔اَدھرم
۳۱۹۔اُدھڑنا
۳۲۰۔اُدھک
۳۲۱۔اُدھکار
۳۲۲۔اُدھلنا
۳۲۳۔اُدھاس
۳۲۴۔اُدھم
۳۲۵۔اُدھن
۳۲۶۔اُدھوریا
۳۲۷۔اُدھی
۳۲۸۔اُدھیا
۳۲۹۔اُدھیار
۳۳۰۔اُدھیانا
۳۳۱۔اَدھی راج
۳۳۲۔اِدھیلا
۳۳۳۔اُدے
۳۳۴۔ادی بدی
۳۳۵۔اُدیس
۳۳۶۔ادے ودے
۳۳۷۔اُڈّا
۳۳۸۔اُڈسّا
۳۳۹۔اُڈّو
۳۴۰۔اَڈھال
۳۴۱۔اُڈھالنا
۳۴۲۔اُڑ
۳۴۳۔اَراڑ

۳۴۴۔ارارا

۳۴۵۔اَرُ بھک

۳۴۶۔ارُ تھی

۳۴۷۔ارُ جُن

۳۴۸۔ارُ جَن

۳۴۹۔اُرُ دَا بیگنی

۳۵۰۔اَرُ دَاَس

۳۵۱۔اَرُ دَلی

۳۵۲۔اردو

۳۵۳۔اَرُ دھانگ

۳۵۴۔اَرُ دَھگ

۳۵۵۔اَرُ دَھُنگ

۳۵۶۔ارُ دھنگی

۳۵۷۔اَرَس

۳۵۸۔اُرسانا

۳۵۹۔اَرَس پَرَس (ارش پرش)

۳۶۰۔ارسطا

۳۶۱۔اَرُ ک

۳۶۲۔اَرُ کا

۳۶۳۔ ارُکھا (ایرکھا ر ایرشا)

۳۶۴۔اَرُ گجا

۳۶۵۔ارُ گُل

۳۶۶۔اَرُ گنی

۳۶۷۔اَرُ گھن

۳۶۸۔اَرُ مان

۳۶۹۔اَرُ نا

۳۷۰۔اَرُ نو

۳۷۱۔ارنہ

۳۷۲۔اَرُ وا

۳۷۳۔اَرُ واح

۳۷۴۔اَرُ ولی

۳۷۵۔اَروندُ سے ہونا

۳۷۶۔اَروندھنا

۳۷۷۔اَروئی

۳۷۸۔اُرہنا

۳۷۹۔ارے

۳۸۰۔اریاپریا

۳۸۱۔اُریب

۳۸۲۔اَڑاَڑ

۳۸۳۔اڑاڑا (کڑاڑا)

۳۸۴۔اڑاس (اڑانس)

۳۸۵۔اُڑانا

۳۸۶۔اڑانا

۳۸۷۔اڑبڑ

۳۸۸۔اُڑت کانوری

۳۸۹۔اڑتل

۳۹۰۔اڑ تلا

۳۹۱۔اَڑَخ

۳۹۲۔اڑسنا

۳۹۳۔اُڑ فاختہ

۳۹۴۔اڑکا

۳۹۵۔اَڑگوڑ

۳۹۶۔اَڑگوڑا

۳۹۷۔اُڑنا

۳۹۸۔اَڑنا

۳۹۹۔اَڑنگ

۴۰۰۔اَڑنگا

۴۰۱۔اَڑنگ بڑنگ

۴۰۲۔اڑنگ بڑنگ (اڑنگ ترنگ)

۴۰۳۔اڑواڑی

۴۰۴۔اُڑوالا
۴۰۵۔اڑواتڑوامارنا
۴۰۶۔اڑھ
۴۰۷۔اُڑھ وَل
۴۰۸۔اُڑھانا
۴۰۹۔اُڑھری
۴۱۰۔اُڑھیک/اُڑھیکن
۴۱۱۔اڑی
۴۱۲۔اَڑی دھڑی
۴۱۳۔اُڑنچ
۴۱۴۔اَڑیوا
۴۱۵۔اَڑھنگن
۴۱۶۔اَژ
۴۱۷۔اِزار
۴۱۸۔اِژدِحام
۴۱۹۔اَژدَھام
۴۲۰۔اُزک تزک
۴۲۱۔اِس
۴۲۲۔اِس کاندھے چڑھ اس کاندھے اتر
۴۲۳۔اِس پار سے اُس پار

۴۲۴۔ اُس
۴۲۵۔اَسادھ
۴۲۶۔اُسادھ
۴۲۷۔اَساڈھپَن
۴۲۸۔اُسارا
۴۲۹۔اُسارا/رواسارا
۴۳۰۔اُسارنا
۴۳۱۔اُساڑھ
۴۳۲۔اُساس
۴۳۳۔اَساکشی
۴۳۴۔اسامی
۴۳۵۔اُسانا
۴۳۶۔اَساوَدھانی
۴۳۷۔اَساونت
۴۳۸۔اساوَری
۴۳۹۔اِسپ
۴۴۰۔اِسپات
۴۴۱۔اِسپَرش
۴۴۲۔اِسپل
۴۴۳۔اَسپنا
۴۴۴۔اَست

۴۴۵۔ اَست پھانکنا/اَست بھاکنا
۴۴۶۔اَست کرنا
۴۴۷۔اَستُت
۴۴۸۔اُستا
۴۴۹۔استادہ
۴۵۰۔اِستحقاق
۴۵۱۔اِستری
۴۵۲۔استری بھوگ
۴۵۳۔اِستعمال
۴۵۴۔استنجا
۴۵۵۔اُستھل
۴۵۶۔اَستّی
۴۵۷۔اِستیناس
۴۵۸۔اَسدُھ
۴۵۹۔اَسُدھ۔اَشُدھ
۴۶۰۔اَسرار
۴۶۱۔اِسرار
۴۶۲۔اِسرائیل
۴۶۳۔اَسرنا
۴۶۴۔اِسرنج

۴۶۵۔اَسْری
۴۶۶۔اُسْطوانِ مُسنَدیز
۴۶۷۔اسکانا
۴۶۸۔آسْکَٹ
۴۶۹۔آسکتانا
۴۷۰۔آسَکتی
۴۷۱۔آسکتی
۴۷۲۔آسکتی
۴۷۳۔اُسکُفَہ
۴۷۴۔اُسَل پُسَل جانا
۴۷۵۔اِسمِرتی
۴۷۶۔اسم نویسی
۴۷۷۔اَسَن
۴۷۸۔اَسَن
۴۷۹۔استُشت
۴۸۰۔اَسَنک ر اَسَنکھ
۴۸۱۔اسَنکَٹ
۴۸۲۔اَسو
۴۸۳۔اَسوار
۴۸۴۔اُسوامی بکری
۴۸۵۔اَسوانسی
۴۸۶۔اسوبھا
۴۸۷۔اسوچ
۴۸۸۔اَسوگ
۴۸۹۔اَسیج
۴۹۰۔اَس ونی
۴۹۱۔اَسّی
۴۹۲۔اَسی
۴۹۳۔اُسیر کرنا
۴۹۴۔اُسیر
۴۹۵۔اُسپنا
۴۹۶۔اَسپَیس ر آسپَیس
۴۹۷۔اُسیونا
۴۹۸۔اَشاوَلی
۴۹۹۔اَشُبھ
۵۰۰۔اِشتہار
۵۰۱۔اَشٹ جام
۵۰۲۔اشٹ سِدّھی
۵۰۳۔اشٹ منگل
۵۰۴۔اَشُدھ
۵۰۵۔اَشُرَفی
۵۰۶۔اَشُرَاف
۵۰۷۔اشرافت
۵۰۸۔اشلوک
۵۰۹۔اغماز
۵۱۰۔اکارث
۵۱۱۔اکارن
۵۱۲۔اکال
۵۱۳۔اُکالنا
۵۱۴۔اُکال
۵۱۵۔اکالی
۵۱۶۔اُکٹ ر اُکٹ
۵۱۷۔اک تالا
۵۱۸۔اُکسنا
۵۱۹۔اِکلائی
۵۲۰۔اُکھڑنا
۵۲۱۔اُکھنڈ
۵۲۲۔اُکھوا
۵۲۳۔اُگابنا
۵۲۴۔اُگت
۵۲۵۔اُگر وال
۵۲۶۔اُگنی
۵۲۷۔اُگور

۵۲۸۔ اُگور
۵۲۹۔ اُگوڑنا
۵۳۰۔ اُگھاڑنا
۵۳۱۔ اُگھور
۵۳۲۔ آگہی
۵۳۳۔ اَلبیلا / البیلی
۵۳۴۔ اَلخَلَق
۵۳۵۔ اُلل پڑنا
۵۳۶۔ اُلڑ / اَلبڑ
۵۳۷۔ اُلَس
۵۳۸۔ اَلوپ انجن
۵۳۹۔ الُو تے بلُو تے
۵۴۰۔ اَلول
۵۴۱۔ اگول
۵۴۲۔ اُلاہنا / اُلہنا
۵۴۳۔ اُلھُمَّ
۵۴۴۔ امانت
۵۴۵۔ اَمانی
۵۴۶۔ اَماوَس
۵۴۷۔ اُمبو
۵۴۸۔ اُمبو / اَمُوا

۵۴۹۔ اُمبیا
۵۵۰۔ اَمِٹ
۵۵۱۔ اَمَر
۵۵۲۔ اَمَراوتی
۵۵۳۔ اَمَرس
۵۵۴۔ اُمَس
۵۵۵۔ اُمَک / اَمَک / دَھمک / امکا ڈھمکا
۵۵۶۔ اَمُول
۵۵۷۔ امید
۵۵۸۔ اَنْ
۵۵۹۔ اَنّ
۵۶۰۔ اَناتھ
۵۶۱۔ اَنْ بیدھا / ان بندھا
۵۶۲۔ اَنترا
۵۶۳۔ اَنترَہ
۵۶۴۔ انتظام دینا
۵۶۵۔ اَنجو / آنجھو
۵۶۶۔ آنجی
۵۶۷۔ اَنّ داتا
۵۶۸۔ اِندَر

۵۶۹۔ اندر پٹ / اندر پرستھ
۵۷۰۔ اِندر دَھنش
۵۷۱۔ اندو
۵۷۲۔ اندولنا
۵۷۳۔ اندھا کنواں
۵۷۴۔ اندھرہ / آندھرا
۵۷۵۔ اَنْ دَھن
۵۷۶۔ اَنسویا
۵۷۷۔ اَنکانا / آنکنا
۵۷۸۔ اَنکرنا
۵۷۹۔ اَنکورنا
۵۸۰۔ اَنُوراگ
۵۸۱۔ اَنکھڑی / اَنکھیا / انکھیاں
۵۸۲۔ اَنکھوا
۵۸۳۔ اَنگا
۵۸۴۔ انگرکھا
۵۸۵۔ اَنکنا
۵۸۶۔ اَنْ مِل بدر الدین
۵۸۷۔ اَنْ ملے کی کسل
۵۸۸۔ اَنُمنا نا

۵۸۹۔اُنمناہٹ

۵۹۰۔اُنمناہٹ

۵۹۱۔انواسنا

۵۹۲۔اُنواسی

۵۹۳۔اُنوٹ

۵۹۴۔اُنوٹھا

۵۹۵۔اُوب

۵۹۶۔اوپچی

۵۹۷۔اوپر کادم

۵۹۸۔اُوتار

۵۹۹۔اوٹ

۶۰۰۔اوٹ/اوٹل/اوجھل

۶۰۱۔اوچھا

۶۰۲۔اُورُوج

۶۰۳۔اورنگ زیبی

۶۰۴۔اُوربَل

۶۰۵۔اوسَر

۶۰۶۔اُوسیر

۶۰۷۔اُوکنا

۶۰۸۔اوکھی

۶۰۹۔اوکھیاں آنا/اوکھیاں چھوڑنا/اوکھیاں سنانا

۶۱۰۔اوکے چوکے

۶۱۱۔اوگھٹ

۶۱۲۔اُوگی

۶۱۳۔اول

۶۱۴۔اُولا

۶۱۵۔اولو

۶۱۶۔اوم

۶۱۷۔اونا

۶۱۸۔اونا ہونا یا ہوجانا

۶۱۹۔اونجری

۶۲۰۔اونئی

۶۲۱۔اُوہات

۶۲۲۔اُہار

۶۲۳۔اُہرنا

۶۲۴۔اُہرہ

۶۲۵۔اَہِمسا

۶۲۶۔اہنکار

۶۲۷۔اُہی

۶۲۸۔اَہیر/اہیرن/اہیری

۶۲۹۔ایتَر

۶۳۰۔ایراوتی

۶۳۱۔اییاچ

۶۳۲۔ایک آنچ کی کسر

۶۳۳۔ایکادشی

۶۳۴۔ایہ

۶۳۵۔اینچنا

۶۳۶۔ایواڑا

ب

۶۳۷۔بابت

۶۳۸۔بائبل

۶۳۹۔بجنتری

۶۴۰۔باچھنا

۶۴۱۔بادکرنا

۶۴۲۔بادریس (بادریسہ)

۶۴۳۔بادریہ

۶۴۴۔بادیہ

۶۴۵۔بار

۶۴۶۔بارہ بانی

۶۴۷۔بارہ بن

۶۴۸۔باری

۶۴۹۔باسنا (واسنا)

۶۵۰۔ باسی کرنا
۶۵۱۔ باگا
۶۵۲۔ باگ موڑنا (باگ مڑنا)
۶۵۳۔ بالا بتانا
۶۵۴۔ بالا بر
۶۵۵۔ بالوچری
۶۵۶۔ بالوعہ
۶۵۷۔ بان
۶۵۸۔ باندھو
۶۵۹۔ بانڈا
۶۶۰۔ بانرا (وانر)
۶۶۱۔ باؤبندی
۶۶۲۔ باؤ کا رخ بتانا
۶۶۳۔ باؤلی
۶۶۴۔ بائب
۶۶۵۔ بائیسی
۶۶۶۔ بائیکو
۶۶۷۔ بایاں
۶۶۸۔ ببرن
۶۶۹۔ ببروتا
۶۷۰۔ ببّری

۶۷۱۔ بپی
۶۷۲۔ بتیسی
۶۷۳۔ بتیسیا
۶۷۴۔ بُت
۶۷۵۔ بَت
۶۷۶۔ بَت
۶۷۷۔ بتا
۶۷۸۔ بُتا
۶۷۹۔ بتاسے کا قفل
۶۸۰۔ بُتا نہیں آئی
۶۸۱۔ بتوری
۶۸۲۔ بتولا
۶۸۳۔ بتُولن
۶۸۴۔ بتُولی
۶۸۵۔ بتھرانا
۶۸۶۔ بٹاڈھار (بٹاڈھال)
۶۸۷۔ بَٹ باڑ
۶۸۸۔ بٹری
۶۸۹۔ بٹلوہی
۶۹۰۔ بٹیر بازی
۶۹۱۔ بجاک

۶۹۲۔ بجر
۶۹۳۔ بجرنگ
۶۹۴۔ بجکا
۶۹۵۔ بجوگ
۶۹۶۔ بچالا
۶۹۷۔ بچکانی
۶۹۸۔ بچل
۶۹۹۔ بچونگڑا
۷۰۰۔ بچھیا کا باپ
۷۰۱۔ بخشی
۷۰۲۔ بدابدی
۷۰۳۔ بدارنا
۷۰۴۔ بداھنا
۷۰۵۔ بدخش
۷۰۶۔ بدر نکالنا
۷۰۷۔ بدورنا (بدوڑنا)
۷۰۸۔ بدوکرنا
۷۰۹۔ بدھ ملالو
۷۱۰۔ بدھی
۷۱۱۔ بدھیادی بلا سے آگرہ تو دیکھا

۷۱۲ـ بڈارنا (بڈرنا)

۷۱۳ـ بُر

۷۱۴ـ بَر

۷۱۵ـ بارات عاشقاں بر شاخِ آہو

۷۱۶ـ براج (وِراج)

۷۱۷ـ بُرج (بُرج مضموم)

۷۱۸ـ براجمان (وِراجمان)

۷۱۹ـ براجنا (وِراجنا)

۷۲۰ـ براگ (وِراگ)

۷۲۱ـ بَرآہ

۷۲۲ـ بَربَنڈ

۷۲۳ـ برت (برتا)

۷۲۴ـ بَرج (ورج)

۷۲۵ـ بُرجری

۷۲۶ـ بُرد

۷۲۷ـ بُرد

۷۲۸ـ بُردھ (بَردھ)

۷۲۹ـ بُردھان (بُردھنا)

۷۳۰ـ بَرگٹ

۷۳۱ـ بُرکی

۷۳۲ـ برکھاسن

۷۳۳ـ برم

۷۳۴ـ بَروٹ

۷۳۵ـ بَروٹھا

۷۳۶ـ بروگ (وروگ)

۷۳۷ـ بروگن (وروگن)

۷۳۸ـ بَرَہ

۷۳۹ـ بَرھا (وَرھا)

۷۴۰ـ بَرَھا (بَرَہ/وَرَہ)

۷۴۱ـ بَرَبیٹھا (بَ رے ٹھا)

۷۴۲ـ بُڑھ چود (بُڑ چود)

۷۴۳ـ بِسارنا (بسرانا)

۷۴۴ـ بِساہنا

۷۴۵ـ بِستار (وِستار)

۷۴۶ـ بِسترا

۷۴۷ـ بَسُدھا

۷۴۸ـ بِسرا

۷۴۹ـ بِسرام

۷۵۰ـ بِس کھپرا

۷۵۱ـ بِس کھوپرا

۷۵۲ـ بسرنا

۷۵۳ـ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۷۵۴ـ بسنت

۷۵۵ـ بسوا (بسوہ)

۷۵۶ـ بسولی

۷۵۷ـ بغلانا

۷۵۸ـ بک ـ وک

۷۵۹ـ بکا

۷۶۰ـ بکاؤل

۷۶۱ـ بکسنا (وکسنا)

۷۵۲ـ بکّل (وکل)

۷۶۳ـ بکلانا

۷۶۴ـ بگنی

۷۶۵ـ بگھار (بگھاری)

۷۶۶ـ بگی

۷۶۷ـ بگ ـ وگ

۷۶۸ـ بگ چھنڈا لگنا

۷۶۹ـ بگدانا ـ بگدنا

۷۷۰ـ بگیر بچہ

۷۷۱ـ بُل

۷۷۲ـ بلا پیسے

۷۷۳۔ بلاغُنڈ
۷۷۴۔ بلاہٹ
۷۷۵۔ بلائی
۷۷۶۔ بلسنا
۷۷۷۔ بلوا
۷۷۸۔ بلوتے
۷۷۹۔ بلوکنا
۷۸۰۔ بلہ بندی ہوگئی
۷۸۱۔ بلہار (بلہاری)
۷۸۲۔ بلی
۷۸۳۔ بلی دان
۷۸۴۔ بلینڈا
۷۸۵۔ بلینڈی
۷۸۶۔ بمکنا
۷۸۷۔ بمن
۷۸۸۔ بنبک
۷۸۹۔ بنتی (ونتی)
۷۹۰۔ بنج (ونج)
۷۹۱۔ بنجھوٹی
۷۹۲۔ بندر گھاؤ ہے
۷۹۳۔ بندری
۷۹۴۔ بندول
۷۹۵۔ بندوہا
۷۹۶۔ بندھوا
۷۹۷۔ بندھیا۔ وندھیا
۷۹۸۔ بندھیج
۷۹۹۔ بنولا چابنا
۸۰۰۔ بنہرا (بنہائی)
۸۰۱۔ بنیٹی۔ بنیٹی کرنا یا پھرانا
۸۰۲۔ بو
۸۰۳۔ بواتھا
۸۰۴۔ بوتو
۸۰۵۔ بوجھ پکڑنا
۸۰۶۔ بوچ
۸۰۷۔ بوچا
۸۰۸۔ بوجنا
۸۰۹۔ بودلا
۸۱۰۔ بودلی
۸۱۱۔ بور
۸۱۲۔ بور
۸۱۳۔ بورانا
۸۱۴۔ بوڑا
۸۱۵۔ بوڑم
۸۱۶۔ بوڑنا
۸۱۷۔ بوڑھی عید
۸۱۸۔ بوڑی
۷۱۹۔ بوڑیا
۸۲۰۔ بوکھلانا
۸۲۱۔ بولا
۸۲۲۔ بولتا
۸۲۳۔ بوالہوس
۸۲۴۔ بونٹ
۸۲۵۔ بونی
۸۲۶۔ بھاپ
۸۲۷۔ بھاجی
۸۲۸۔ بہارن
۸۲۹۔ بھاڑ
۸۳۰۔ بھاڑا
۸۳۱۔ بھاگ گئی
۸۳۲۔ بھال
۸۳۳۔ بہانا
۸۳۴۔ بھانت
۸۳۵۔ بھاج

۸۳۶۔ بھانڈا
۸۳۷۔ بھانجنا
۸۳۸۔ بھانا
۸۳۹۔ بھانا
۸۴۰۔ بہانے
۸۴۱۔ بھاویں، بھانویں، بھانو
۸۴۲۔ بہائی
۸۴۳۔ بھبکانا
۸۴۴۔ بھبکا
۸۴۵۔ بہبہا
۸۴۶۔ بھبھر
۸۴۷۔ بہتا
۸۴۸۔ بھٹ
۸۴۹۔ بھٹنی
۸۵۰۔ بھٹو
۸۵۱۔ بھٹو
۸۵۲۔ بھٹ جانا (بھٹنا)
۸۵۳۔ بھٹھیال
۸۵۴۔ بھجنگ۔ بھجنگا
۸۵۵۔ بھچنپا۔ بھچپا

۸۵۶۔ بھدرا
۸۵۷۔ بھدرک
۸۵۸۔ بھرتر۔ بھرتھری، بھرتری
۸۵۹۔ بھرمانا
۸۶۰۔ بہری
۸۶۱۔ بھری
۸۶۲۔ بھرن
۸۶۳۔ بھشل
۸۶۴۔ بھک
۸۶۵۔ بھکتن
۸۶۶۔ بھکتیا
۸۶۷۔ بھگل
۸۶۸۔ بھکنا
۸۶۹۔ بھگوان
۸۷۰۔ بھگونہا (نون غنہ)
۸۷۱۔ بہلا
۸۷۲۔ بھلاری بھلا
۸۷۳۔ بھلکا
۸۷۴۔ بھنبھوا
۸۷۵۔ بھنڈے خانہ

۸۷۶۔ بھنگی
۸۷۷۔ بہو
۸۷۸۔ بھوج پتر
۸۷۹۔ بھور
۸۸۰۔ بھوکس
۸۸۱۔ بھوگ
۸۸۲۔ بھوگی
۸۸۳۔ بھوئی
۸۸۴۔ بھیا۔ بھئے۔ بھیئ
۸۸۵۔ بھیانک
۸۸۶۔ بھیت
۸۸۷۔ بھیڑیا دھان
۸۸۸۔ بھیگی بلی بتاتا ہے
۸۸۹۔ بھیوا
۸۹۰۔ بیادھ
۸۹۱۔ بیال
۸۹۲۔ بیتال
۸۹۳۔ بے پرد
۸۹۴۔ بیجنتی مال۔ مالا
۸۹۵۔ بے داشت
۸۹۶۔ بیر

۸۹۷۔ بیرن / بیری
۸۹۸۔ بیراگ (وَیراگ) / بیراگن
۸۹۹۔ بیراگنی / بیراگی
۹۰۰۔ بیڑ
۹۰۱۔ بیڑا باندھنا
۹۰۲۔ بیڑن
۹۰۳۔ بیل پھلنا
۹۰۴۔ بیلا
۹۰۵۔ بیلہ ور
۹۰۶۔ بینڈا
۹۰۷۔ بینڈیا
۹۰۸۔ بینی
۹۰۹۔ بیوتات
۹۱۰۔ بیوتات
۹۱۱۔ بےوَحدت
۹۱۲۔ بیُونگا
۹۱۳۔ بیوگ (وَیوگ)
۹۱۴۔ بیہڑ

پ

۹۱۵۔ پاتال
۹۱۶۔ پاتر / پاتریا
۹۱۷۔ پاتراب
۹۱۸۔ پاتوں آ لگنا
۹۱۹۔ پارہ دوز
۹۲۰۔ پاکھا
۹۲۱۔ پاکھر
۹۲۲۔ پاکھنڈ
۹۲۳۔ پاکی لینا
۹۲۴۔ پانچواں سوار
۹۲۵۔ پان
۹۲۶۔ پانس
۹۲۷۔ پانی پی پی کے کوسنا
۹۲۸۔ پانی سے پتلا کرنا
۹۲۹۔ پانی لگنا
۹۳۰۔ پانی مرنا
۹۳۱۔ پاوَک
۹۳۲۔ پاؤں پھیلانا
۹۳۳۔ پاؤں چل جانا
۹۳۴۔ پاؤں ڈگنا
۹۳۵۔ پاؤں قائم کرنا
۹۳۶۔ پاؤں کسی کا گلے میں ڈالنا
۹۳۷۔ پاؤں گاڑنا
۹۳۸۔ پایل
۹۳۹۔ پت
۹۴۰۔ پتریا
۹۴۱۔ پتلی کا تارا کرنا
۹۴۲۔ پتنگ بازی
۹۴۳۔ پتواس
۹۴۴۔ پتیانا
۹۴۵۔ پتّا کاٹنا
۹۴۶۔ پتّن
۹۴۷۔ پَتو
۹۴۸۔ پتُوا
۹۴۹۔ پَتھا
۹۵۰۔ پچھیست
۹۵۱۔ پدَم
۹۵۲۔ پدماوتی
۹۵۳۔ پدمنی
۹۵۴۔ پدھارنا
۹۵۵۔ پدھان۔ پردھان
۹۵۶۔ پَر

۹۵۷۔ پَرات

۹۵۸۔ پُراتم

۹۵۹۔ پراچہ۔ پرانچہ

۹۶۰۔ پراتھنا رپَرارتھنا

۹۶۱۔ پران

۹۶۲۔ پَربھو

۹۶۳۔ پَربیتنا

۹۶۴۔ پَرتل

۹۶۵۔ پَرچل

۹۶۶۔ پَرچنا

۹۶۷۔ پَرچنڈ

۹۶۸۔ پرچونی

۹۶۹۔ پرچھا

۹۷۰۔ برج بھاشا

۹۷۱۔ پَرساد

۹۷۲۔ پرسوت

۹۷۳۔ پرکھا

۹۷۴۔ پرگیری

۹۷۵۔ پَرماتما

۹۷۶۔ پَرَن

۹۷۷۔ پَرنام

۹۷۸۔ پریتم

۹۷۹۔ پریکھا

۹۸۰۔ پرہیز

۹۸۱۔ پڑاپانا

۹۸۲۔ پپا

۹۸۳۔ پُس انداز

۹۸۴۔ پُشتی

۹۸۵۔ پکھارنا

۹۸۶۔ پکھالی

۹۸۷۔ پکھان

۹۸۸۔ پکھوا

۹۸۹۔۔پکھروٹا

۹۹۰۔ پلّا (پلّہ)

۹۹۱۔ پلشت

۹۹۲۔ پکوَل

۹۹۳۔ پلیتھن پکانا

۹۹۴۔ پَن

۹۹۵۔ پنڈ

۹۹۶۔ پنڈارا

۹۹۷۔ پنڈی

۹۹۸۔ پنکھی

۹۹۹۔ پنگا

۱۰۰۰۔ پنہاری

۱۰۰۱۔ پنیری

۱۰۰۲۔ پنیری

۱۰۰۳۔ پنیری جمانا

۱۰۰۴۔ پُودار

۱۰۰۵۔ پورنا

۱۰۰۶۔ پُوسنا

۱۰۰۷۔ پولے تلے گزراں کرنا

۱۰۰۸۔ پھاندی

۱۰۹۰۔ پھاوڑی

۱۰۱۰۔ پھُٹ

۱۰۱۱۔ پھُٹ ہونا

۱۰۱۲۔ پھٹکر

۱۰۱۳۔ پھکوڑیا

۱۰۱۴۔ پَھکوڑیات

۱۰۱۵۔ پھل

۱۰۱۶۔ پھول آتے ہیں

۱۰۱۷۔ پھول ہونا

۱۰۱۸۔ پھونک

۱۰۱۹۔ پھوسی
۱۰۲۰۔ پُھتو
۱۰۲۱۔ پھوٹی سہی آنجنی نہ سہی
۱۰۲۲۔ پھیٹا (پھینٹا)
۱۰۲۳۔ پھیکا
۱۰۲۴۔ پیالہ نوالہ
۱۰۲۵۔ پیالہ ہونا
۱۰۲۶۔ پیپلا
۱۰۲۷۔ پیٹھ لگنا
۱۰۲۸۔ پیچ
۱۰۲۹۔ پیچ کرنا
۱۰۳۰۔ پیچ لینا
۱۰۳۱۔ پیڑ
۱۰۳۲۔ پیغلہ (پیغلی)
۱۰۳۳۔ پیکھنا
۱۰۳۴۔ پیکھنا
۱۰۳۵۔ پیلَھڑ
۱۰۳۶۔ پینچ پانچ
۱۰۳۷۔ پینڈا
۱۰۳۸۔ پینڈا مارنا
۱۰۳۹۔ پینڈی

۱۰۴۰۔ تاجو
۱۰۴۱۔ تاخ
۱۰۴۲۔ تارٹوٹنا
۱۰۴۳۔ تارے دکھانا
۱۰۴۴۔ چومکھ
۱۰۴۵۔ تبارک
۱۰۴۶۔ تازی
۱۰۴۷۔ تاش
۱۰۴۸۔ تاقی
۱۰۴۹۔ تپکنا
۱۰۵۰۔ تختہ ہونا
۱۰۵۱۔ تد
۱۰۵۲۔ تراہ
۱۰۵۳۔ تربندی
۱۰۵۴۔ ترپولیا
۱۰۵۵۔ ترپَھلا
۱۰۵۶۔ ترشُول
۱۰۵۷۔ ترِلوک
۱۰۵۸۔ ترنا
۱۰۵۹۔ ترمرانا
۱۰۶۰۔ ترمری

۱۰۶۱۔ تُرہی۔ تُری
۱۰۶۲۔ تریاچرتر
۱۰۶۳۔ تریاہٹ
۱۰۶۴۔ تریڑے
۱۰۶۵۔ تسکَر
۱۰۶۶۔ تسکَری
۱۰۶۷۔ تعریف المجہول بالمجہول
۱۰۶۸۔ تکبّری
۱۰۶۹۔ تکیہ کلام
۱۰۷۰۔ تل
۱۰۷۱۔ تلادان
۱۰۷۲۔ تلاوڑی
۱۰۷۳۔ تلوارا
۱۰۷۴۔ تلنگا
۱۰۷۵۔ تمباکو
۱۰۷۶۔ تمبُول (تنبول)
۱۰۷۷۔ تمولی (تنبولی)
۱۰۷۸۔ تلوں میں تیل نہ ہونا
۱۰۷۹۔ تناخور (تنہا خور)
۱۰۸۰۔ تُمی (تُمی)
۱۰۸۱۔ تور (تورا/تورن)

۱۰۸۲۔ تواضعِ سمرقندی
۱۰۸۳۔ توتا
۱۰۸۴۔ تھاپنا
۱۰۸۵۔ توسن
۱۰۸۶۔ تھان
۱۰۸۷۔ تھانگ
۱۰۸۸۔ تھتھانا
۱۰۸۹۔ تہایت
۱۰۹۰۔ تھوتھا
۱۰۹۱۔ تھر
۱۰۹۲۔ تھیگلی
۱۰۹۳۔ تھوک لگانا
۱۰۹۴۔ تیا
۱۰۹۵۔ تھیوا
۱۰۹۶۔ تیتر کے منہ پچھی
۱۰۹۷۔ تیاگ
۱۰۹۸۔ تیں
۱۰۹۹۔ تیکھا
۱۱۰۰۔ تیھانا
۱۱۰۱۔ ٹانکی
۱۱۰۲۔ ٹپکی پڑنا

۱۱۰۳۔ ٹپک نویس
۱۱۰۴۔ ٹکور
۱۱۰۵۔ ٹک
۱۱۰۶۔ ٹکی لگانا
۱۱۰۷۔ ٹکورا
۱۱۰۸۔ ٹنک
۱۱۰۹۔ ٹنگ (ٹنک)
۱۱۱۰۔ ٹوپی والا
۱۱۱۱۔ ٹنا
۱۱۱۲۔ ٹھاکر
۱۱۱۳۔ ٹونے سلونے
۱۱۱۴۔ ٹونے ٹوٹکے
۱۱۱۵۔ ٹھٹ (تٹ)
۱۱۱۶۔ ٹھانو (ٹھاؤں)
۱۱۱۷۔ ٹھاؤں ٹھاؤں مارے مارے پھرنا
۱۱۱۸۔ ٹھٹھیرا
۱۱۱۹۔ ٹھٹھانا
۱۱۲۰۔ ٹھرّا
۱۱۲۱۔ ٹھٹھیرے ٹھٹھیرے بدلائی (ٹھٹھیرے ٹھٹھیرے کی بدلئی)

۱۱۲۲۔ ٹھرک
۱۱۲۳۔ ٹھرا
۱۱۲۴۔ ٹھسنا
۱۱۲۵۔ ٹھریا
۱۱۲۶۔ ٹھور رکھنا
۱۱۲۷۔ ٹھٹھنا
۱۱۲۸۔ ٹھپی
۱۱۲۹۔ ٹھہاکا
۱۱۳۰۔ ٹھیکری
۱۱۳۱۔ ٹھیکری چٹنا
۱۱۳۲۔ ٹیپ
۱۱۳۳۔ ٹیپ بھرنا
۱۱۳۴۔ ٹھیکنا
۱۱۳۵۔ ٹیڑا
۱۱۳۶۔ ٹیپنا
۱۱۳۷۔ ٹیسو
۱۱۳۸۔ ٹیکر (ٹیکرا)
۱۱۳۹۔ ٹیل
۱۱۴۰۔ ٹینی

ث

۱۱۴۱۔ ثابت

متروکات کی لغت

جلد دوم جریدہ شمارہ ۲۶

ج ـــــــ ق

ج

۱۱۴۲۔ جاٹھ

۱۱۴۳۔ جاداد

۱۱۴۴۔ جار

۱۱۴۵۔ جارَج (جارُ جات)

۱۱۴۶۔ جاشَریہ

۱۱۴۷۔ جاف

۱۱۴۸۔ جاکڑ

۱۱۴۹۔ جامگی (جامگی)

۱۱۵۰۔ جامہ

۱۱۵۱۔ جانگڑ

۱۱۵۲۔ جاوَک

۱۱۵۳۔ جٹا دَھاری

۱۱۵۴۔ ججمان

۱۱۵۵۔ جَد

۱۱۵۶۔ جَدو رائے (یدورائے)

۱۱۵۷۔ جَدیِ (یدی)

۱۱۵۸۔ جُدے

۱۱۵۹۔ جُدی

۱۱۶۰۔ جُرّا (جرعہ)

۱۱۶۱۔ جُڑنا

۱۱۶۲۔ جڑاور (جڑوال)

۱۱۶۳۔ جُورس (جزورس)

۱۱۶۴۔ جُزگیر رجزوگیر

۱۱۶۵۔ جَک (جکھ)

۱۱۶۶۔ جک کا گُماشتہ

۱۱۶۷۔ جُگ

۱۱۶۸۔ جُگ دار (جگادری)

۱۱۶۹۔ جُگ ڈالنا

۱۱۷۰۔ جُگادری (جغادری)

۱۱۷۱۔ جَگَت

۱۱۷۲۔ جُگ جُگ

۱۱۷۳۔ جگر جگر، وگر دگر

۱۱۷۴۔ جگَری

۱۱۷۵۔ جل جوگنی

۱۱۷۶۔ جَل کُکڑ رجَل کُکڑ

۱۱۷۷۔ جَلُوہ

۱۱۷۸۔ جَلیب

۱۱۷۹۔ جَم

۱۱۸۰۔ جُندھر
۱۱۸۱۔ جُمعگی
۱۱۸۲۔ جُمک
۱۱۸۳۔ جمکُ
۱۱۸۴۔ جمکنا
۱۱۸۵۔ جنتر (ینتر)
۱۱۸۶۔ جنتری
۱۱۸۷۔ جنگ ڈلاری
۱۱۸۸۔ جنگم
۱۱۸۹۔ جنم پتر
۱۱۹۰۔ جنوائی
۱۱۹۱۔ جُواری
۱۱۹۲۔ جُوت
۱۱۹۳۔ جُوگ
۱۱۹۴۔ جوگا
۱۱۹۵۔ پان جوگا
۱۱۹۶۔ جُولا دینا
۱۱۹۷۔ جوں
۱۱۹۸۔ جوں منھا
۱۱۹۹۔ جوین لگ گئیں
۱۲۰۰۔ جھاڑو
۱۲۰۱۔ جہانگیری
۱۲۰۲۔ جھانولی
۱۲۰۳۔ جَھپّان
۱۲۰۴۔ جھپ تالا
۱۲۰۵۔ جُھٹاس
۱۲۰۶۔ جھجھر
۱۲۰۷۔ جَھڑاں
۱۲۰۸۔ جھکُول
۱۲۰۹۔ جُھلا بُور
۱۲۱۰۔ جَھلا جُھل
۱۲۱۱۔ جھُور
۱۲۱۲۔ جھونٹا
۱۲۱۳۔ جھوجھرا (جھوجھڑا)
۱۲۱۴۔ جھول آئی
۱۲۱۵۔ جھومرا
۱۲۱۶۔ جی
۱۲۱۷۔ جیبھ چلانا
۱۲۱۸۔ جی پگھلنا (جی پسیجنا)
۱۲۱۹۔ جِیٹ
۱۲۲۰۔ جیٹھ / جیٹھانی
۱۲۲۱۔ جیوڑا
۱۲۲۲۔ جیہڑ
۱۲۲۳۔ جی کی امان مانگنی (جی کی امان پانی)

چ

۱۲۲۴۔ چاچڑ
۱۲۲۵۔ چالیا
۱۲۲۶۔ چاسنا (چاس کرنا)
۱۲۲۷۔ چاسا
۱۲۲۸۔ چام
۱۲۲۹۔ چبوترہ
۱۲۳۰۔ چپڑ وَخ
۱۲۳۱۔ چپڑُنا / چپڑانا
۱۲۳۲۔ چپکن
۱۲۳۳۔ چپنی
۱۲۳۴۔ چپنی چاٹ کر گزارا کرنا
۱۲۳۵۔ چَپَل / چپلا
۱۲۳۶۔ چَپّن
۱۲۳۷۔ چَپُوٹی
۱۲۳۸۔ چَپّہ
۱۲۳۹۔ چپیٹا

۱۲۴۰۔ چترا
۱۲۴۱۔ چترنی
۱۲۴۲۔ چٹپٹا
۱۲۴۳۔ چٹیا
۱۲۴۴۔ چراغ کا ہنسنا
۱۲۴۵۔ چراغی
۱۲۴۶۔ چر بانک
۱۲۴۷۔ چر یور/چر پوز
۱۲۴۸۔ چرٹ/چرت
۱۲۴۹۔ چرخ چڑھنا (چرخ چڑھانا)
۱۲۵۰۔ چر کٹا
۱۲۵۱۔ چرنٹی
۱۲۵۲۔ چڑ
۱۲۵۳۔ چَسَک (چشک: فارسی)
۱۲۵۴۔ چق چقی
۱۲۵۵۔ چکائی
۱۲۵۶۔ چکان
۱۲۵۷۔ چک چکی
۱۲۵۸۔ چکرۂ
۱۲۵۹۔ چکلا
۱۲۶۰۔ چکلہ
۱۲۶۱۔ چکنی صورت
۱۲۶۲۔ چگوتا
۱۲۶۳۔ چَل
۱۲۶۴۔ چُل
۱۲۶۵۔ چلپک
۱۲۶۶۔ چھلتہ (چھل+تہہ)
۱۲۶۷۔ چلمچی
۱۲۶۸۔ چلَن ہار (چلنے ہار)
۱۲۶۹۔ چلواب کہیں
۱۲۷۰۔ چلوَن
۱۲۷۱۔ چلے جاتی ہے (چلی جاتی ہے)
۱۲۷۲۔ چمُر بری
۱۲۷۳۔ چُمسی (چُمی)
۱۲۷۴۔ چمُوٹی
۱۲۷۵۔ چندرانا
۱۲۷۶۔ چندوا
۱۲۷۷۔ چنڈال
۱۲۷۸۔ چنڈی
۱۲۷۹۔ چُنی
۱۲۸۰۔ چوا
۱۲۸۱۔ چوت
۱۲۸۲۔ چوتالا
۱۲۸۳۔ چوبجگی
۱۲۸۴۔ چورمحل
۱۲۸۵۔ چورنگ اڑادی
۱۲۸۶۔ چوکا
۱۲۸۷۔ چوگھڑا
۱۲۸۸۔ چوماسا
۱۲۸۹۔ چوناپزنی
۱۲۹۰۔ چونپ
۱۲۹۱۔ چھاتی پر مونگ دلنا
۱۲۹۲۔ چھاتی پھٹنا
۱۲۹۳۔ چھاتی گدرانی
۱۲۹۴۔ چھانڈا
۱۲۹۵۔ چھانڈ (چھانڈنا)
۱۲۹۶۔ چھتیسی
۱۲۹۷۔ چھٹی کا راجہ
۱۲۹۸۔ چھچھوندر چھوڑنا
۱۲۹۹۔ چھچھا

۱۳۰۰۔ چھچھانا

۱۳۰۱۔ پَھب تختی

۱۳۰۲۔ چھبیلا

۱۳۰۳۔ چھپیرنا

۱۳۰۴۔ پُھوٹ

۱۳۰۵۔ پھڈا

۱۳۰۶۔ چہرہ

۱۳۰۷۔ چھری تلے دم لینا

۱۳۰۸۔ چھل

۱۳۰۹۔ چھن

۱۳۱۰۔ چھنڈ

۱۳۱۱۔ چھنڈنا

۱۳۱۲۔ چھی

۱۳۱۳۔ چوکی مارنا

۱۳۱۴۔ چیٹک

۱۳۱۵۔ چیرا (چیری)

۱۳۱۶۔ چیر

۱۳۱۷۔ چیرا اتارنا

۱۳۱۸۔ چیرا بند

۱۳۱۹۔ چیلنج

۱۳۲۰۔ چلن ہار (چلنے ہار)

۱۳۲۱۔ چپیت

۱۳۲۲۔ چیں بولنا (چیں ماننا)

ح

۱۳۲۳۔ حاضری

۱۳۲۴۔ حال حال

۱۳۲۵۔ حامیٔ اللاص

۱۳۲۶۔ حج کا سا ارادہ ہے

۱۳۲۷۔ حشری

۱۳۲۸۔ حلاج

۱۳۲۹۔ حلقہ بنی

خ

۱۳۳۰۔ خاصہ پُز

۱۳۳۱۔ خاک پھانکنا

۱۳۳۲۔ خاک ڈالنی (خاک ڈالنا)

۱۳۳۳۔ خال خال

۱۳۳۴۔ خالصہ

۱۳۳۵۔ خانقاہ

۱۳۳۶۔ خانہ آباد دولت زیادہ

۱۳۳۷۔ خالہ کا گھر

۱۳۳۸۔ خام پارہ

۱۳۳۹۔ خبر خضری

۱۳۴۰۔ خبر مطر

۱۳۴۱۔ خنگ رنگ کا

۱۳۴۲۔ خدا کے مارے

۱۳۴۳۔ خر

۱۳۴۴۔ خربشا (خربشی)

۱۳۴۵۔ خشتک

۱۳۴۶۔ خشک بندی

۱۳۴۷۔ خصم (خصم)

۱۳۴۸۔ خصی پرنالہ

۱۳۴۹۔ خصی پلاؤ

۱۳۵۰۔ خصیوں میں تانت باندھ دینا

۱۳۵۱۔ خفا

۱۳۵۲۔ خلاصہ

۱۳۵۳۔ خلقت کی گرمی

۱۳۵۴۔ خُلُکّی

۱۳۵۵۔ خُمرہ (خُمرا)

۱۳۵۶۔ خواص

۱۳۵۷۔خوزادہ (خوزادی)

۱۳۵۸۔خوش خبر

۱۳۵۸۔خون جگر پینا (خون جگر کھانا)

۱۳۶۰۔خون چاٹنا

۱۳۶۱۔خَیش

۱۳۶۲۔خیش

د

۱۳۶۳۔داب

۱۳۶۴۔دات

۱۳۶۵۔دادؤ

۱۳۶۶۔دار/دارا

۱۳۶۷۔داربست

۱۳۶۸۔دارو

۱۳۶۹۔دارو

۱۳۷۰۔داروسیسہ/داروڑا

۱۳۷۱۔داروڑی

۱۳۷۲۔داکھ

۱۳۷۳۔دام

۱۳۷۴۔داماساہی

۱۳۷۵۔دام دار

۱۳۷۶۔دامنی

۱۳۷۷۔ دانا یانِ فرنگ احمقانِ ہند

۱۳۷۸۔دانہ دان کرنا

۱۳۷۹۔دانہ کیش

۱۳۸۰۔داوَنی/داونی

۱۳۸۱۔دایم المرض

۱۳۸۲۔دائی

۱۳۸۳۔دَب

۱۳۸۴۔دُبّ

۱۳۸۵۔دُبدھا

۱۳۸۶۔دَپَدَ پانا/دَپدَ پاہٹ

۱۳۸۷۔دِھونا

۱۳۸۸۔دَرَا کُشا

۱۳۸۹۔دُرْبھاگی

۱۳۹۰۔دَرپَن

۱۳۹۱۔دَرْخرچی

۱۳۹۲۔دردامن

۱۳۹۳۔دَرْکانا

۱۳۹۴۔درمیان دینا

۱۳۹۵۔درونہ

۱۳۹۶۔دَز وانخچی

۱۳۹۷۔دڑ مار گیا

۱۳۹۸۔دڑیڑے دڑیڑے

۱۳۹۹۔دستخطی

۱۴۰۰۔دست فروش (دست فروشی)

۱۴۰۱۔دست گاہ

۱۴۰۲۔دست الاف

۱۴۰۳۔دستوری

۱۴۰۴۔دستوری کا نکال گیا

۱۴۰۵۔دشمن چراغ پاؤں

۱۴۰۶۔دعوت شیراز

۱۴۰۷۔دِکشول

۱۴۰۸۔دِگ

۱۴۰۹۔دِگمبر

۱۴۱۰۔دِگ ناری

۱۴۱۱۔دَل

۱۴۱۲۔دَلوال

۱۴۱۳۔دِل پانا

۱۴۱۴۔دل پیچھے پڑنا

۱۴۱۵۔دل چلنا

۱۴۱۶۔دَلدا پیش گیر

۱۴۱۷۔ دِلدّر
۱۴۱۸۔ دِلدر نکالنا
۱۴۱۹۔ دل سوز خانہ تراش
۱۴۲۰۔ دِل کرنا
۱۴۲۱۔ دل گیوں
۱۴۲۲۔ دل مرغ
۱۴۲۳۔ دلوں سے
۱۴۲۴۔ دلی کی دلوالی منہ چکنا پیٹ خالی
۱۴۲۵۔ دَمڑی
۱۴۲۶۔ دَنّا
۱۴۲۷۔ دُند
۱۴۲۸۔ دندان مُزد
۱۴۲۹۔ دَواب
۱۴۳۰۔ دَوَاج
۱۴۳۱۔ دُوار
۱۴۳۲۔ دوار پال
۱۴۳۳۔ دوار پالی
۱۴۳۴۔ دو از دہ ماہی رخصت مل گئی
۱۴۳۵۔ دوآشیانہ

۱۴۳۶۔ دُوال/دُوالی
۱۴۳۷۔ دُوال بند/دوالی بند
۱۴۳۸۔ دوبَزدا/دوبَلدَا
۱۴۳۹۔ دُوت دات
۱۴۴۰۔ دوٹانک کی کماں
۱۴۴۱۔ دوخَما
۱۴۴۲۔ دور ہونا
۱۴۴۳۔ دوڑا
۱۴۴۴۔ دَوڑی
۱۴۴۵۔ دوکان بڑھادی
۱۴۴۶۔ دولوہی
۱۴۴۷۔ دَوْنْ
۱۴۴۸۔ دَوْنَا/دَوْنہ
۱۴۴۹۔ دووَرْتی
۱۴۵۰۔ دوہاجو
۱۴۵۱۔ دوہتا/ دوہتر/ دوہتری/دوہتی
۱۴۵۲۔ دَہا
۱۴۵۳۔ دھاپ
۱۴۵۴۔ دھار پرمارنا
۱۴۵۵۔ دہ دلا

۱۴۵۶۔ دھونی
۱۴۵۷۔ دھونی اگانی
۱۴۵۸۔ دہ ذہی
۱۴۵۹۔ دیوداسی
۱۴۶۰۔ دیوان
۱۴۶۱۔ دیوان جی
۱۴۶۲۔ دِھی/دِھیا
۱۴۶۳۔ دَھانگڑ
۱۴۶۴۔ دَہباشی
۱۴۶۵۔ دُھتّا
۱۴۶۶۔ دُھتّا بتانا
۱۴۶۷۔ دُھتّا دینا
۱۴۶۸۔ دُہتا/دُہتر
۱۴۶۹۔ دُہتا/ دُھوتر ار/ دہتری/دہتی
۱۴۷۰۔ دِھرانا
۱۴۷۱۔ دِھرابَر
۱۴۷۲۔ دَھرَن
۱۴۷۳۔ دَھرن ڈگنی
۱۴۷۴۔ دِھری
۱۴۷۵۔ دَھریچا

۱۴۷۶۔دَھنتر ارِدَھنتر
۱۴۷۷۔ دَھنیے کی کھوپری میں پانی پلانا
۱۴۷۸۔دھواں بکھیر دیا
۱۴۷۹۔دھوپ
۱۴۸۰۔دھوپ
۱۴۸۱۔دھووری
۱۴۸۲۔دھون
۱۴۸۳۔دھونتال
۱۴۸۴۔دھونتال پن
۱۴۸۵۔دھونتالی
۱۴۸۶۔دھونسا
۱۴۸۷۔دھونسا کھانا
۱۴۸۸۔دِھیر
۱۴۸۹۔دھیر بندھنا
۱۴۹۰۔دِھیرَج
۱۴۹۱۔دھیری
۱۴۹۲۔دہ یکی
۱۴۹۳۔دیہہ
۱۴۹۴۔ڈَاب
۱۴۹۵۔ڈار
۱۴۹۶۔ڈانک
۱۴۹۷۔ڈانگ
۱۴۹۸۔ڈانگر رڈنگر
۱۴۹۹۔ڈام
۱۵۰۰۔ڈبکا
۱۵۰۱۔ڈڈو
۱۵۰۲۔ڈُریانا
۱۵۰۳۔ڈزیں مارنا
۱۵۰۴۔ڈلک رڈھلک
۱۵۰۵۔ڈلک
۱۵۰۶۔ڈنڈے کھیلنا
۱۵۰۷۔ڈَنگُوارا
۱۵۰۸۔ڈنگواری
۱۵۰۹۔ڈُوررہونا
۱۵۱۰۔ڈُوریا
۱۵۱۱۔ڈَول
۱۵۱۲۔ڈَھڈَھا
۱۵۱۳۔ڈَھڈھانا
۱۵۱۴۔ڈِہر
۱۵۱۵۔ڈَھکانا
۱۵۱۶۔ڈھلایَت
۱۵۱۷۔ڈھلیت
۱۵۱۸۔ڈھلیتی
۱۵۱۹۔ڈھنڈورا
۱۵۲۰۔ڈھوڑا
۱۵۲۱۔ڈھینڈھا
۱۵۲۲۔ڈھینڈی
۱۵۲۳۔ڈیرا/ڈانڈا
۱۵۲۴۔ڈیڑھ گت
۱۵۲۵۔ڈینگ
۱۵۲۶۔ذوجتیں مہینے
۱۵۲۷۔راتنا
۱۵۲۸۔راجا ماری پودنی بیر بساون جائے
۱۵۲۹۔راجا کا دوجا بکری کا تیجا خراب ہے
۱۵۳۰۔راس
۱۵۳۱۔راگ لانا
۱۵۳۲۔رال
۱۵۳۳۔رال اڑانا
۱۵۳۴۔راے خورے
۱۵۳۵۔رانڈ کڑھی

۱۵۳۶۔راوٹی
۱۵۳۷۔راہنا
۱۵۳۸۔رَبڑ
۱۵۳۹۔رَتن
۱۵۴۰۔رتّی
۱۵۴۱۔رَٹ کیل
۱۵۴۲۔رَجا
۱۵۴۳۔رِجل
۱۵۴۴۔رَسکوک
۱۵۴۵۔رضا
۱۵۴۶۔رضائی
۱۵۴۷۔رکاب
۱۵۴۸۔رُک رک کے
۱۵۴۹۔رُکن
۱۵۵۰۔رُنجن
۱۵۵۱۔رُند
۱۵۵۲۔رنگ راتنا
۱۵۵۳۔روپا
۱۵۵۴۔روُغ جُوڑ
۱۵۵۵۔روُغ راستی
۱۵۵۶۔روُغ موٹ

۱۵۵۷۔روکڑ
۱۵۵۸۔روکڑ ملنا
۱۵۵۹۔روم روم
۱۵۶۰۔روماوَلی
۱۵۶۱۔رَوَنڈی ہے
۱۵۶۲۔روہین
۱۵۶۳۔رَہَس
۱۵۶۴۔رِہَکلہ
۱۵۶۵۔رِیل
۱۵۶۶۔رِیل پیل
۱۵۶۷۔ریجھ
۱۵۶۸۔ریجھ بچانا
۱۵۶۹۔ریجھ بچاؤ
۱۵۷۰۔ریوڑی
۱۵۷۱۔ ریوڑی کے پھیر میں آنا
۱۵۷۲۔رِسانا
۱۵۷۳۔رَینی
۱۵۷۴۔زَہیر
۱۵۷۵۔زِی
۱۵۷۶۔زیارت و بازدید

س

۱۵۷۷۔ساتاروہن
۱۵۷۸۔سادہ سُودہ
۱۵۷۹۔ساڈھوِی
۱۵۸۰۔سَارَسوَت
۱۵۸۱۔سارنگ
۱۵۸۲۔ساکا
۱۵۸۳۔ سالگ رام سے چکی بھلی جو دنیا کھاوے پیس
۱۵۸۴۔سَالنا
۱۵۸۵۔سانبھر
۱۵۸۶۔سانپ سونگھی چیز ہے
۱۵۸۷۔سانٹھ۔سانٹ
۱۵۸۸۔سانٹھنا، سانٹھ ملانا
۱۵۸۹۔سانجھ۔سَنجھا
۱۵۹۰۔سانڈو
۱۵۹۱۔سانسا
۱۵۹۲۔سَانُسنا
۱۵۹۳۔سانکر
۱۵۹۴۔ساہ گئی
۱۵۹۵۔سائی

۱۵۹۶۔ سَبزی
۱۵۹۷۔ سَبکی ۔ سَبکیاں
۱۵۹۸۔ ستارہ
۱۵۹۹۔ ستوانسا
۱۶۰۰۔ سَتّو خورہ
۱۶۰۱۔ سَتّوَنتی
۱۶۰۲۔ سٹکانا، سٹک جانا، سٹکنا
۱۶۰۳۔ سَخَہ
۱۶۰۴۔ سُرَت
۱۶۰۵۔ سُرَت ۔ سُرَتا
۱۶۰۶۔ سُرت نہیں
۱۶۰۷۔ سَرَجَن
۱۶۰۸۔ سَرَجنا
۱۶۰۹۔ سَرَجَنہار
۱۶۱۰۔ سر چڑھانا
۱۶۱۱۔ سرچڑھ کے مرنا
۱۶۱۲۔ سرحان
۱۶۱۳۔ سرڈوب ہونا
۱۶۱۴۔ سَرِس
۱۶۱۵۔ سرسائی
۱۶۱۶۔ سرکھلا

۱۶۱۷۔ سرمنڈانا
۱۶۱۸۔ سُرنگار
۱۶۱۹۔ سولہ سنگھار
۱۶۲۰۔ سَروپا
۱۶۲۱۔ سروِ چراغاں
۱۶۲۲۔ سرونج پسانا
۱۶۲۳۔ سَرُوہی
۱۶۲۴۔ سبز ہونا
۱۶۲۵۔ سَریکھا
۱۶۲۶۔ سڑک
۱۶۲۷۔ سَزاوَل
۱۶۲۸۔ سفر کرنا
۱۶۲۹۔ سِفلی عمل
۱۶۳۰۔ سَقطی نامہ
۱۶۳۱۔ سَکار
۱۶۳۲۔ سُکلی گرم
۱۶۳۳۔ سکورہ
۱۶۳۴۔ سکھ تلا
۱۶۳۵۔ سَکینا
۱۶۳۶۔ سَکیلنا
۱۶۳۷۔ سلاطین

۱۶۳۸۔ سَلون
۱۶۳۹۔ سَم
۱۶۴۰۔ ساجی
۱۶۴۱۔ سَمَت
۱۶۴۲۔ سَمَبندھ
۱۶۴۳۔ سَمُجھاؤنا
۱۶۴۴۔ سَمبھرم
۱۶۴۵۔ سَمبھوگ
۱۶۴۶۔ سَمپت
۱۶۴۷۔ سُمَرن
۱۶۴۸۔ سَمیر
۱۶۴۹۔ سَناتن
۱۶۵۰۔ سَناتن دھرم
۱۶۵۱۔ سُنبل
۱۶۵۲۔ سنٹھ
۱۶۵۳۔ سَنجم
۱۶۵۴۔ سَنجوگ
۱۶۵۵۔ سَنجھا (سَندھیا)
۱۶۵۶۔ سَنجیو
۱۶۵۷۔ سَنجیون
۱۶۵۸۔ سَنجیونی

۱۶۵۹۔ سَنچت
۱۶۶۰۔ سَندھان
۱۶۶۱۔ سَنگار
۱۶۶۲۔ سَنگر
۱۶۶۳۔ سَنگرَ
۱۶۶۴۔ سَنگل
۱۶۶۵۔ سَنمکھ
۱۶۶۶۔ سَنگھ
۱۶۶۷۔ سَنگھو / سَنگھنی
۱۶۶۸۔ سنگ پا، سنگ پائے
۱۶۶۹۔ سنگِ فرش
۱۶۷۰۔ سِنہار
۱۶۷۱۔ سنہرا
۱۶۷۲۔ سواپائی
۱۶۷۳۔ سوارکاری
۱۶۷۴۔ سواری
۱۶۷۵۔ سوال
۱۶۷۶۔ سوس
۱۶۷۷۔ سوکن، سوت
۱۶۷۸۔ سوگی
۱۶۷۹۔ سول

۱۶۸۰۔ سول
۱۶۸۱۔ سولہ بکھی
۱۶۸۲۔ سوم
۱۶۸۳۔ سُون
۱۶۸۴۔ سُونا
۱۶۸۵۔ سُونٹ
۱۶۸۶۔ سوٹھ
۱۶۸۷۔ سونا سوگند
۱۶۸۸۔ سوندھا
۱۶۸۹۔ سونگا
۱۶۹۰۔ سونگھا
۱۶۹۱۔ سوُنہہ
۱۶۹۲۔ سُونہیں
۱۶۹۳۔ سوہا
۱۶۹۴۔ سوہرائی
۱۶۹۵۔ سوئی کے ناکے سے خدائی کو نکالنا
۱۶۹۶۔ سُوِیران
۱۶۹۷۔ سَوَیمبُر
۱۶۹۸۔ سِہَرنا
۱۶۹۹۔ سُہَرنا

۱۷۰۰۔ سَہودر
۱۷۰۱۔ سے
۱۷۰۲۔ سیاہا۔ سیاہہ
۱۷۰۳۔ سیتا پھل
۱۷۰۴۔ سیتنا۔ سینتنا
۱۷۰۵۔ سیتل پائی
۱۷۰۶۔ سیچنا (سیچ نا)
۱۷۰۷۔ سیدنا
۱۷۰۸۔ سیر
۱۷۰۹۔ سیئر
۱۷۱۰۔ سیف زبان
۱۷۱۱۔ سالِ فصلی
۱۷۱۲۔ سیکا
۱۷۱۳۔ سیکری
۱۷۱۴۔ سیل
۱۷۱۵۔ سیل (بروزن جیل)
۱۷۱۶۔ سیلی
۱۷۱۷۔ سَین
۱۷۱۸۔ سیندھ
۱۷۱۹۔ سیندھا
۱۷۲۰۔ سینگا لگے

۱۷۲۱۔سیورا(سیوڑا)

ش

۱۷۲۲۔شام
۱۷۲۳۔شاخ سانہ
۱۷۲۴۔شام کے مردے کو کب تک روییٔے
۱۷۲۵۔شامل
۱۷۲۶۔شان
۱۷۲۷۔شَبنَم
۱۷۲۸۔شُھہ لگن
۱۷۲۹۔شَت درو
۱۷۳۰۔شُد کار
۱۷۳۱۔شُدْھ
۱۷۳۲۔شُدّھی
۱۷۳۳۔شِری
۱۷۳۴۔شَرْطی
۱۷۳۵۔شَش سَری
۱۷۳۶۔شِق دار
۱۷۳۷۔شکتی
۱۷۳۸۔شگنی
۱۷۳۹۔شَلْغَ
۱۷۴۰۔شَلفینہ۔شَلْفِیہَ
۱۷۴۱۔شَلَک
۱۷۴۲۔شلوکا
۱۷۴۳۔شَمسہ
۱۷۴۴۔شمسی
۱۷۴۵۔شمع
۱۷۴۶۔شمع کا چور
۱۷۴۷۔شَنَاہ
۱۷۴۸۔شَندہ
۱۷۴۹۔شوبھا
۱۷۵۰۔شِوْپُری
۱۷۵۱۔شوم
۱۷۵۲۔شہد لگا کے الگ ہو جانا
۱۷۵۳۔شُہدا
۱۷۵۴۔شِبیہ
۱۷۵۵۔شیر زِشت
۱۷۵۶۔شیپ شپس (بروزن کھیت)
۱۷۵۷۔شیتل
۱۷۵۸۔شیروانی
۱۷۵۹۔شیشا
۱۷۶۰۔شیشے میں اتارنا

ص

۱۷۶۱۔صبح خیزیا،صبح خیزا
۱۷۶۲۔صحنک
۱۷۶۳۔بی بی کی صحنک
۱۷۶۴۔صدا کہنا
۱۷۶۵۔صلائے سمرقندی
۱۷۶۶۔صَندل گھسنا
۱۷۶۷۔صنم کا کھیل
۱۷۶۸۔صَید

ض

۱۷۶۹۔ضِلَعْ

ط

۱۷۷۰۔طَرَف
۱۷۷۱۔طَرق
۱۷۷۲۔طَیّورقیُور
۱۷۷۳۔طیوروں

ظ

۱۷۷۴۔ظِلِّ ظلیل

۱۷۷۵۔ظہورا

۱۷۷۶۔ظہیر

ع

۱۷۷۷۔عالم گیری

۱۷۷۸۔عبرہ

۱۷۷۹۔عرب سرائے

۱۷۸۰۔عرعر

۱۷۸۱۔عزب

۱۷۸۲۔عسب

۱۷۸۳۔عسراء

۱۷۸۴۔عشق ہے

۱۷۸۵۔علاقہ بند

۱۷۸۶۔عَمَلدُستگ

۱۷۸۷۔عورتوں کے مہینے

غ

۱۷۸۸۔غچلی پن

۱۷۸۹۔غارت غول

۱۷۹۰۔غل

۱۷۹۱۔غلام گردش

۱۷۹۲۔غُلیلا

ف

۱۷۹۳۔فارسی بگھارنا

۱۷۹۴۔فارغ خطی

۱۷۹۵۔فارغ خطی لکھوانا

۱۷۹۶۔فراق

۱۷۹۷۔(اسکے) فلک کو خبر نہ ہونا

۱۷۹۸۔فَوتی

۱۷۹۹۔فوتی فراری

۱۸۰۰۔فوتی نامہ

۱۸۰۱۔فوارہ

۱۸۰۲۔فُوہ

۱۸۰۳۔فی

۱۸۰۴۔فَیق

ق

۱۸۰۵۔قزلباش

۱۸۰۶۔قاضی قدوہ

۱۸۰۷۔قُبُل

۱۸۰۸۔قرآن اٹھانا

۱۸۰۹۔قُرطُ

۱۸۱۰۔قُلتَین

۱۸۱۱۔قُور

۱۸۱۲۔قُول

۱۸۱۳۔قُہ

۱۸۱۴۔قیف

متروکات کی لغت

جلد دوم جریدہ شمارہ ۲۸

ک ـــــ ی

ک

۱۸۱۵۔ کاتبی

۱۸۱۶۔ کاتک کتیا ماہ بلائی
چیت چڑی، بیسا کھ لگائی

۱۸۱۷۔ کاج

۱۸۱۸۔ کاجو بھوجو

۱۸۱۹۔ کمال کرنا

۱۸۲۰۔ کاچھ

۱۸۲۱۔ کاچھ کچھنا

۱۸۲۲۔ کاچھی

۱۸۲۳۔ کارڈ

۱۸۲۴۔ کاڑھ

۱۸۲۵۔ کاس

۱۸۲۶۔ کاس

۱۸۲۷۔ کافر

۱۸۲۸۔ کال پڑنا

۱۸۲۹۔ کالا چور

۱۸۳۰۔ کالا بال

۱۸۳۱۔ کام

۱۸۳۲۔ کامنا

۱۸۳۳۔ کامنی

۱۸۳۴۔ کاموں

۱۸۳۵۔ کان پر جوں نہ
چلنا/کان پر جوں نہ رینگنا

۱۸۳۶۔ کانس

۱۸۳۷۔ کانس میں تیرنا

۱۸۳۸۔ کپال

۱۸۳۹۔ کپال پھوٹنا

۱۸۴۰۔ کپال کھلنا

۱۸۴۱۔ کپالی آسن

۱۸۴۲۔ کپٹ

۱۸۴۳۔ کپٹی

۱۸۴۴۔ کپول (بروزن
بول بمعنی کہہ)

۱۸۴۵۔ کترانا

۱۸۴۶۔ کٹ جانا

۱۸۴۷۔ کٹک

۱۸۴۸۔ کٹم، کٹمب

۱۸۴۹۔ کٹن، کٹنا

۱۸۵۰۔ کٹنی
۱۸۵۱۔ کٹوروں کی جھنکار
۱۸۵۲۔ کجلی بن
۱۸۵۳۔ کچ، کچا، کچی
۱۸۵۴۔ بھٹنی
۱۸۵۵۔ کچال
۱۸۵۶۔ کچھ، کچھار
۱۸۵۷۔ کچھ تم سمجھے
۱۸۵۸۔ کچے گھڑے پانی بھرنا
۱۸۵۹۔ کدو، کدّو
۱۸۶۰۔ کر
۱۸۶۱۔ کر
۱۸۶۲۔ کر باندھنا، کر لگانا
۱۸۶۳۔ کرتی
۱۸۶۴۔ کرسف
۱۸۶۵۔ کرسی
۱۸۶۶۔ کرم سینکہ
۱۸۶۷۔ کرنی
۱۸۶۸۔ کروا
۱۸۶۹۔ کرورا، کروڑا

۱۸۷۰۔ کروڑ
۱۸۷۱۔ کروڑا رکروڑی
۱۸۷۲۔ کروہ
۱۸۷۳۔ کریال
۱۸۷۴۔ کریال
۱۸۷۵۔ کڑ
۱۸۷۶۔ کڑکھا
۱۸۷۷۔ کڑکھیت
۱۸۷۸۔ کسالا
۱۸۷۹۔ کسبی رکنجری رکنچنی
۱۸۸۰۔ کسن
۱۸۸۱۔ کسنا
۱۸۸۲۔ کفن پھاڑ کے بولنا
۱۸۸۳۔ ککوڑا
۱۸۸۴۔ کلا
۱۸۸۵۔ کلابتو
۱۸۸۶۔ کلال، کلار
۱۸۸۷۔ کلسی
۱۸۸۸۔ کلما
۱۸۸۹۔ کلنگ، کلنک
۱۸۹۰۔ کلوٹا

۱۸۹۱۔ کلول
۱۸۹۲۔ کلول
۱۸۹۳۔ کلید پیچ
۱۸۹۴۔ کماویں میاں خا نخاناں اڑاویں میاں فہیم
۱۸۹۵۔ کماہہ
۱۸۹۶۔ کم کم
۱۸۹۷۔ کمانچہ، کماچہ
۱۸۹۸۔ کم پائی
۱۸۹۹۔ کمری
۱۹۰۰۔ کم سوار
۱۹۰۱۔ کم صلا
۱۹۰۲۔ کنا گت
۱۹۰۳۔ کنپانا
۱۹۰۴۔ کنٹر
۱۹۰۵۔ کنٹک
۱۹۰۶۔ کنچا
۱۹۰۷۔ کنچن
۱۹۰۸۔ کنچک، کنچکی
۱۹۰۹۔ کنڈورا
۱۹۱۰۔ کنڈوری

۱۹۱۱۔ گُندی کرنا
۱۹۱۲۔ گُنڈ
۱۹۱۳۔ گُنگ
۱۹۱۴۔ گنگاج
۱۹۱۵۔ گنگاش
۱۹۱۶۔ گنگالیش
۱۹۱۷۔ گنگاپش
۱۹۱۸۔ گنگا
۱۹۱۹۔ گنے
۱۹۲۰۔ گنیٹھا
۱۹۲۱۔ کوآچھڑانا
۱۹۲۲۔ کوت
۱۹۲۳۔ کوتنا
۱۹۲۴۔ کوتوال
۱۹۲۵۔ گوتُھ
۱۹۲۶۔ کوتھمیر، کوتمیر
۱۹۲۷۔ کوٹھی
۱۹۲۸۔ کوٹ گڑارا
۱۹۲۹۔ کوٹھی
۱۹۳۰۔ کوٹھی بیٹھنا
۱۹۳۱۔ کوٹھی بیٹھنا یا بٹھانا
۱۹۳۲۔ کوٹھی کھولنا
۱۹۳۳۔ کُوچنا
۱۹۳۴۔ کور
۱۹۳۵۔ کورنا
۱۹۳۶۔ کُورز
۱۹۳۷۔ کوڑی
۱۹۳۸۔ کوک
۱۹۳۹۔ کوک شاستر
۱۹۴۰۔ کوکرمُتا
۱۹۴۱۔ کوکلا
۱۹۴۲۔ کوکل آنکھ
۱۹۴۳۔ کومَل
۱۹۴۴۔ کھاری کنویں میں گیا
۱۹۴۵۔ کھاری کنویں میں ڈال دینا
۱۹۴۶۔ گھانڈا
۱۹۴۷۔ کھپّر
۱۹۴۸۔ کھتّا
۱۹۴۹۔ کھٹائی میں پڑنا
۱۹۵۰۔ کھجّلانا
۱۹۵۱۔ کھڈگ
۱۹۵۲۔ کُھرّا
۱۹۵۳۔ کھرتل
۱۹۵۴۔ کھُر کھوج
۱۹۵۵۔ کھڑا کھیل فرخ آبادی
۱۹۵۶۔ کھڑپیچ
۱۹۵۷۔ کھڑی رکھی
۱۹۵۸۔ کُھروا
۱۹۵۹۔ کھڑپیچ
۱۹۶۰۔ کھسلنا
۱۹۶۱۔ کھسی
۱۹۶۲۔ کھلانا
۱۹۶۳۔ کھلڑی
۱۹۶۴۔ کُھلنا
۱۹۶۵۔ کھلی
۱۹۶۶۔ کھلے بندوں
۱۹۶۷۔ کھُن
۱۹۶۸۔ کھنڈانا
۱۹۶۹۔ کھنڈلنا
۱۹۷۰۔ کھنہ لنگ

۱۹۷۱۔ کھوکھا
۱۹۷۲۔ کھوئی
۱۹۷۳۔ کیتکی
۱۹۷۴۔ کیٹ
۱۹۷۵۔ کیل

گ

۱۹۷۶۔ گابھ
۱۹۷۷۔ گات
۱۹۷۸۔ گاتھا
۱۹۷۹۔ گاتی
۱۹۸۰۔ گارو، گاڈرو رگارڑو
۱۹۸۱۔ گاڈر
۱۹۸۲۔ گانڈا
۱۹۸۳۔ گُپت ۔ گُپتی
۱۹۸۴۔ گت پھری
۱۹۸۵۔ گُچی رپچھی، گوچی، گوچھی
۱۹۸۶۔ گدروٹ مچادی
۱۹۸۷۔ گدڑھی
۱۹۸۸۔ رگڑ دہونا
۱۹۸۹۔ گذری
۱۹۹۰۔ گزبھ
۱۹۹۱۔ گردن کے ڈورے، گردن کاڈورا
۱۹۹۲۔ گرمی کا چہرا
۱۹۹۳۔ گزوا
۱۹۹۴۔ گُسائین، گُسائی
۱۹۹۵۔ گُستانگر
۱۹۹۶۔ گلاب
۱۹۹۷۔ گلا بندھانا
۱۹۹۸۔ گل بازی
۱۹۹۹۔ گل تکیہ
۲۰۰۰۔ گلچھڑی
۲۰۰۱۔ گل چھرے اڑانا
۲۰۰۲۔ گُل چلا
۲۰۰۳۔ گُل ریز
۲۰۰۴۔ گلستان کا باب پنجم
۲۰۰۵۔ گلے پڑنا
۲۰۰۶۔ گُلیز
۲۰۰۷۔ گُم
۲۰۰۸۔ گمٹ
۲۰۰۹۔ گمک
۲۰۱۰۔ گنج
۲۰۱۱۔ گنج
۲۰۱۲۔ گنجایشی
۲۰۱۳۔ گنگارام
۲۰۱۴۔ گوپی چندن
۲۰۱۵۔ گور پر گور کرنی
۲۰۱۶۔ گورنا، گوڑنا
۲۰۱۷۔ گوری
۲۰۱۸۔ گوری
۲۰۱۹۔ گوڑ
۲۰۲۰۔ گوڑپڑنا
۲۰۲۱۔ گوڑٹوٹنا
۲۰۲۲۔ گوڑچھونا
۲۰۲۳۔ گوڑرگڑنا
۲۰۲۴۔ گوڑا
۲۰۲۵۔ گوڑھ
۲۰۲۶۔ گوڑ ھج
۲۰۲۷۔ گوڑھ مارگ
۲۰۲۸۔ گوکھ، گوک
۲۰۲۹۔ گوکھوالی
۲۰۳۰۔ گوگا

۲۰۳۱۔ گولک
۲۰۳۲۔ گولک (غلک)
۲۰۳۳۔ گون
۲۰۳۴۔ گوں
۲۰۳۵۔ گونتھنا۔ گوتھنا
۲۰۳۶۔ گہہ
۲۰۳۷۔ گہہ باندھنا
۲۰۳۸۔ گہہ بیٹھنا
۲۰۳۹۔ گھاٹ
۲۰۴۰۔ گُہار
۲۰۴۱۔ گھالنا
۲۰۴۲۔ گھام
۲۰۴۳۔ گُھتیا، گھاتیا
۲۰۴۴۔ گھٹنا بڑھنا
۲۰۴۵۔ گھر جانا
۲۰۴۶۔ گُھرسنا
۲۰۴۷۔ گُھڑ چڑھی
۲۰۴۸۔ گھڑسال
۲۰۴۹۔ گھڑی میں تولا
گھڑی میں ماشا
۲۰۵۰۔ گُھس پَیٹھ

۲۰۵۱۔ گھنگچی
۲۰۵۲۔ گُھوڑیاں
۲۰۵۳۔ گھورچی
۲۰۵۴۔ گھوسی
۲۰۵۵۔ گھونگھٹ
۲۰۵۶۔ گھونگھٹ کرنا
۲۰۵۷۔ گھونگھٹ کھانا
۲۰۵۸۔ گھونگھٹ کا دروازہ
۲۰۵۹۔ گھونگھری
۲۰۶۰۔ گھونگی۔ گھونگھی
۲۰۶۱۔ گیلٹر
۲۰۶۲۔ پَر کٹے
۲۰۶۳۔ گین باز

ل

۲۰۶۴۔ لَا
۲۰۶۵۔ لاش کو آگے دھرنا
۲۰۶۶۔ لام
۲۰۶۷۔ لانگنا۔ لانگھنا
۲۰۶۸۔ لاہا
۲۰۶۹۔ لَبنی
۲۰۷۰۔ لِبیدا

۲۰۷۱۔ لَپ جھپ
۲۰۷۲۔ لِپٹن رِلِفٹن
۲۰۷۳۔ لَتَر
۲۰۷۴۔ لُترا
۲۰۷۵۔ لَتا پَتا
۲۰۷۶۔ لَتا دھاری
۲۰۷۷۔ لَٹ پٹا
۲۰۷۸۔ لَٹ پٹانا
۲۰۷۹۔ لَٹ پٹانا
۲۰۸۰۔ لَٹ دھاری
۲۰۸۱۔ لَتّس
۲۰۸۲۔ لَٹنا
۲۰۸۳۔ لُچ
۲۰۸۴۔ لُچّا
۲۰۸۵۔ لچھی
۲۰۸۶۔ لَر بَردیدہ
۲۰۸۷۔ لڑ میں رہنا
۲۰۸۸۔ لَسَکنا
۲۰۸۹۔ لُطفی
۲۰۹۰۔ لعنت کرنا
۲۰۹۱۔ للّٹی

۲۰۹۲۔ لگولکٹی
۲۰۹۳۔ لُکنا
۲۰۹۴۔ لکّھا
۲۰۹۵۔ لکھا بیسوا
۲۰۹۶۔ لگ چلنا
۲۰۹۷۔ لگواڑ
۲۰۹۸۔ لگی
۲۰۹۹۔ لنگی
۲۱۰۰۔ لنگی کرنا
۲۱۰۱۔ لوٹے نمک ڈالا
۲۱۰۲۔ لُودھ
۲۱۰۳۔ لوُند
۲۱۰۴۔ لبیسہ
۲۱۰۵۔ لوَند
۲۱۰۶۔ لونا چماری
۲۱۰۷۔ لونی
۲۱۰۸۔ لہری
۲۱۰۹۔ لہلوٹ
۲۱۱۰۔ لہلہانا
۲۱۱۱۔ لہنج
۲۱۱۲۔ لیچڑ

۲۱۱۳۔ لیر
۲۱۱۴۔ لیزم
۲۱۱۵۔ لے رہنا
۲۱۱۶۔ لیلاوتی
۲۱۱۷۔ لینا ایک نہ دینا دو
۲۱۱۸۔ لیلنا
۲۱۱۹۔ لہلوٹ
۲۱۲۰۔ لھنڈا
۲۱۲۱۔ لیو، لیوا

م

۲۱۲۲۔ ماپا شوربا اور گنی ڈلیاں
۲۱۲۳۔ ماپنا
۲۱۲۴۔ ماتنا
۲۱۲۵۔ ماخام
۲۱۲۶۔ مادِکتا
۲۱۲۷۔ مادرِ بخطا
۲۱۲۸۔ مار پیچ کی راہ
۲۱۲۹۔ ماکھو دوڑ گئی
۲۱۳۰۔ مامی پینا
۲۱۳۱۔ مانْ
۲۱۳۲۔ مانڈا

۲۱۳۳۔ مانڈا
۲۱۳۴۔ مانڈنا
۲۱۳۵۔ مانُس (مانُس)
۲۱۳۶۔ ماؤں
۲۱۳۷۔ ماہی مراتب
۲۱۳۸۔ مایا
۲۱۳۹۔ مایا توکل
۲۱۴۰۔ مَت (متوالا)
۲۱۴۱۔ متھنا
۲۱۴۲۔ مُٹھ بھیڑ
(مُڈ بھیڑ رمٹ بھیڑ)
۲۱۴۳۔ مجّو سا
۲۱۴۴۔ مجہلہ (مجھل)
۲۱۴۵۔ مجیت
۲۱۴۶۔ مچرانا
۲۱۴۷۔ مچلکا (مچلکہ)
۲۱۴۸۔ مچھندر
۲۱۴۹۔ محرّمات
۲۱۵۰۔ مخمل دوخوابہ
۲۱۵۱۔ مدار
۲۱۵۲۔ مدھر

۲۱۵۳۔ مربع نشیں ہونا
۲۱۵۴۔ مَر پیچ
۲۱۵۵۔ مرپچنا
۲۱۵۶۔ مُر جی
۲۱۵۷۔ مر دَھا
۲۱۵۸۔ مُرشدزادہ
۲۱۵۹۔ مَرغول
۲۱۶۰۔ مرگ چھالا
۲۱۶۱۔ مَر ہوب
۲۱۶۲۔ مریم کا پنجہ
۲۱۶۳۔ مُستَوصِلَہ
۲۱۶۴۔ مُستَوفی گری
۲۱۶۵۔ مُسرِف
۲۱۶۶۔ مَسکانا (مُسکانا)
۲۱۶۷۔ مَسکورا
۲۱۶۸۔ مُشرِف
۲۱۶۹۔ مِصَر (بسر مِشر)
۲۱۷۰۔ مِصقَل (مِصقَلہ)
۲۱۷۱۔ معمولی
۲۱۷۲۔ مُغ
۲۱۷۳۔ مُفت
۲۱۷۴۔ مُقابہ
۲۱۷۵۔ مُقیش
۲۱۷۶۔ مَلَث رمَلَث
۲۱۷۷۔ مَلز رمَلز
۲۱۷۸۔ مکر چاندنی
۲۱۷۹۔ مَکری
۲۱۸۰۔ مَکڑی
۲۱۸۱۔ مَکھو
۲۱۸۲۔ گلڈمبر (گلڈنبر)
۲۱۸۳۔ مُلاحِظَہ
۲۱۸۴۔ ملاگیر
۲۱۸۵۔ ملاگیری
۲۱۸۶۔ مَلَت
۲۱۸۷۔ مَلین
۲۱۸۸۔ مَن
۲۱۸۹۔ مَن بھاوَن (من بھاونا)
۲۱۹۰۔ مُنڈرا
۲۱۹۱۔ مُنڈنا
۲۱۹۲۔ مُنڈکری مارنا
۲۱۹۳۔ من چنگا تو کٹھوتی میں گنگا
۲۱۹۴۔ مَنصب
۲۱۹۵۔ مَنکا
۲۱۹۶۔ مَنانا
۲۱۹۷۔ منکرا
۲۱۹۸۔ مُنہ پانا
۲۱۹۹۔ منہ کی اُوئی اترنی یا جانی
۲۲۰۰۔ مُنہ دیکھنا
۲۲۰۱۔ منہ کھلے کا کھلا رہ جانا
۲۲۰۲۔ منہ کی دال نہیں جھڑی
۲۲۰۳۔ مُودی
۲۲۰۴۔ موچ لینا (موچنا)
۲۲۰۵۔ مورچا پلی کرنا
۲۲۰۶۔ مُوسنا
۲۲۰۷۔ مُوشگُ دَوانی کرنا
۲۲۰۸۔ موکھا
۲۲۰۹۔ مولانا
۲۲۱۰۔ مول گئی
۲۲۱۱۔ مُوتُڑا

۲۲۱۲۔مَونی
۲۲۱۳۔مَہاپَدم
۲۲۱۴۔مہتاب چھوٹنا
۲۲۱۵۔مَہتو
۲۲۱۶۔مُہر دار
۲۲۱۷۔مہنا
۲۲۱۸۔میاں
۲۲۱۹۔میت (میتا)
۲۲۲۰۔میٹھا
۲۲۲۱۔میچک
۲۲۲۲۔میخ مارنا
۲۲۲۳۔میدنی
۲۲۲۴۔میرآتش
۲۲۲۵۔میرفرش
۲۲۲۶۔میسور
۲۲۲۷۔میسوٗرات (جمع)
۲۲۲۸۔میکھلی
۲۲۲۹۔میگڈمبر (میگڈنبر)
۲۲۳۰۔مَیل کی چیونٹی
۲۲۳۱۔میم وجیم
۲۲۳۲۔مَینا

۲۲۳۳۔مینجھا
۲۲۳۴۔مینجھنا
۲۲۳۵۔مینڈکی
۲۲۳۶۔مینڈھا
۲۲۳۷۔مِیُو
۲۲۳۸۔میومُوا جب جانیے
جب واکا تیجا ہوئے
۲۲۳۹۔میوڑا
۲۲۴۰۔میوہ فروش

ن

۲۲۴۱۔ناریل توڑنا
۲۲۴۲۔نازا
۲۲۴۳۔ناگند
۲۲۴۴۔ناک ہونا
۲۲۴۵۔ناگوری
۲۲۴۶۔نامہ نکالنا
۲۲۴۷۔نانکار
۲۲۴۸۔نانڈنا (ننڈنا)
۲۲۴۹۔ناندنا
(ناندھنا، ننندن، نندھانا)
۲۲۵۰۔نانْواتے (ننواتے)

۲۲۵۱۔نانواں
۲۲۵۲۔ناہ
۲۲۵۳۔نایکا
۲۲۵۴۔نبڑنا (نبڑنا، نپڑنا)
۲۲۵۵۔نپٹ
۲۲۵۶۔نتّب (نتمب)
۲۲۵۷۔نجھانا
۲۲۵۸۔نجھول
۲۲۵۹۔نخلِ ماتم
۲۲۶۰۔ندامت
۲۲۶۱۔ندان
۲۲۶۲۔نذر بدنا
۲۲۶۳۔نرناری
۲۲۶۴۔نرموہی رنموہی
۲۲۶۵۔نرنے
۲۲۶۶۔نژوان
۲۲۶۷۔نس (نسا)
۲۲۶۸۔نستارا
۲۲۶۹۔نستارنا
۲۲۷۰۔نُسخہ
۲۲۷۱۔نَسینی

۲۲۷۲۔ نشاُ تئین
۲۲۷۳۔ نشا خاطر رکھنا
۲۲۷۴۔ نغوظ
۲۲۷۵۔ نفُر
۲۲۷۶۔ نگال
۲۲۷۷۔ نِکھارنا
۲۲۷۸۔ نِکھر ب
۲۲۷۹۔ نگینِ عاشق ومعشوق
۲۲۸۰۔ نم رنمی
۲۲۸۱۔ نمازی کاٹکا
۲۲۸۲۔ نمک بندی
۲۲۸۳۔ ننانواں
۲۲۸۴۔ ننِدا سا
۲۲۸۵۔ نوّاب
۲۲۸۶۔ نوازنا
۲۲۸۷۔ نوَانا
۲۲۸۸۔ نوتھاری
۲۲۸۹۔ نوُکا
۲۲۹۰۔ نوکیسہ
۲۲۹۱۔ نوُل
۲۲۹۲۔ نہالی

۲۲۹۳۔ نُہفّا
۲۲۹۴۔ نہرنا رنہرنا
(نہڑنا، نیوڑھانا، نہوڑانا)
۲۲۹۵۔ نہوُرا
۲۲۹۶۔ نیارا (نیاری)
۲۲۹۷۔ نیازا
۲۲۹۸۔ نیاؤ
۲۲۹۹۔ نیر
۲۳۰۰۔ نیرج
۲۳۰۱۔ نِیک
۲۳۰۲۔ نیک
۲۳۰۳۔ نِیگ
۲۳۰۴۔ نیل بگڑنا
۲۳۰۵۔ نیل کاماٹھ بگڑنا
۲۳۰۶۔ نیم کی مستی
۲۳۰۷۔ نیمہ
۲۳۰۸۔ نیل
۲۳۰۹۔ نِیو
۲۳۱۰۔ نیو چلنا
۲۳۱۱۔ نِیوتا
۲۳۱۲۔ نیُہر

۲۳۱۳۔ نیہہ
۲۳۱۴۔ نیاَرا
۲۳۱۵۔ نیاریا

و

۲۳۱۶۔ وِدرَبھ
۲۳۱۷۔ وَرَق داغ
۲۳۱۸۔ وَغشت
۲۳۱۹۔ وقوف
۲۳۲۰۔ وقوف دینا
۲۳۲۱۔ ولایت
۲۳۲۲۔ وِستار (بِستار)
۲۳۲۳۔ وَطَب
۲۳۲۴۔ وہ پانی ملتان گیا
۲۳۲۵۔ وِیر
۲۳۲۶۔ وِیساَچ
۲۳۲۷۔ وِیشیا

ہ

۲۳۲۸۔ ہاتھ میں ٹھیکرا ہونا
۲۳۲۹۔ ہار
۲۳۳۰۔ ہاڑ

۲۳۳۱۔ ہاڑی
۲۳۳۲۔ ہال
۲۳۳۳۔ ھانڈنا
۲۳۳۴۔ ہتّہ
۲۳۳۵۔ ہتھ بکلیاں
۲۳۳۶۔ ہتھنال
۲۳۳۷۔ ہتھیا
۲۳۳۸۔ ہتھیا
۲۳۳۹۔ ہٹ منگل
۲۳۴۰۔ ہُدّ انڈّی کرنا
۲۳۴۱۔ ہدیانا
۲۳۴۲۔ ہُرّا
۲۳۴۳۔ ہرّا کرنا
۲۳۴۴۔ ہرار
۲۳۴۵۔ ہربابی
۲۳۴۶۔ ہَرتا
۲۳۴۷۔ ہَرزہ
۲۳۴۸۔ ہَرزہ گو
۲۳۴۹۔ ہرزہ گوش
۲۳۵۰۔ ہَرَن
۲۳۵۱۔ ہرن کُھری

۲۳۵۲۔ ہڑیان
۲۳۵۳۔ ہڑ
۲۳۵۴۔ ہڑبڑی
۲۳۵۵۔ ہُڑک
۲۳۵۶۔ ہُڑک
۲۳۵۷۔ ہُڑکنی
۲۳۵۸۔ ہڑوا
۲۳۵۹۔ ہڑواڑ
۲۳۶۰۔ ہزارگائیدہ
۲۳۶۱۔ ہزارمیخی
۲۳۶۲۔ ہستنی
۲۳۶۳۔ ہِسکا
۲۳۶۴۔ ہَسکا ہسکی
۲۳۶۵۔ ہکّابکّا
۲۳۶۶۔ ہلابل
۲۳۶۷۔ ہلکورا
۲۳۶۸۔ ہلّہ
۲۳۶۹۔ ہما
۲۳۷۰۔ ہواپھرنا
۲۳۷۱۔ ہوتارہےگا
۲۳۷۲۔ ہُوتے سوُتے

۲۳۷۳۔ ہوچنا
۲۳۷۴۔ ہوڑ
۲۳۷۵۔ ہوڑبدنا
۲۳۷۶۔ ہوڑ
۲۳۷۷۔ ہوش
۲۳۷۸۔ ہُولا
۲۳۷۹۔ ہیرن
۲۳۸۰۔ ہیری
۲۳۸۱۔ ہیکل
۲۳۸۲۔ ہےگا

ی

۲۳۸۳۔ یاتا
۲۳۸۴۔ یاقوت
۲۳۸۵۔ یاقوتی
۲۳۸۶۔ یک پیچا
۲۳۸۷۔ یزدی پرند
۲۳۸۸۔ یک نہ شد دو شد

۲۷زبانوں کے لسانیاتی مطالعے

مرتبہ سید خالد جامعی رعمر حمید ہاشمی

جریدہ کا شمارہ خصوصی

پرویش شاہین، ناظم مرکز تحقیقات لسانیات منگلور سوات نے شمالی علاقہ جات کی ۲۷ منفرد زبانوں پر جو تحقیقی مطالعات پیش کیے ہیں ان پر مشتمل جریدہ کا خصوصی شمارہ عنقریب شائع ہو رہا ہے۔ان زبانوں کے نام درج ذیل ہیں:

۱) بروشسکی (Burushaski)،
۲) ڈوماکی (Dumaki)،
۳)شینا(Shina)،
۴)واخی(Wakhi)،
۵) کوہستانی(Kohistani)،
۶) چیلسو (Chilso)،
۷)گیاری(Gyari)،
۸) بنیڑی(Baneri)،
۹) پہاڑی(Pahari)،
۱۰)کشمیری(Kashmiri)،
۱۱) گاردی(Gardi)،
۱۲) توروالی(Torwali)،
۱۳) قاشقادی(Qashqadi)،
۱۴) گوجری(Gojri)،
۱۵) داشوی(Dashwi)،
۱۶) کنڈیری(Kanderi)،
۱۷) بدیشی(Badeshi)،
۱۸)اجڑی(Ajri)،
۱۹)قسائی(Qasai)،
۲۰)کلاشہ (Kalasha)،
۲۱) پشتو(Pushto)،
۲۲)ہندکو(Hindko)،
۲۳) پشائی(Pushai)،
۲۴)گواربتی(Gawarbati)،
۲۵)تیراہی(Terahi)،
۲۶)ارمڑی(Armari)،
۲۷)بدگی(Badgi)وغیرہ۔

لسانی اور ثقافتی استعماریت

اشاعت خصوصی

☆ مشرق و مغرب میں دہشت گردی کی تاریخ

☆ بیس کروڑ انسانوں کا قتل عام کس نے کیا؟

☆ کیا لبرل ازم اور نسل کشی میں فطری تعلق ہے؟

☆ دنیا میں زبانوں کے قتل عام کی تاریخ

☆ براعظم افریقہ اور امریکہ میں زبانوں کو درپیش خطرات

☆ کیا آبادی میں تیزی سے کمی زبانوں کے خاتمے میں کلیدی کردار ادا کر رہی ہے؟

☆ ایشیا میں بروشسکی بولی سے زبان کیسے بنی؟

☆ تحریک تنویر اور تحریک خرد افروزی نے کتنی زبانوں کو جنم دیا؟

☆ امریکہ، افریقہ، یورپ، آسٹریلیا میں مٹنے والی زبانوں کے بارے میں تازہ ترین معلومات پر مشتمل حیرت انگیز انکشافات پر مبنی تحقیقی مضمون۔

جریدہ شمارہ ۲۷

مرتبہ سید خالد جامعی ر عمر حمید ہاشمی

چہ دلاور است

مشرق و مغرب میں سرقہ بازی کی تاریخ پر اردو زبان و ادب میں اپنی نوعیت کا پہلا تحقیقی کام۔

اس شمارے کی جھلکیاں

☆ سراغ رساں کے قلم سے ''مہر نیم روز'' کے شہرہ آفاق تحقیقی سلسلے ''چہ دلاور است'' کے تمام مضامین پہلی مرتبہ یک جا صورت میں

☆ فارسی، عربی، اردو اور یوروپی زبانوں میں سرقوں کی مختصر تاریخ

☆ ابوالجلالؒ ندوی اور مولانا مودودیؒ کا توارد

☆ غالب نے فغاں دہلوی کے سو مصرعے لفظ بہ لفظ سرقہ کیے

☆ حافظ شیرازی اور سلمان ساوجی کے کلیات میں ایک ہی غزل لفظ بہ لفظ موجود ہے

☆ سرقے کے خلاف رسالہ الناظر لکھنؤ کا جہاد اور آل انڈیا مجلس احتساب کا قیام

☆ ملک الشعراء امیر مقری نے فارسی میں سب سے پہلے سرقے کی روایت ڈالی

☆ پنڈت کیفی نے سرقہ بازوں کے خوف سے منشورات نظرِ ثانی، ترمیم اور اضافے کے بغیر شائع کرادی۔

☆ ابن عربیؒ کی تصانیف سے دانتے کے سرقے، قاضی ابویعلیٰؒ کا سرقہ

☆ دانتے، محمد حسین آزاد، نیاز فتح پوری، مولوی عبدالحق، ڈاکٹر احمد امین مصری، ظفر عمر زبیری، علامہ اسلم جیراج پوری، مرزا غلام احمد قادیانی، ڈاکٹر سر رادھا کرشن، عصمت چغتائی، کرشن چندر، قاضی عبدالغفار، مفتی انتظام اللہ شہابی، دانتے، ڈاکٹر میر ولی الدین، پروفیسر آل احمد سرور، یونس بٹ کے سرقوں کی سرگزشت۔

صفحات: ۶۲۲ (چھ سو بائیس) قیمت: ۲۰۰ روپے

جریدہ شمارہ ۲۶

مرتبہ سید خالد جامعی/عمر حمید ہاشمی

متروکات کی لغت جلد دوم 'ج' سے 'ق'

اس شمارے میں اردو زبان میں متروکات پر دستاویزات کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔

☆اردو زبان اور دنیا کی دیگر اہم زبانوں کا تقابلی مطالعہ

☆اردو کے نظام اصوات پر عربی فارسی کا اثر

☆بہادر شاہ ظفر کے بھانجے کی زبانی اردو زبان کی سات اقسام کا بیان

☆کوریائی، چینی، جاپانی زبانوں کی مشکلات

☆اردو، عربی، فارسی کا تقابل

☆انگریزی زبان پر اردو کے اثرات

☆اردو رومن رسم الخط میں نہیں لکھی جاسکتی

☆دبستانوں کے ضمن میں اردو کا اختصاص

☆دکنی دبستان کا ارتقاء کیوں نہ ہوا؟

☆اردو کے ۷۰ فی صد الفاظ مغیرات ہیں

☆قرآن میں ۱۱۴۹ الفاظ عجمی ہیں

☆اردو کی نو لاشیں ان کے فوائد!

☆اردو، جاپانی، روسی، ہسپانوی، فرانسیسی، جرمن حروف تہجی کا تقابلی جائزہ

☆انگریزی لکھنے کے لیے ۷۸ حروف کا سیکھنا ضروری ہے جب کہ اردو کے لیے صرف ۱۵ حروف کا جاننا کافی ہے۔

صفحات: ۳۶۲ (تین سو باسٹھ) قیمت: ۱۰۰/- روپے

جریدہ شمارہ ۲۵

مرتبہ سید خالد جامعی رعمر حمید ہاشمی

متروکات کی لغت (جلد اوّل 'ا' تا 'ث')

اردو زبان کے متروکات کی لغت پر مشتمل اس شمارے میں دنیا بھر کی زبانوں میں متروکات کی تاریخ کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے اور برطانوی (British)، امریکی (American)، المانوی (German)، ہندو (Hindu)، پرتگالی (Portuguese)، خلیج (Belgian)، ولندیزی (Dutch)، فرانسیسی (French) استعماری طاقتوں کی نو آبادیات میں زبانوں کے استحصال سے لے کر قتلِ عام تک کی تاریخ تحریر کی گئی ہے۔ اس تاریخی جائزے میں ایران اور ترکی میں متروکات کی تحریکوں کا جائزہ بھی لیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل مباحث پر روشنی ڈالی گئی ہے:

☆ اردو میں ترکی الفاظ کی تعداد کم کیوں ہے؟

☆ ۱۳۴۷ء میں اردو سرکاری زبان کہاں بنی تھی؟

☆ متروکات اور استعماری طاقتوں کا فطری تعلق۔

☆ جنوب میں فارسی کے بجائے اردو کے فروغ کی وجوہات

☆ اردو چھٹی صدی کی زبان، جب اسلام کا آغاز ہوا تھا۔ اس غلط نظریہ کی تردید کہ اردو مسلمانوں کی زبان ہے۔

☆ اسلام، سندھی، فارسی، بنگالی، اردو اور انگریزی ہم عمر ہیں۔

☆ اسلام کا رویہ غیر عربی زبانوں کے ساتھ

☆ ہندوؤں کی تحریک متروکات کا جائزہ

کل صفحات: ۴۱۲ (چار سو بارہ)   قیمت: ۔/۴۰۰ روپے

جریدہ شمارہ ۲۴

مرتبہ سید خالد جامعی / عمر حمید ہاشمی

قدیم لسانیات وادبیات نمبر

عالمی ادبیات ولسانیات پر منفرد تحقیقی مقالات کا نادر مجموعہ

☆ چوتھی صدی ہجری میں وادیٔ سندھ کا رسم الخط زندہ تھا

☆ اقوامِ عرب وعجم کا اسلوب تحریر اور فن لغت نویسی

☆ وادیٔ سندھ کے لوگوں کا اصل مذہب!

☆ زبانوں کے آغاز کے بارے میں مذہبی روایات کا تحقیقی جائزہ

☆ دنیا بھر میں موجود زبانوں کی تقسیم وتفہیم

☆ کتابوں سے محبت کی اسلامی روایات

☆ مغرب کے عالمی ادبی شہ پارے مذہبی شہ پارے ہیں

☆ آل سام کی قدیم ترین زبان عربی

☆ ہسپانوی، اطالوی اور فرانسیسی کی پیدائش میں عربی کا حصہ

☆ پہلا چھاپہ خانہ مسلمانوں نے ایجاد کیا

☆ ارض ہند کے علوم وفنون میں مسلمانوں کا استغراق

☆ ولیم ہنٹر کی مطبوعات وخدمت

☆ قدیم زبانیں، باشندے اور برطانوی سیاست

☆ مولانا حسن مثنیٰ ندویؒ

☆ نیاز فتح پوری کی "ترغیبات جنسی" مولانا سید حسن مثنیٰ ندوی ہیولاک ایلیس کی کتاب کا سرقہ ہے

☆ مکتوبات ابراہیم جلیس مرحوم بنام رئیس احمد جعفری مرحوم

کل صفحات: ۳۵۴ (تین سو چون)　　　قیمت: ۱۰۰/- روپے

جریدہ ۲۳

مرتبہ سید خالد جامعی رعمر حمید ہاشمی

فلسفۂ لسان نمبر

''جریدہ'' ۲۳ ممتاز محقق ماہر آثار قدیمہ مولانا ابوالجلالؒ ندوی کے تختہ نقوش پر مشتمل ہے۔ اس تختۂ نقوش کے ذریعے موئن جودڑو سے ملنے والے کتبات مہروں کو پڑھا جاسکتا ہے۔ مولانا کا دعویٰ ہے کہ انھوں نے پندرہ سو مہریں پڑھ لیں ہیں۔

شمارہ ۲۳ کی جھلکیاں

وادیٔ سندھ کی مہروں کے تختۂ ہائے نقوش (قسط اول)

ابوالجلالؒ ندوی: آثار و افکار

قدیم سندھی نوشتے

فن کتابت

سمات عرب

ایک نابغۂ عصر ابولجلالؒ ندوی

ضمیمہ جات:

۱۔ مولانا ابوالجلالؒ ندوی (مطالعۂ تقابلِ ادیان سے دلچسپی رکھنے والے ایک ایک عالم)

۲۔ سندھی رسم الخط ۸۰۰ ق م تک مستعمل تھا

۳۔ مولانا ابوالجلال ندوی کا کلام

کل صفحات: ۱۹۲ (ایک سو بانوے)　　　قیمت: ۱۰۰/- روپے

جریدہ شمارہ ۲۲

مرتبہ سید خالد جامعی / عمر حمید ہاشمی

قدیم لسانیات و کتبات نمبر

جریدہ کا شمارہ ۲۲ موئن جو دڑو کے رسم الخط اور مہروں پر دنیا میں اپنی نوعیت کی پہلی تحقیق پر مشتمل ہے۔

شمارہ ۲۲ کی اہم جھلکیاں

☆ وادیٔ سندھ کے رسم الخط پر تحقیقات کا ایک جائزہ

☆ وادیٔ سندھ کا رسم الخط

☆ بادِ امن کی تہذیب اور رسم الخط کا جائزہ

☆ دیار ہند و سند

☆ قدیم سندھی مہریں

☆ نقش سلیمانی

☆ نقوش صحرا

☆ پیکران بے سخن

☆ سندھی ظروف پر نقوش

☆ بلوچی ظروف پر نقوش

☆ ہڑپہ اسکرپٹ پڑھی جائے تو کیسے؟

☆ انسان نے لکھنا کیسے سیکھا؟

☆ ضمیمہ جات

کل صفحات: ۱۹۹ (ایک سو ننانوے)　　قیمت: -/۱۰۰ روپے

Jareeda. 28

Special issue on "Dictionary of Obscure Words of Urdu Language" Vol. III

Research journal of Bureau of Composition, Compilation & Translation,

Compiled by Syed Khalid Jamaee, Director

&

Umar Hameed Hashmi, Deputy Director

Previous Issues

Jareeda. **27** on "History of Plagiarism in East & West" The very first of its work in Urdu literature on literary larceny which includes the essays of Hassan Musanna Nadvi, Dr. Farman Fatehpuri, Dr. Kashafi and others.

Jareeda. **26** On "Dictionary of Obscure Words of Urdu Language" Vol. II, as well as a research article on "comparative study of Urdu language with other languages of the world in context of historical references"

Jareeda. **25** On "Dictionary of Obscure Words of Urdu Language" Vol. I, as well as an elaborated research article on "Obsolete words, research and movements"

Jareeda. **24** On "Ancient Linguistic & Literature" Contains various informative and research essays on different topics.

Jareeda. **23** On "Philosophy of Languages" contains table of signs and symbols of Indus valley seals and script deciphered by Abul Jalal Nadvi showing the liaison between ancient Sindhi script with Arabic and Hebrew languages. Essays on the evolution of the primitive language render useful information on the subject.

Jareeda. **22** "Ancient linguistics and Inscriptions".
This special issue carries nine essays of a renowned archaeologist Maulana Abul Jalal Nadvi on ancient Indus scripts and seals as well as three other research essays.

Rs. 100/- each except Jareeda 27.

جریدہ

مرتبہ سید خالد جامعی/عمر حمید ہاشمی

شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ کا علمی و تحقیقی ترجمان

جریدہ کے شمارے ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵ اور ۲۶ لسانیات، قدیم زبانوں، فلسفہ لغت، وادیٔ سندھ کے رسم الخط، قدیم رسم الخط، متروکات سے متعلق انتہائی اہمیت کے حامل مضامین پر مشتمل ہیں

جریدہ ۲۲، ۲۳ فلسفہ لسان پر اہم تحقیقی مطالعات موئن جودڑو کی مہروں کو پڑھنے کا طریقہ

جریدہ ۲۴ ''قدیم لسانیات وادبیات نمبر'' عالمی ادبیات، وادیٔ سندھ کی مہریں

جریدہ ۲۵، ۲۶ متروکات کی لغت (جلد اول، جلد دوم) متروک الفاظ، تاریخ، تحقیق، تحریکیں

جریدہ ۲۷ ''چہ دلاور است'' مشرق و مغرب میں سرقہ بازی کی تاریخ ''مہر نیم روز'' کے سراغ رسانوں کے مضامین...... سرقہ بازی پر اپنی نوعیت کا پہلا تحقیقی کام، دانتے، ابویعلٰی، محمد حسین آزاد، مولوی عبدالحق، نیاز فتح پوری، ڈاکٹر احمد امین مصری، ظفر عمر زبیری، اسلم جیراج پوری، غلام احمد قادیانی، ڈاکٹر سر رادھا کرشن، عصمت چغتائی، کرشن چندر، قاضی عبدالغفار، پروفیسر آل احمد سرور، میر ولی الدین، یونس بٹ کے سرقوں کی سرگزشت۔

کتابوں پر تنقیدی تبصرے کی ہفتہ وار نشست

شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ کے زیر اہتمام ہر ہفتے کے دن ٹھیک پونے دو بجے شعبہ کے کتب خانہ میں علمی ادبی، تحقیقی کتابوں پر تبصرے کی نشست پابندی سے منعقد ہوتی ہے

ہر ہفتے ایک نادر کتاب کا اضافہ

شعبہ کے کتب خانے کے لیے ہر ہفتے ایک نادر کتاب حاصل کی جاتی ہے۔

شعبہ کا کتب خانہ روزانہ صبح ساڑھے آٹھ سے رات ساڑھے نو بجے تک مطالعے کے لیے کھلا رہتا ہے۔